سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل' 10۔ اگست' 1999ء

(یوم الثلاثہ 27۔ ربیع الثانی 1420ھ)

جلد: 16- شمارہ: 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
رکن اسمبلی کا حلف	3
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جنگلات و ماہی پروری اور امداد باہمی)	6
___نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	42

استحقاق،

اخبار میں اراکین اسمبلی کے خلاف توہین آمیز کارٹون کی اشاعت (..........جاری)	59

تحاریک التوائے کار،

ڈھڈی والا مانئر رکھ برانچ میں واسا فیصل آباد کی طرف سے شہر کا گندہ پانی ڈالنا	61

(جاری..........)

___فیصل آباد میں کچی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں میں ناقص
میٹریل کا استعمال ________________ 67

___فیصل آباد شہر میں ٹریکٹر، ٹرالیوں، ٹرالوں اور مسافر بسوں
کے داخلہ کی ممانعت ________________ 68

مسودہ قانون:

مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب، مصدرہ 1999ء ________________ 71

قرارداد:

زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے
پر وزیراعظم پاکستان کو خراج تحسین ________________ 72

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Shahid Hamid**, *Governor of the Punjab*, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 10th August, 1999 at 3.00 p. m. in the Assembly Chamber, Lahore.

Dated Lahore
the 7th August, 1999.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

منگل '10۔ اگست 1999ء

(یوم الثلاثہ' 27 ربیع الثانی 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ
يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝7 يُرِيْدُوْنَ
لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝8
هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝9

سورۃ الصف آیات 7 تا 9

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا کافر کیسے ہی ناخوش ہوں وہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

وما علینا الا البلاغ۝

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔سب سے پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔ سیکرٹری اسمبلی اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے 4 معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم' ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے

2۔ میاں معراج دین ایم پی اے

3۔ جناب اختر محمود ایڈووکیٹ ایم پی اے

4۔ جناب سعید اکبر خان ایم پی اے

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ہمارے ایک محترم ایم پی اے للیکا صاحب کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر،اس کے بعد طارق سلیم صاحب کا حلف ہو گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اس کے بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز رکن عثمان عباسی صاحب کے والد محترم کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، ان کے لیے بھی دعا کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، طارق صاحب تشریف لائیں۔

(اس مرحلے پر جناب طارق اقبال ملک نے بطور ممبر، صوبائی اسمبلی پنجاب حلف لیا)

آوازیں، مبارک مبارک۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے اور اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین کی طرف سے طارق اقبال صاحب کو منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے ووٹرز کے اعتماد پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جس مقصد کے لیے ان کے حلقے کے لوگوں نے انھیں منتخب کیا ہے وہ اس کو پورا کریں۔ میری یہ بھی دعا ہے اور میں اس کے ساتھ ملک سلیم اقبال صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ طارق اقبال صاحب اپنے بزرگوں کے مشن کو آگے بڑھائیں گے اور جس طرح ملک سلیم اقبال صاحب ایک طویل عرصے سے بغیر کسی بریک کے اپنے حلقے کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ طارق اقبال صاحب بھی اسی روایت کو قائم رکھیں گے اور عوام کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، اسی تسلسل کو لے کر آگے بڑھیں گے۔

وزیر قانون، جی، اس تسلسل کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب سپیکر، ملک سلیم اقبال صاحب!

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)، جناب سپیکر! میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا، راجہ بشارت صاحب کا اور تمام ایوان کے ممبران کا، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم پاکستان کا مشکور ہوں، جنھوں نے مجھ پر اور میرے بیٹے پر بھرپور اعتماد کیا۔ جناب والا! مجھے آج یہ بھی خوشی حاصل ہو رہی ہے کہ میں ان کے اعتماد پر پورا اترا۔ پی پی 18 سے جو طارق اقبال کامیاب ہوا ہے، میرا اس میں کوئی کمال نہیں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ کا ووٹ بینک ہے جس کی وجہ سے ہم نے یہ کامیابی حاصل

کی۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ ضمنی انتخاب میں ان شاء اللہ میاں نواز شریف کا پاکستان مسلم لیگ کا ووٹ بینک قائم ہے۔ بلکہ اگر اعداد و شمار کو دیکھا جائے تو اس میں اضافہ ہوا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی یہی کوشش ہو گی کہ وہ پاکستان کا ایک اچھا شہری ثابت ہو اور اپنے ووٹرز کے جتنے بھی مسائل ہیں ' اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ ان کو حل کرے۔ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سید احمد خان منیس کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس(قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو طارق اقبال صاحب کو' جو ہمارے بر خوردار ہیں ' ہمارے انکل کے بیٹے ہیں ۔ میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ' گو کہ وزیر قانون صاحب نے ایوان کی جانب سے ان کو مبارک باد دی ہے لیکن میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں ان کو بھی اور ان کے والد گرامی کو بھی مبارک باد پیش کروں۔ کیونکہ وہ کامیاب ہو کر اس ایوان میں آئے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک سلیم اقبال صاحب ایک بہت ہی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور ماشاء اللہ انھوں نے اس ایوان میں بہت زیادہ contributions کی ہیں۔ میں طارق اقبال صاحب سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہاں اس ایوان میں آ کر اپنا مثبت کردار ادا کریں گے اور حق سچ کی جو بات ہے ' عوام کی مشکلات ان کے مسائل یہاں اجاگر کریں گے اور جو کچھ وہ فیلڈ میں دیکھ رہے ہیں ' اگر وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں مہنگائی ہے تو کہیں گے کہ یہاں مہنگائی ہے۔ اگر یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر بے روزگاری ہے تو وہ یہ کہیں گے کہ وہاں پر بے روزگاری ہے۔ جناب سپیکر! میں اس مبارک باد کے بعد یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر اجلاس پر میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ ایوان کا اجلاس بلانے سے قبل---

جناب سپیکر، یہ مبارک باد ختم ہو گئی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی۔

جناب سپیکر،تو اس مبارک باد کو خراب نہ کریں۔ اگر کوئی نئی بات ہے تو اس کے لیے آپ نے ابھی تک اجازت نہیں لی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں متعدد بار آپ کی توجہ اس طرف دلا چکا ہوں کہ ایوان کو چلانا'میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی ہی تقریر میں جب اس ایوان میں حلف لیا تھا

تو انھوں نے کہا تھا کہ یہ ایوان ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اور وہ دو پہیے حزب اقتدار اور حزب مخالف ہیں۔ آخری ٹائم پر میں نے اس کو سراہا بھی تھا اور میں نے آپ کا شکریہ بھی ادا کیا تھا کہ آپ نے بجٹ اجلاس پر ہمیں بلا کر اعتماد میں لیا تھا اور اس کے ایجنڈے پر آپ نے بات چیت کروائی تھی۔ لیکن اس مرتبہ نہ کوئی اطلاع دی گئی نہ ہی ایجنڈے پر کوئی گفتگو کی گئی۔ جناب والا! حزب اختلاف کا کام یہاں contribute کرنا ہے۔ اگر کوئی قانون سازی ہے تو وہ بھی حزب اختلاف کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں اگر وزیر اعلیٰ پنجاب یہ سمجھتے ہیں کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یک طرفہ طور پر ایوان کو ایک پہیے پر چلایا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایک پہیے پر ایوان کو چلایا جا سکتا ہے؟ کسی سرکس کا سائیکل تو ایک پہیے پر چل سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان حزب اختلاف کے تعاون کے بغیر نہیں چلایا جا سکتا۔ میں نے پچھلے دنوں اخبارات میں دیکھا کہ آپ ایک سیمنار میں تشریف لے گئے اور صحافیوں نے وہاں پر آپ سے ایک سوال کیا کہ اجلاس کب شروع ہو رہا ہے؟ تو آپ نے غالباً وہاں پر یہ فرمایا کہ اگست کے آخری ہفتے میں ہوگا۔ جناب والا! اگر آپ کو بھی علم نہیں تو پھر کس کو علم ہوگا کہ فلاں دن آپ کی پارٹی میٹنگ ہے اور شام کو اجلاس ہے۔ تو کیا حزب اختلاف کو اعتماد میں نہیں لیا جا سکتا؟ جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کروں گا۔ پہلے بھی میں یہ کہتا رہا ہوں کہ آپ ایک کیلنڈر بنا دیں۔ یہاں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو اپنے گھریلو کام کاج بھی ہیں کاروباری امور بھی ہیں۔ اگر ایک کیلنڈر بنا دیا جائے اور اس کیلنڈر کے مطابق ہاؤس کو چلایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ جناب والا! میں آج پھر وہی احتجاج آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایوان کو چلانے کے لیے ان دونوں پہیوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ آپ ہاؤس کے نگران ہیں۔ آپ نے اس کو چلانا ہے جو کہ یک طرفہ طور پر نہیں چلایا جا سکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب والا! میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہم انھیں اعتماد میں لیں اور اعتماد میں لے کر ساتھ چلیں۔ جیسا کہ انھوں نے خود فرمایا کہ ہر دفعہ یہ ہوتا ہے کہ انھیں اعتماد میں نہیں لیا جاتا اور ساتھ ہی انھوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا کہ گزشتہ اجلاس میں آپ نے انھیں بلایا میٹنگ کی اور اس کے بعد ہم نے آپس

میں ایک ایجنڈا طے کیا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ قطعی طور پر یہ بات ہر گز نہیں کہ ہم انھیں ساتھ لے کر چلنا نہیں چاہتے یا ان کی مرضی کے خلاف اس ایوان کو چلانا چاہتے ہیں۔ میں اب بھی انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اب بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔ اور ان کے ساتھ میں یقینی طور پر بیٹھوں گا اور ہم ان سارے معاملات کو طے کریں گے۔ اگر کہیں کوئی تھوڑی سی کوتاہی ہو جائے تو یہ اس کو مسئلہ نہ بنا لیا کریں۔ گزشتہ اجلاس میں ہم ان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اگر میں انھیں کہوں اور آپ بھی جناب والا! اس بات کے گواہ ہیں کہ کل بھی میں نے اپنے محترم بھائی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اتفاق سے میرا رابطہ نہیں ہوسکا۔ کل بھی میں نے آپ کے ساتھ بیٹھنا تھا اور سارے معاملات طے کرنے تھے۔ اور اب بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس موجودہ اجلاس میں بھی سوائے قانون سازی کے ہم کوئی دوسری بات نہیں لے رہے ہیں اور قانون سازی کو کس طرح سے لینا ہے اور کس طرح زیادہ سے زیادہ معاملات کو اس ہاؤس میں آگے چلانا ہے؟ میں اپوزیشن لیڈر کے ساتھ بیٹھوں گا اور ان کے مشورے اور آراء سے ہم معاملات کو آگے چلائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! ویسے کل کا تو مجھے بھی پتا ہے۔ راجہ صاحب نے مجھ سے بھی بات کی اور میں نے بھی آپ کا پتا کرایا۔ کل صبح 10-00 بجے کے قریب میں نے آپ کا پتا کرایا تو پتا چلا کہ آپ اپنے گاؤں سے نکل آئے ہیں اور راستے میں ہیں۔ کل کی کوشش کا تو مجھے پتا ہے۔ میں نے بھی رابطے کی کوشش کی کہ آپ کے ساتھ بات ہو سکے۔ بہرحال منیس صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب! یہ ہونا چاہیے کہ اجلاس شروع ہونے سے قبل ایک تو sufficient time ملنا چاہیے تاکہ ایجنڈا بھی متداول ہو سکے۔ پتا نہیں وقفہ سوالات کا ایجنڈا بھی ممبران کے پاس پہنچا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سوالات کے جوابات پڑھ کر آتے ہیں پھر وہ ان پر ضمنی سوالات کرتے ہیں۔ بہرحال منیس صاحب! آئندہ کوشش ہو گی کہ یہ شکایت دور ہو۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جنگلات و ماہی پروری اور امداد باہمی)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جنگلات، امداد باہمی، جنگلی حیات و ماہی پروری کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1933

PCSIR کوآپریٹو ہاؤسنگ لمٹیڈ کے معاملات کی تفصیلات

*1933۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 30-05-81 سے 30-9-98 تک PCSIR سٹاف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمٹیڈ لاہور نے کل کتنی ہاؤسنگ سکیمیں شروع کی ہیں اور کون کون سی مکمل ہوئی ہیں۔ کتنی Develop ہونا باقی ہیں۔ ہر سکیم میں فی کنال' 10 مرلہ ڈویلپمنٹ چارجز / سوئی گیس چارجز کس حساب سے ممبران سے کل کتنے وصول کیے ہیں۔

(ب) سوسائٹی ہذا نے میسرز آفتاب انٹرپرائزز سے برائے ہاؤسنگ سکیم فیز PCSIR'I فیز PCSIR'II' فیز I'I ایکسٹنشن "A" PCSIR اور الفلاح ایونیو ہاؤسنگ سکیم ہر چار عدد سکیموں کے لیے

(اول) کل کتنی کتنی زمین خریدی گئی۔

(دوم) منظور شدہ پلان کے مطابق کتنا کتنا رقبہ ہے۔

(سوم) سوسائٹی کے نام کتنا کتنا رقبہ رجسٹری ہوا۔

(چہارم) کتنا کتنا رقبہ اس وقت سوسائٹی کے قبضے میں ہے۔ کتنا رقبہ تصفیہ طلب ہے۔ بقایا رقبہ جات کی کیا صورت حال ہے۔

(ج) سوسائٹی ہذا نے ایم۔ایس آفتاب انٹرپرائزز کو اوپر بیان کی گئی ہاؤسنگ سکیموں کی زمین خرید کرنے کے لیے کل کتنی کتنی رقم ادا کی اور قیمت کی صورت میں کتنی زمین / پلاٹ کون سی سکیم میں کتنی مالیت کے عوض ایم۔ایس آفتاب کو دی۔ کیا سوسائٹی ہذا کے ذمے کسی سکیم کی زمین کی قیمت ادا کرنا باقی ہے اس کا رقبہ اور قیمت بتائی جائے۔

(د) سوسائٹی ہذا کے سابقہ ممبران نے ماڈرن شیلٹرز انٹرنیشنل کے ساتھ مل کر اسلام آباد مری روڈ پر سبزہ زار گارڈن ٹاؤن کے نام سے جو ہاؤسنگ سکیم شروع کی۔ اس کا کل رقبہ کتنا ہے۔ ممبران سے کل کتنی رقم وصول کی گئی ہے۔ اور سکیم اس وقت کس مرحلے میں ہے۔

(ہ) سرکل رجسٹرار نے سوسائٹی کے سابقہ ممبران سے خوردبُرد کردہ رقم وصول کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب سپیکر. جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گھمن)،

(الف) سوسائٹی ہذا نے مورخہ 30-5-81 سے 30-9-98 تک تین ہاؤسنگ سکیم شروع کیں۔
فیز I موضع ستوکتلہ / باگڑیاں لاہور، فیز II موضع سادھوکی لاہور، فیز III سبزہ زار سکیم مری روڈ چھتر اسلام آباد اشتراک ماڈرن شیلٹرز انٹرنیشنل لاہور

فیز I۔ موضع ستوکتلہ / باگڑیاں ضلع لاہور سکیم کے ترقیاتی کام تقریباً 75% مکمل ہیں اور 25% ترقیاتی کام ہنوز مکمل نہ ہوئے ہیں۔ بلاک اے، بی، سی، ڈی اور ای پر مشتمل فیز I میں بلاک اے اور بی میں خاطر خواہ آبادی ہو چکی ہے اور کافی مکانات زیر تعمیر ہیں۔

فیز II۔ موضع سادھوکی لاہور کے ترقیاتی کاموں کے لیے مناسب اقدامات کیے جا چکے ہیں۔ باؤنڈری وال مکمل ہو چکی ہے اور متعلقہ محکمہ جات سے ترقیاتی امور کے لیے ضروری منظوری حاصل کر لی گئی ہے۔

فیز III۔ سبزہ زار سکیم مری روڈ اسلام آباد کی تمام تر ذمہ داری میسرز ماڈرن شیلٹرز انٹرنیشنل کی ہے۔ کیونکہ یہ سکیم مذکورہ فرم کے اشتراک سے شروع ہوئی بعد میں ایک معاہدے کے تحت تمام تر ذمہ داری مذکورہ فرم نے قبول کر لی تھی۔

فیز I۔ سکیم کے لیے بلاک اے، بی، سی، ڈی میں ڈویلپڈ پلاٹ فی کنال کی قیمت 45,500 روپے اور بلاک ای میں فی کنال قیمت 60,000 روپے مقرر کی گئی تھی۔

سوئی گیس چارجز بحساب 4000 روپے ایک کنال کیٹگری اور دس مرلہ کیٹگری کے لیے 2000 روپے وصول کیے جا رہے ہیں۔ مورخہ 30-9-98 تک سوئی گیس چارجز کی مد میں مبلغ 13,55,600 روپے وصول ہو چکے ہیں۔

(ب) سوسائٹی ہذا نے فیز I موضع ستوکتلہ/ باگڑیاں لاہور سکیم میسرز آفتاب انٹر پرائزز سے بصورت ڈویلپڈ خرید کی میسرز آفتاب انٹر پرائزز نے سکیم ہذا الفلاح ٹاؤن کے نام شروع کی اور بعد میں پی۔ سی۔ایس۔ آئی۔ آر سٹاف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کی انتظامیہ نے اسے خرید کر کوآپریٹو ایکٹ کے تحت اسے پی۔ سی۔ایس۔ آئی۔ آر کے نام رجسٹر کروایا۔

فیز I موضع ستو کتلہ / باگڑیاں، لاہور

	K	M	F
فیز I کے لیے خرید کردہ رقبہ	1593	4	26
منظور شدہ پلان کے مطابق رقبہ بمطابق ریکارڈ	1593	4	26
سوسائٹی کے نام رجسٹر رقبہ	1435	4	26
آفتاب انٹر پرائزز اور زمینداروں سے تصفیہ طلب رقبہ	158	0	0

فیز I کے تمام تر خرید کردہ رقبہ جات بمطابق پلان سوسائٹی ہذا کے قبضے میں ہیں۔

فیز II موضع سادھو کی لاہور

	K	M	F
منظور شدہ پلان / رقبہ	270	0	0
رقبہ جو مکمل خریدا گیا برائے فیز II	361	11	0
رقبہ جو فیز I کے معاملات کے سلسلے میں بعوض ادائیگی جو میسرز آفتاب انٹر پرائزز کو منتقل کیا گیا۔	61	9	0
باقبضہ رقبہ	262	0	0
رقبہ جو تصفیہ طلب ہے۔	38	0	0

ایکسٹینشن اے فیز I

	K	M	F
کل رقبہ تقریباً	26	0	0
باقبضہ و رجسٹرڈ	26	0	0

میسرز آفتاب انٹر پرائزز کو فیز I سکیم (الفلاح ایونیو) کے لیے مبلغ -/4,70,00,000 روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ فرم مذکورہ کی جانب سے سکیم developed plots کی صورت میں سوسائٹی کو دینا طے پایا تھا۔ لیکن تاحال سکیم مکمل develop کر کے انتظامیہ کے حوالے نہ کی گئی ہے۔ بلکہ درج ذیل امور جو کہ آفتاب انٹر پرائزز کی ذمہ داری میں ہیں ابھی مکمل ہونا باقی ہے۔

1۔ بعض زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا زمینداروں سے تصفیہ ہونا باقی ہے۔
2۔ ایل۔ڈی۔اے کے پاس رہن شدہ (mortgaged) پلاٹوں کی کلیرنس کروا کر سوسائٹی کے حوالے کرنا۔

3۔ بجلی کی تمام بلاکوں میں مکمل فراہمی کروانا۔
4۔ سیوریج سسٹم چالو حالت میں چیک کروانا۔
5۔ پانی کا نظام سوسائٹی کے حوالے کرنا۔
6۔ سڑکوں کی سہولت جو کہ بعض بلاکوں میں مکمل ہونا باقی ہے۔
7۔ سوئی گیس کی پوری سکیم میں فراہمی۔

(ج) میسرز آفتاب انٹر پرائزز کو فیز I سکیم (الفلاح ایونیو) موضع ستو کتلہ/ باگڑیاں کے لیے تقریباً مبلغ -/4,70,00,000 روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ میسرز آفتاب انٹر پرائزز کو قیمت کی صورت میں کسی سکیم میں کوئی پلاٹ نہیں دیا گیا۔ بلکہ پی۔سی۔ایس۔آئی۔آر سٹاف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی ملکیتی زمین جو کہ سکیم میں واقع نہ تھی موضع ہلو کی اور تنگڑ میں واقع تھی جس کا رقبہ 61K-9M تھا وہ تقریباً -/21,00,000 روپے کے عوض دی گئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ کچھ رقبہ اور اس کی قیمت تصفیہ طلب ہے۔

(د) میسرز ماڈرن شیلٹرز انٹر نیشنل نے سوسائٹی ہذا کے تعاون سے چھتر روڈ مری سکیم کو متعارف کرایا۔ چیف ایگزیکٹو میسرز ماڈرن شیلٹرز انٹرنیشنل نے ایم۔10۔کے 152 رقبے پر مشتمل سکیم کے لیے ممبران سے -/37,86,215 روپے وصول کیے۔ درحقیقت سوسائٹی مذکورہ اپنے قواعد کے مطابق چھتر روڈ سکیم شروع کرنے کی مجاز نہ تھی۔ انتظامیہ کمیٹی نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے کچھ قطعہ زمین خرید لی جس کا تاحال قبضہ سوسائٹی کو نہ ملا ہے۔

(ہ) سرکل رجسٹرار لاہور نے مفصل انکوائری رپورٹ جس میں جملہ مالی اور انتظامی بے ضابطگیوں کی نشان دہی کی ہے اور سفارش کی کہ ذمہ دار اراکین انتظامیہ کمیٹی کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کر کے یہ خورد برد شدہ رقم ان سے وصول کی جائے' اس رپورٹ کے مطابق مبلغ -/83,58,036 روپے بشمول رقم بذمہ ماڈرن شیلٹرز انٹرنیشنل کا ذمہ دار سوسائٹی کی سابقہ انتظامیہ کمیٹی کو ٹھہرایا گیا ہے۔ جس پر اب کوآپریٹو ایکٹ 1925 کی دفعہ 50 اے کے تحت ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو لاہور کی عدالت میں کارروائی زیر عمل ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے سلہری صاحب! اس کا کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! یہ سوال انتہائی اہم ہے۔ اس کا کافی تفصیل کے ساتھ یہاں جواب پوچھا گیا تھا اور جواب تفصیل کے ساتھ دیا بھی گیا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ وزیر موصوف جب آ جائیں تو وہ اس کا جواب دیں تو بہتر ہو گا۔ اس میں کچھ مالی معاملات ہیں اور وزیر صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، ویسے دیکھ لیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کے ایماء پر یہاں موجود ہیں۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو ہم اس سوال کو موخر کر لیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر، اس میں آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جی۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ PCSIR Phase-1 جو میسرز آفتاب انٹر پرائزز نے الفلاح ٹاؤن کے نام سے شروع کی۔ PCSIR سوسائٹی انتظامیہ نے میسرز آفتاب انٹر پرائزز سے developed سکیم یا پلاٹس اس صورت میں خریدے اور ممبران سے full payment لے لی گئی۔ اور میسرز آفتاب کو سوسائٹی نے 4 کروڑ 70 لاکھ روپے کی ادائیگی بھی کر دی۔

جناب والا! جزو (ب) میں یہ تسلیم کیا گیا ہے لیکن تاحال سکیم مکمل ڈویلپ کرکے انتظامیہ کے حوالے نہ کی گئی ہے۔ بلکہ درج ذیل امور جو کہ آفتاب انٹر پرائزز کی ذمے داری ہے ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ جس میں صفحہ نمبر 2 پر ہے کہ چھوٹے زمینداروں سے تصفیہ۔ ایل ڈی اے کے پاس جو mortgaged پلاٹس تھے ان کی clearance' بجلی کی تمام بلاکوں میں فراہمی کروانا' سیوریج سسٹم چالو کروانا' پانی کا نظام سوسائٹی کے حوالے کرنا' سڑکوں کی سہولت اور پوری سکیم میں سوئی گیس کی فراہمی۔ جناب والا! جب کہ یہ جزو (الف) میں تسلیم کر رہے ہیں کہ وہاں پر phase-1 میں 75 فی صد کام مکمل ہو چکے ہیں۔ اور 25 فی صد کام بقایا رہتے ہیں۔ یہ محکمے نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہاں پر کسی چیز کی کوئی سہولت نہیں اور وہ ان کو تقریباً 4 کروڑ 70 لاکھ روپے کی ادائیگی بھی کر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، میرے فاضل دوست جناب ارشد عمران سلہری صاحب نے ضمنی سوال میں یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ میسرز آفتاب اینڈ کمپنی کو 75 فی صد ادائیگی کر دی گئی ہے جب کہ ابھی سوسائٹی قانونی شرائط کے مطابق انتظامیہ کے سپرد نہیں کی گئی۔ تو جناب سپیکر! میں گزارش

کرنا چاہوں گا کہ ابھی 25 فی صد کام نامکمل ہے اور اس کو ابھی مکمل ادائیگی نہ کی گئی ہے۔ بلکہ محکمہ نے اس کے ساتھ باضابطہ بات کی ہے اور ان شاء اللہ کوشش کر رہے ہیں کہ جلد از جلد بقایا کام مکمل کر کے سوسائٹی کی انتظامیہ کے حوالے کر دیے جائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ ان کو 75 فی صد ادائیگی کر دی گئی ہے۔ جب کہ یہ بات نہیں ہے۔ محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ وہاں پر 75 فی صد ترقیاتی کام ہو چکا ہے اور 25 فی صد کام رہ گیا ہے۔ ادائیگی کی بات نہیں کی۔ جناب سپیکر! آپ ایک ٹیم بنا دیں جو جا کر موقع چیک کر سکتی ہے کہ 16/17 سال گزرنے کے باوجود وہاں پر ابھی تک نہ سیوریج ہے' نہ سٹریٹ لائٹ ہے' نہ سوئی گیس ہے اور نہ پانی ہے۔ جناب سپیکر! وہاں پر کسی قسم کی سہولت نہیں۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ وہاں پر عوام کے ساتھ یہ دھوکا اور فراڈ نہیں کیا گیا کہ ان سے کروڑوں روپے تو لے لیے لیکن آج تک وہاں پر کسی چیز کی بھی سہولت نہیں؟

جناب سپیکر، جو امور آفتاب انٹر پرائزز کی ذمہ داری ہے ابھی مکمل ہونا باقی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! سوال کے جواب میں جو نامکمل کاموں کا ذکر کیا گیا ہے' بجلی کی تمام بلاکوں میں فراہمی اور دوسرا سیوریج سسٹم۔ سیوریج سسٹم وہاں پر ڈال دیا گیا ہے اور چالو ہونا باقی ہے۔ پانی کا نظام سوسائٹی کے حوالے کرنا مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرا ساری نہیں' بلکہ کچھ سڑکیں نامکمل ہیں اور مکمل کی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں میسرز آفتاب اینڈ کمپنی کا تعلق ہے۔ اس کے ساتھ زمین کا معاملہ بھی ابھی بورڈ آف ریونیو میں چل رہا ہے اس وجہ سے بھی کچھ کام رکا ہوا ہے۔ جلد تصفیہ ہونے والا ہے جب تصفیہ ہو جائے گا تو یہ کام مکمل ہو جائیں گے اور یہ انتظامیہ کے حوالے کر دی جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں اور پہلے بھی میری یہ گزارش تھی کہ وزیر صاحب اس کا جواب دیتے۔ جہاں تک یہ میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ وہاں پر 75 فی صد کام ہو چکے ہیں۔ یہ سڑک اتنی رہتی ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں ٹوٹل کتنے بلاک ہیں اور ان بلاکوں کے اندر اس وقت کتنے مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر! وہاں ابھی تک صرف 14/15 مکان تعمیر ہوئے ہیں اور ان کو کسی قسم کی سہولت نہیں ہے۔ انھوں نے واپڈا والوں سے مل ملا کر عارضی طور پر اپنے ذاتی میٹر لگوائے ہوئے ہیں۔ وہاں پر پانی بھی نہیں۔ جناب سپیکر! میں پھر آگے

چل کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے ان سے سوئی گیس کے لاکھوں روپے لیے ہیں۔ اب تک ان کو سوئی گیس کی سہولت کیوں نہیں پہنچائی گئی؟۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا ابھی کوئی latest visit ہوا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس کی ایک کمیٹی بنا دیں۔ ہم ان کو وہاں کا وزٹ کرا کر دکھا دیتے ہیں کہ وہاں پر صورت حال کیا ہے۔ وہاں پر 14/15 سال سے لوگ بجلی کے ایک بلب کے لیے ترس گئے ہیں جب کہ ان سے کروڑوں روپیہ وصول کر لیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے یا اس کو کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ وہاں پر موقع وزٹ کر لیتے ہیں۔ میں اس بات کے لیے تیار ہوں اور ان کے اس خلفشار کو بھی دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جس چیز کی بھی کمی رہتی ہے ہم وہاں موقع پر جا کر وہ دور کریں گے اور اس کو انتظامیہ کے حوالے کریں گے اور مری روڈ ہاؤسنگ سکیم کی جو بات کی گئی ہے تو جس سوسائٹی نے وہ شروع کی ہے وہ تو اس کو شروع کرنے کی مجاز ہی نہیں تھی' اس کے خلاف قانونی کارروائی ہو رہی ہے۔ میں ارشد عمران سلہری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جس وقت چاہیں میرے اور محکمے کے ذمہ دار افسران کے ساتھ وہاں کا وزٹ کر لیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود ہی فرما رہے ہیں تو سلہری صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی کمیٹی وہاں کا وزٹ کرے اور چیک کرے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہوگی کہ ہم اس کو وزٹ بھی کر لیں گے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو یہاں پر ہو رہی ہیں۔ میں کچھ کہہ رہا ہوں' پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ اور جواب دے رہے ہیں کہ وہاں پر ان چیزوں کی سہولت نہیں ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس کے علاوہ انھوں نے خود یہاں تسلیم کیا ہے کہ ان کو تقریباً 7 کروڑ کے قریب ادائیگی کر دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر مری روڈ سکیم کوائف کے مطابق نہیں تھی تو پھر ان کو کس اتھارٹی نے اجازت دی ہے اور کیوں دی اور لوگوں سے وصول کیا گیا پیسہ کہاں ہے؟ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: کمیٹی تو میں نے بنا دی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب' آپ اور ساتھ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی امداد باہمی جا کر موقع کا وزٹ کرلیں اور ہاؤس کو رپورٹ دے دیں۔ تو اس سوال کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال حاجی امدادحسین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 2030۔ (معزز رکن نے حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر دریافت کیا)

ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کی گاڑیوں پر اخراجات کی تفصیل

*2030۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ کب اور کتنی لاگت سے کس کس فرم' کمپنی یا ادارے سے خرید کی گئی ہیں۔

(ب) یہ گاڑیاں کن کن مقاصد کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ کتنی گاڑیاں ملازمین کے زیر تصرف ہیں۔ ان ملازمین کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔

(ج) ان گاڑیوں کی مرمت' دیکھ بھال اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔

(د) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور نے ممبران کے لیے کتنے پارک اور کلب کس کس جگہ بنائے ہیں۔ ان پر سالانہ کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گھمن):

(الف) ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے پاس پانچ عدد گاڑیاں ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام گاڑی و نمبر	تاریخ خرید	لاگت	کمپنی /فرم
1۔	سوزوکی لوڈر' ایل ایچ۔این 3820	25-1-86	-/62000 روپے	میسرز علی جان موٹرز کوئینز روڈ لاہور
2۔	سوزوکی جیپ ایل۔ایچ۔وی 9917	21-8-88	-/190000 روپے	میسرز رانا موٹرز' دی مال لاہور
3۔	سوزوکی کار(خیبر) ایل۔او۔یو 5049	8-8-94	-/322900 روپے	میسرز ایس کو انٹرپرائزز 11 ایف فاطمہ سنٹر کوئینز روڈ لاہور
4۔	مزدا ٹرک(3500۔ٹی) ایل۔ایکس سی 1544	3-6-96	-/761500 روپے	میسرز شاہین موٹرز ڈیلرز 28 وارث جیل روڈ لاہور' بذریعہ میسرز سندھ انجینئرنگ پرائیویٹ لمٹیڈ' لاہور
5۔	سوزوکی کار(مہران) ایل۔ایکس۔جی 6304	11-5-98	-/267000 روپے	میسرز سی۔اے موٹرز جیل روڈ لاہور

(ب) جو گاڑیاں سوسائٹی کے ملازمین کے زیر تصرف ہیں۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	نام و عہدہ ملازم	تصرف
1۔	ایل۔او۔یو 5049 سوزوکی کار(خیبر)	مسٹر حمید امجد وڑائچ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر	دفتری امور کی انجام دہی
2۔	ایل۔ایکس۔جی 6304 سوزوکی کار (مہران)	مسٹر محمد اظہر حیات' سیکرٹری	۔ایضاً۔
3۔	ایل۔ایچ۔وی 9917	یہ پول کی گاڑی ہے۔ تاہم عام طور پر انجینئرنگ برانچ کے زیر استعمال رہتی ہے۔	۔ایضاً۔ (انکم ٹیکس /ہائی کورٹ وغیرہ)
4۔	ایل۔ایچ۔این 3820 سوزوکی لوڈر	مسٹر نعیم باری بھٹی' سینئر انجینئر (برقیات)	برائے برقی شکایات نپٹانے اور چیکنگ سٹریٹ لائٹس کی
5۔	ایل۔ایکس۔سی 1533 مزدا ٹرک	محکمہ برقیات	سٹریٹ لائٹس کی تنصیب و دیگر برقی شکایات نپٹانے اور چیکنگ دیگر

(ج) تفصیل اخراجات پٹرول و مرمت مندرجہ ذیل ہے۔

سال	گاڑی نمبر ایل۔ایچ۔این 3820 پٹرول	مرمت	گاڑی نمبر ایل۔ایچ۔وی 9917 پٹرول	مرمت
1985-86ء	6406	695	-	-
1986-87ء	13908	3297	-	-
1987-88ء	18605	3165	-	-
1988-89ء	19595	3812	13138	13097
1989-90ء	18701	8447	11718	9342
1990-91ء	23072	11339	16761	14944
1991-92ء	15228	7839	19263	2441
1992-93ء	26376	16058	29716	5438
1993-94ء	22816	27175	49719	21427
1994-95ء	45585	7340	39747	12094
1995-96ء	38520	32932	69505	43053
1996-97ء	32284	5175	61945	28866
1997-98ء	33477	12782	63755	9039
میزان	314573	140056	375267	159741

سال	گاڑی نمبر ایل۔او۔یو 5049 پٹرول	مرمت	گاڑی نمبر ایل۔ایکس۔سی 1544 پٹرول	مرمت
1994-95ء	26937	16969		
1995-96ء	57555	9136		
1996-97ء	58001	22594	35426	5091

1997-98ء	55590	24633	79833	10230
میزان	198083	73332	115259	15321

گاڑی نمبر ایل۔ایکس۔جی۔ 6304

سال	پٹرول	مرمت
1997-98ء	5072 (ایک ماہ)	-

(د) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی لاہور نے ممبران کے لیے دو عدد بڑے پارک سنٹرل پارک اور لینئر پارک بنائے ہیں اور دو عدد کلب لیڈیز اور ماڈل ٹاؤن کلب بنائے ہیں۔ لیڈیز کلب اندرون سرکلر روڈ بالمقابل ڈی۔بلاک واقع ہے۔ جب کہ ماڈل ٹاؤن کلب (ممبران) کلب چوک پر واقع ہے۔ ان دو کلبوں کو خواتین اور ممبران خود چلاتے ہیں اور سوسائٹی ان کو سالانہ کوئی فنڈز مہیا نہ کرتی ہے۔

سنٹرل پارک اندرون سرکلر روڈ اور لینئر پارک فیروز پور روڈ کے ساتھ واقع ہے۔ سنٹرل پارک کی دیکھ بھال ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کرتی ہے جب کہ لینئر پارک کی دیکھ بھال لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کرتی ہے۔ بجلی کا بل سوسائٹی ادا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر بلاک میں ایک ایک چھوٹا پبلک گارڈن واقع ہے` ان پر سالانہ اخراجات کی تفصیل برائے سال 1997-98ء حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل اخراجات	سنٹرل پارک	لینئر پارک	پبلک گارڈن
1۔	سٹاف کی تنخواہیں	4253834/- روپے	—	2371471/- روپے
2۔	پارک کی دیکھ بھال /مرمت	816639/- روپے	—	80512/- روپے
3۔	بجلی اور پانی کے بل	1683324/- روپے	1739807/-	—
4۔	ٹیلی فون کے بل	3592/- روپے	—	—
	کل میزان	6758389/-	1739807/-	2451983/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ ----- اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ موجود نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 2206 (معزز رکن نے میاں عبدالستار کے ایماء پر دریافت کیا)

کوآپریٹو بینکوں کے متاثرین کو رقم کی ادائیگی کی تفصیل

*2206۔ **میاں عبدالستار** (PP-234): کیا وزیرامداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت کوآپریٹو بینکوں کی موجودہ جائیداد کا تخمینہ کیا ہے اور متاثرین کو آپریٹو بینک کو کتنی رقم دینی ہے۔

(ب) اب تک کتنے متاثرین کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اور کتنے متاثرین کی ادائیگی بقایا ہے۔ نیز بقایا متاثرین کی کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گھمن)،

(الف) پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکویڈیشن کے پاس اس وقت 245 پراپرٹیز موجود ہیں جن کا تخمینہ 3909 ملین روپے ہے۔ متاثرین کوآپریٹو بینک کو اس وقت 9387 ملین روپے کی ادائیگی کرنا باقی ہے۔

(ب) اب تک 102 کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز کے 162,184 متاثرین کو 2618 ملین روپے کی مل جبکہ 21,138 متاثرین کو 1170 ملین روپے کی جزوی ادائیگی کی جا چکی ہے اور 104,406 متاثرین کی ادائیگی بقایا ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق ایک سال میں ادائیگی مکمل کرنی ہے لہذا ان کے لیے مختلف سکیمیں زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ 104,406 متاثرین کی ادائیگی بقایا ہے۔ یہ جواب 16-1-99 کو موصول ہوا ہے۔ یعنی جواب کو موصول ہوئے تقریباً سات آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔ ان آٹھ ماہ میں کتنے متاثرین کو کتنی رقم ادا کی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! جہاں تک تازہ ترین معلومات کا تعلق ہے۔ میں بتانا چاہوں گا کہ جس طرح ان کمپنیوں نے عوام کے سرمائے کو لوٹا اس سے پہلے نام نہاد جھوٹے دعوے کیے جاتے رہے لیکن اس کے باوجود عملی طور پر کوئی اقدام نہ اٹھایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جس شان دار طریقے سے متاثرین کی اتنی بڑی تعداد کو رقم کی ادائیگی کی ہے اور محدود مالی وسائل کے ہوتے ہوئے ان کمپنیوں نے 13 ارب روپے کے لگ بھگ عوام کے دینے

تھے۔ اب ہم مرحلہ وار کوشش کر رہے ہیں کہ جس طرح پہلے 25 ہزار' پھر 50 ہزار کی ادائیگیاں کی گئیں اور ایک لاکھ روپے تک ادائیگیاں کی گئیں۔ اب ان شاء اللہ ستمبر اکتوبر تک 5 لاکھ تک کے متاثرین کو ادائیگیاں شروع کریں گے۔ جواب موصول ہونے کے بعد 1,999 افراد کو ادائیگیاں کی گئی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ رقم کا بھی بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، رقم کے بارے میں منیس صاحب نے پوچھا ہے۔ اس میں مختلف کیٹیگریز ہیں' کوئی 25 ہزار روپے والے تھے' کوئی 50 ہزار روپے والے تھے۔ اس کی صحیح figure بھی ہم آپ کو بتا دیں گے۔ اس کے لیے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک 16-1-99 تک ادائیگیوں کا تعلق ہے تو وہ -/10,24,19,000 روپے کی ادائیگیاں کی گئی ہیں۔ اس کے بعد جو آٹھ مہینوں میں ادائیگیاں کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نیا سوال کر دیں' ان شاء اللہ ہم آپ کو جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال سید اکبر خان صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں لائے۔ اس سے اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

ڈفر پلانٹیشن اور ڈفر ریسٹ ہاؤس کے ریکارڈ کی پڑتال کے دوران بدعنوانی میں ملوث ملازمین کے خلاف کارروائی

*2947۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خدمت کمیٹی تحصیل ملکوال نے مورخہ 20-10-98 اور 22-10-98 کو ڈفر پلانٹیشن اور ڈفر ریسٹ ہاؤس کے ریکارڈ کی پڑتال اور جنگل کا معائنہ کیا تو اس میں کافی بدعنوانی اور بے قاعدگی پائی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرمین خدمت کمیٹی ملکوال نے بدعنوانی کی رپورٹ محکمہ جنگلات کے اعلیٰ افسران کو بھیجی تھی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے بدعنوانی میں ملوث ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے' نیز خدمت کمیٹی کی رپورٹ

ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر جنگلات(ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ خدمت کمیٹی ملکوال نے 20-10-98 اور 22-10-98 کو ڈفر پلانٹیشن اور ڈفر ریسٹ ہاؤس کا دورہ کیا۔ اراکین خدمت کمیٹی نے کسی ریکارڈ کی پڑتال نہ کی ہاں البتہ اپنے طور پر جنگل میں پھرتے رہے اس دورے کے بعد جو رپورٹ تیار کی گئی وہ مکمل طور پر یک طرفہ تھی اور اس سلسلے میں نہ تو مہتمم جنگلات گجرات فارسٹ ڈویژن کے دفتر سے رابطہ کیا گیا اور نہ ہی کسی ریکارڈ سے یا موقع کے حالات سے استفادہ کر کے رپورٹ تیار کی گئی۔ خدمت کمیٹی کی رپورٹ اور مہتمم کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ رپورٹ خدمت کمیٹی سیکرٹری محکمہ جنگلات کو وصول ہوئی۔ رپورٹ میں لکھے گئے الزامات کے جوابات اور کارروائی کی غرض سے یہ رپورٹ محکمہ کے متعلقہ افسران یعنی ناظم جنگلات لاہور سرکل اور مہتمم جنگلات گجرات فارسٹ ڈویژن کو ارسال کر دی گئی۔ مزید کارروائی ناظم جنگلات لاہور سرکل لاہور کر رہے ہیں۔

(ج) خدمت کمیٹی نے نہ تو ریکارڈ کی پڑتال کی اور نہ ہی کسی سرکاری ملازم کو دوران دورہ ساتھ رکھا محکمہ جنگلات کے زیادہ تر کام تکنیکی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ رپورٹ مرتب کرتے وقت کسی ٹیکنیکل ملازم سے استفادہ نہ کیا گیا۔ رپورٹ خدمت کمیٹی پر ماسوائے چیئرمین کمیٹی کسی اور ممبر خدمت کمیٹی نے دستخط نہ کیے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ضلعی خدمت کمیٹی منڈی بہاؤالدین نے مورخہ 29-12-98 کو اپنے اجلاس میں محکمہ جنگلات کی کار گزاری کو سراہا۔ رپورٹ خدمت کمیٹی جس کا ذکر اوپر آیا ہے اس کو ناظم جنگلات لاہور جو ایک ٹیکنیکل آفیسر ہیں کے پاس بھیج دیا گیا ہے جو ضروری کارروائی کر رہے ہیں۔ رپورٹ خدمت کمیٹی مع جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں انکوائری کروا رہا ہوں' ان تمام معاملات کی انکوائری رپورٹ کب تک آجائے گی؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! ضلعی خدمت کمیٹی رپورٹ پڑھنے کے فوری بعد ہی انکوائری لگا دی گئی ہے۔ لیکن جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میں نے ایک سینئر آفیسر کو اس پر تعینات کر دیا ہے

کہ سات دن کے اندر ساری چھان بین کر کے میرے پاس اس معاملے کو لے آئیں۔ اگر یہ چاہیں گے تو وہ رپورٹ میں ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی عبدالرزاق صاحب کا ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر جنگلات: میرے فاضل دوست کا سوال میرے خیال میں شیشم کے درخت کی بیماری کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: اس کی بیماری کے متعلق سوال میں پہلے کافی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

وزیر جنگلات: اس سے متعلقہ دو تین سوال ہیں۔ اس میں تفصیل آ جائے گی۔ لیکن اس سوال کا جواب شاید موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے کہ یہاں پر جواب نہیں ہے لیکن آگے اس پر پوری تفصیل ہے کہ کون کون سی بیماری کی وجہ سے خرابی ہوئی ہے اور کتنے درخت سوکھ گئے ہیں؟

وزیر جنگلات: اس سے متعلق آگے سوال آئے گا تو میں بیان کر دوں گا۔

حاجی عبدالرزاق: جناب سپیکر! پانچ ماہ گزر چکے ہیں۔ یہ سوال 4-3-99 کو دیا تھا اور 19-3-99 کو اسے آگے بھیج دیا گیا تھا۔ آپ اندازہ کیجیے کہ پانچ ماہ کے بعد بھی جواب نہیں آیا' اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیے۔ اتنا زیادہ عملہ ہے' سیکرٹری' ایڈیشنل سیکرٹری' ڈپٹی سیکرٹری اور پتا نہیں کون کون سے سیکرٹری ہیں' یہ پانچ ماہ میں ایک سوال کا جواب نہیں دے سکے۔ پہلے بھی یہ بات ہو چکی ہے کہ آخر یہ سیکرٹری لوگ کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' ملک صاحب!

وزیر جنگلات: میں اپنے فاضل دوست کی بات کی تائید بھی کرتا ہوں کہ واقعی جواب موصول ہونے میں خاصی تاخیر ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے جب میں نے اس کی تاریخ پڑھی تھی تو اس وقت بھی میں نے محکمے کے لوگوں سے کہا کہ آپ کی کوتاہی کی وجہ سے اگر آئندہ جواب بروقت موصول نہیں ہوا تو میں آپ کے خلاف سخت کارروائی کروں گا۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی جواب وقت پر آنا چاہیے اور یہ لکھنا کہ جواب موصول نہیں ہوا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ محکمے کی کوتاہی ہے۔ لیکن میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کا جواب کافی لمبا ہے' کیونکہ انھوں نے کافی اعدادوشمار مانگے

ہیں۔ اسے pending کر لیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے' اسے pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے' تشریف نہیں لائے۔ اس سے اگلا سوال بھی سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے' تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ۔ سوال نمبر 3052۔

ضلع سیالکوٹ کی کوآپریٹو سوسائٹیز کا آڈٹ

*3052۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1990ء سے 1998ء تک ضلع سیالکوٹ کی کتنی کواپریو سوسائٹیز کا آڈٹ ہوا اور کیا کسی سوسائٹی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے تو تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) تحصیل ڈسکہ میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں۔ ان کے نام' ایڈریس' نام ممبران سوسائٹی اور مالیت بیان کی جائے اور کیا ان کا 1990ء سے 1998ء تک آڈٹ ہوئے تھے۔

(ج) تحصیل ڈسکہ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کیا واقعی درست سوسائٹیز ہیں یا پھر کاغذی سوسائٹیز ہیں۔ ان میں کتنے defaulters ہیں۔ ان کی بھی تفصیل اور ان کے خلاف ہونے والی کارروائی سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد علیم گھمن):

(الف) سال 1990ء سے 1998ء تک ضلع سیالکوٹ میں کل 8,788 کواپریو سوسائٹیز کے آڈٹ ہوئے۔ جن کی تفصیل سال وار حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سال	جو آڈٹ کیے گئے۔
1۔	90-91ء	1039
2۔	1991-92ء	997
3۔	1992-93ء	1260
4۔	1993-94ء	1271
5۔	1994-95ء	1063
6۔	1995-96ء	1077
7۔	1996-97ء	1028

8۔	1997-98ء	1053
میزان		8788

ضلع سیالکوٹ میں 137 کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف نادہندگی کی وجہ سے کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ان میں 103 سوسائٹیز سے سالم وصولی ہو گئی ہے۔ جبکہ (34) کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل ڈسکہ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی کل تعداد، 493

تحصیل ڈسکہ میں کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹیز کی تعداد، 455

تحصیل ڈسکہ میں کوآپریٹو سوسائٹیز جو بینک سے قرض حاصل کرتی ہیں، 118

جن کے نام' ایڈریس نام ممبران و مالیت قرضے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے' نیز ان سوسائٹیز کے ہر سال بوقت اجراء قرضے آڈٹ ہوتے ہیں۔ سال 1990ء سے 1998ء تک جو سوسائٹیز قرضہ لیتی رہی ہیں ان کا آڈٹ ہوتا رہا ہے۔

(ج) تحصیل ڈسکہ میں رجسٹرڈ ہونے والی کوآپریٹو سوسائٹیز درست ہیں اور ان میں کوئی کاغذی سوسائٹی نہیں۔ تحصیل ڈسکہ میں کل 17 defaulter ہیں۔ جن کی تفصیل اور ان کے خلاف ہونے والی کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ بٹ صاحب! کوئی سپلیمنٹری سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں۔ ان کی تاریخ بتائی جائے اور وارنٹ گرفتاری کے بعد کتنی ریکوری ہوئی ہے اس کی latest position بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! جواب میں جیسا کہ تحریر کر دیا گیا ہے کہ اس کی تمام تفصیل میز کی ایوان پر رکھ دی گئی ہے-----

جناب سپیکر، میز کی ایوان پر نہیں ایوان کی میز پر۔ (شور و غل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، معافی چاہتا ہوں۔ پھر بھی میں اپنے ساتھی کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آپ کی میز پر آ گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، اس دوران جن افراد کے گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے گئے ان کے خلاف قانونی کارروائی جاری ہے۔ بعض کو گرفتار کیا گیا اور جو ان کی قید کا عرصہ تھا اور حوالات میں ان کو انتیس تیس دن بند رکھا گیا اور ان میں سے چار سوسائٹیز کے مالکان نے باقاعدہ رقم جمع کروا دی ہے اور بقایا جو کروا رہے ہیں۔ ان کو defaulter قرار دیا گیا ہے اور ان شاء اللہ جلد از جلد ان کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کر کے ان سے رقم وصول کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں اس پر مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے بڑا specify سوال پوچھا ہے کہ کس تاریخ کو ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور اس شخص کے ساتھ کتنی رقم recover ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ کوئی سمجھ نہیں آ رہی۔ بٹ صاحب! ذرا دوبارہ دہرا دیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ جن سوسائٹیز کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی ہے اور ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے ہیں۔ ایک تو ان کی تاریخ بتائی جائے کہ کس تاریخ کو ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور ان کے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہونے کے بعد کسی کی ریکوری نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں بٹ صاحب! کس کا پوچھنا چاہتے ہیں؟ سب کا یا۔۔۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! انھوں نے لکھا ہے کہ 34 کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میں دوبارہ دہرا دیتا ہوں کہ جن کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف قانونی کارروائی کی ہے اور اس کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے ان کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری کیے ہوئے ہیں۔ وہ کس تاریخ کو وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور اس کے بعد انھوں نے اب تک کتنی amount ریکور کی ہے؟

جناب سپیکر، جی وہ ریکوری پوچھنا چاہتے ہیں کہ کتنی ریکوری ہوئی ہے؟ ایک تو وارنٹ گرفتاری کب جاری ہوئے اور کتنی ریکوری ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! اس کی ساری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی ہے اور تحریر کر دیا گیا ہے۔ پہلے وہ اس سوال سے متفق ہوئے ہیں کہ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اگر وہ اس سلسلے میں کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ تازہ سوال لے آئیں۔ ان شاء اللہ ہم اس کا بھی تفصیل سے جواب دیں گے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پہ منسٹر ایجوکیشن۔

وزیر تعلیم: یہ آخر پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور میرے خیال میں چودھری ریاض صاحب کے لیے یہ good will ریزرو رکھی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کہہ رہے ہیں کہ اس سوال کو بھی پینڈنگ کر لیا جائے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دے دیا ہے۔ تو پھر اس کو پینڈنگ کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: اگر انھوں نے ساری تفصیل پوچھی ہے تو ہم نے اپنے جواب میں بتا دی ہے اور وہ اس سوال سے متفق ہوئے ہیں کہ اب اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور اس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر وہ کوئی نیا سوال لائیں تو ہم ان شاء اللہ ان کا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انھوں نے نیا ہی سوال کیا ہے۔ اس میں انھوں نے آپ سے پوچھا ہے کہ ایک تو ریکوری کی amount بتا دیں اور دوسری جو گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے ہیں ان کی تاریخ پوچھنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ انھوں نے پہلے جو اپنے سپلیمنٹری سوال میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔ تو میں ان شاء اللہ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو بتا دوں گا اور جب چاہیں جس وقت چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل اپنے محکمے سے حاصل کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیوں جی، بٹ صاحب! اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مطمئن سمجھا جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جس طرح آپ مطمئن ہیں۔ جی۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ ساتھ بیٹھ جائیں گے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اس میں اور بھی ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جی، جی اور ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ سوسائٹیز physically موجود ہیں اور ان کے ممبران بالکل ٹھیک ہیں؟ ان کا جواب آیا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی غیر کاشت کار اور کوئی سرکاری ملازم اس سوسائٹی کا ممبر بن کے قرضہ لے سکتا ہے؟ اور اس کے نام پر قرضہ لیا گیا ہے تو کیا یہ بد دیانتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، پہلے تو وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ آپ کے جو bye-laws ہیں کہ کوئی غیر کاشت کار قرضہ لے سکتا ہے یا نہیں، دوسرے یہ کہ کوئی سرکاری ملازم اس کا ممبر بن سکتا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! نہ ہی تو غیر کاشت کار اس سے قرضہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی سرکاری ملازم، تاوقتیکہ اگر اس کا کوئی رقبہ ہو تو وہ اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ مثلاً کوئی افسر یا کوئی ملازم نوکری بھی کرتا ہے اور اس کا رقبہ بھی ہے اور وہ اس کا ممبر بن سکتا ہے اور قرضہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، جی، بٹ صاحب! اب اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں یہی نکتہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ ان سوسائٹیز میں بہت بڑے گھپلے ہیں۔ آپ کمیٹی constitute کر لیں یا کمیٹی کو refer کر دیں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ کون کون سے بندے ہیں جن کی نہ تو سرے سے زمین ہے اور ان کو کوئی پتا ہی نہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اسمبلی میں ان کے نام بول دیتا ہوں۔ آپ اس کی کمیٹی constitute کر دیں۔ چیک کر لیں یا یہ معاملہ کسی کو refer کر دیں۔ اس پر بہت بڑی embezzlement ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہے۔ میں آپ کو ابھی proof دیتا ہوں۔ میں نام بولتا جاؤں گا آپ نوٹ کرتے جائیں۔ اگر ان کی زمین نکلی اگر انھوں نے قرضہ نہ لیا ہو تب بھی میں ذمہ دار ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، کیوں جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!۔۔۔

جناب شاہد محمود بٹ، جی، سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ بہتر یہی ہے کہ میرا خیال ہے کہ ہم

آپس میں اسمبلی میں debate کریں۔ اس پر بے شمار آپ کو زائد مواد ملے گا جو ہماری حکومت کے فائدے میں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: جناب سپیکر! اگر میرے فاضل دوست کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ کسی نان ممبر کو اور جو کہ کاشت کار بھی نہیں ہے اس کو قرضہ دیا گیا ہے تو وہ میرے ساتھ بیٹھیں، ان شاء اللہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے اور ان کو عبرت ناک سزا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! یہ میرے مطمئن ہونے کی بات نہیں ہے کہ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے ساتھ بیٹھوں اور میں مطمئن ہو جاؤں۔ یہ بات تو on the floor of the House ہے۔ اگر تو وہ یہ چیز مان لیں کہ یہ غلط ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں مانتے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کریں اور یہ معاملے کی چھان بین کریں۔ جناب سپیکر! میرے پاس تو اس کا ثبوت ہے۔ میں تو ابھی بھی on the floor of the House دینے کو تیار ہوں۔ جس طرح یہ کہتے ہیں، میں کیسے مطمئن ہو جاؤں؟ میں تو ان کا ساتھی ہونے کے ناتے مطمئن ہوں۔ مسئلہ تو سوال کا ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ کس نے جواب دینا ہے؟ جو اس کا ذمہ دار ہے ہم اس کی بات کریں۔

جناب سپیکر: طفیل صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار محمد طفیل: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ہفتے کے دن اور جمعے کے دن، اکثر "نوائے وقت" کا اخبار پڑھتا ہوں، اس میں ایک خبر لگی تھی کی وزیر امداد باہمی انگلینڈ تشریف لے گئے اور وہاں ائیر پورٹ پر ایک جعلی پاسپورٹ کے ساتھ پکڑے گئے۔ جناب والا! وہاں ایک دس کریٹ آموں پر جس پر پی آئی اے کو دو ہزار ڈالر جرمانہ بھی ہوا ہے۔ کیا اس کے متعلق پارلیمانی سیکرٹری صاحب کوئی جواب دے سکیں گے کہ کیا یہ خبر درست ہے یا غلط ہے یا کیا صورت حال ہے؟

جناب والا! میں نے بیان کیا ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ "نوائے وقت" پاکستان کا معتبر اخبار ہے اور مسلسل دو دن خبر آئی ہے کہ پی آئی اے کو دو ہزار ڈالر جرمانہ ہوا ہے۔ اور دس کریٹ آم جن کا ہم کرایہ نہیں دے سکے۔ اور ان کے ہمراہ جو ساتھی تشریف لے گئے تھے ان کو

پروٹو کول دیا گیا۔ ان کا پاسپورٹ جعلی نکلا۔ تو کیا ایسی ایجنسی سے کوئی خبر یا سوال درست آسکتا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں۔

جناب سپیکر: نہیں طفیل صاحب! یہ تو وقفہ سوالات ہے اور یہ سوالات تو پہلے لکھے ہوئے ہیں اور ان کے جوابات اور سوالات چل رہے ہیں اور کیا آپ کا اسی سوال کے حوالے سے کوئی سوال بنتا ہے؟

سردار محمد طفیل: جناب والا! ضمنی کی تعریف میں یہ آتا ہے۔ ضمنی کی تعریف میں' میں نے جناب سے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت مانگی ہے۔

جناب سپیکر: طفیل صاحب! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر اجازت دی ہے اور آپ نے بات بھی کر لی ہے۔ لیکن یہ سوال بنتا نہیں۔

سردار محمد طفیل: جناب والا! آپ کو احساس ہی نہیں۔۔۔ میں اجاگر کرنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کا خیال کریں۔ یہ وہی منسٹر ہے کہ جس نے بیان دیا تھا کہ میں پانچ لاکھ پونڈ کا مالک ہوں اور آج تک کسی نے اس پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ آپ کے لحاظ نے انھیں یہاں تک پہنچا دیا ہے۔

حاجی محمد نواز کلیار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی کلیار صاحب!

حاجی محمد نواز کلیار: میں اپنے محسن رکن جناب شاہد محمود بٹ کی بات پر اور پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا کہ کوئی غیر کاشت کار امداد باہمی کی سوسائٹی میں ممبر بن سکتا ہے یا نہیں؟ تو میں ان کی معاونت کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میری جڑانوالا تحصیل میں کم از کم پندرہ سولہ سوسائٹیاں ایسی ہیں کہ جن میں بالکل غیر کاشت کار مسلی' ترکھان اور لوہار ممبر ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب حکم فرمائیں جس وقت آپ فرمائیں میں اپنے معزز رکن کی معاونت کے لیے ان سوسائٹیوں کے ممبران کی لسٹ ایوان میں پیش کر سکتا ہوں

جناب سپیکر: اس میں وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا غیر کاشت کار اس کمیٹی کا ممبر بن سکتا ہے۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: جناب سپیکر! اس میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سوسائٹیز کی مختلف categories ہیں اور industrialist societies بھی ہیں اور shops societies بھی

ہیں ان کے بھی مختلف نام ہیں۔ اور کاشت کاروں کی علیحدہ ہیں۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم صرف کاشت کار کی کمیٹی کی بات کر رہے ہیں۔ کلیار صاحب! کیا آپ نے صرف کاشت کار کی کمیٹی کی بات کی ہے؟

حاجی محمد نواز کلیار، جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جس طرح کاشت کار کی کمیٹیاں میرے حلقے میں بنی ہیں اسی طرح۔۔۔

جناب سپیکر، اس میں ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کئی societies ہیں۔ جو مختلف شعبہ جات ہیں ان کی بھی علیحدہ علیحدہ سوسائٹیز ہیں۔ یہ صرف جو بات چل رہی ہے شاہد محمود بٹ صاحب کے ضمنیسوال کے حوالے سے' وہ صرف کاشت کاروں کی کمیٹی کے حوالے سے چل رہی ہے۔

حاجی محمد نواز کلیار، جناب والا! میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کاشت کار ہوتے ہیں وہی اس سوسائٹی کے ممبر ہوتے ہیں جن کے نام رقبہ ہوتا ہے۔ اور غیر کاشت کار اس سوسائٹی کا ممبر نہیں بنتا۔ لیکن میری تحصیل اور میرے حلقہ نیابت میں ایسی societies موجود ہیں کہ جہاں پر بالکل غیر کاشت کار ممبر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہاں پر کمی کاری جو بھی ملا اس میں ایک آدمی کو کھڑا کر کے اور سوسائٹی سے پیسے لے کر کھا گئے۔ اور پھر بیٹھ گئے۔ جناب والا! وہ رقم کہاں سے وصول ہو گی؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس میں مزارع بھی شامل ہیں وہ بھی سوسائٹی کے ممبر بن سکتے ہیں جو کہ کاشتکار ہیں اور جس کا خانہ کاشت میں باقاعدہ ذکر ہے اور گرداوری اس کے نام ہوتی ہے وہ بھی قرضہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کلیار صاحب نے اس کی نشان دہی کی اور ان سے پہلے محمود بٹ صاحب نے بھی اس کی نشان دہی کی ہے تو اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی اور ضرور ہوگی۔ اور اگر سوسائٹی کے ممبرز نے بوگس ناموں کے ذریعے اور غیر قانونی طریقے سے قرضہ حاصل کیا ہے تو ان شاء اللہ ہم کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب اس میں آپ اس طرح کریں کہ انہیں ان ناموں کی لسٹ دے دیں اور یہ اس کی انکوائری کر کے بتا دیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اس میں تو ایسے ایسے گھپلے ہیں کہ اگر کوئی پولیس ملازم ہے تو وہ سوسائٹی کا ممبر بنا ہوا ہے اور کچھ ایسے بندے ہیں کہ جن کا کاشتکاری سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں۔ اور وہ بھی ممبر بنے ہوئے ہیں ان کے نام کے loan نکلے ہوئے ہیں۔جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے اسمبلی کی سٹینڈ نگ کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، کیوں جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ٹھیک ہے اسے سٹینڈ نگ کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، جناب والا! میں گزارش کر رہا ہوں کہ بٹ صاحب میرے ساتھی ہیں میں اگر ان کو مطمئن نہ کر سکا تو اس کے بعد بھی اجلاس ہوگا یہ اس میں بھی نکتہ اٹھا سکتے ہیں یا اسی اجلاس کے دوران بھی نکتۂ اٹھا سکتے ہیں۔ میں ان شاء اللہ ان کو مطمئن کروں گا اور اگر واقعی ان لوگوں نے قرضہ بوگس ناموں کے ذریعے لیا ہے تو ان شاء اللہ کارروائی کریں گے اور بٹ صاحب کے حلقے یا ان کے کسی اور پورے ضلع میں ایسا ہوا ہے یا کھیار صاحب کے حلقے میں ہوا ہے جیسا کہ انھوں نے نشان دہی کی ہے ہم کھیار صاحب کو بھی ساتھ بٹھا لیں گے اور ایسے افراد کے خلاف کاروائی کریں گے۔ اور ذمے دار افسران کے خلاف بھی کہ جنھوں نے اس جعلی سلسلے کو چلایا ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات ٹھیک ہے ۔بٹ صاحب! اگر اسی اجلاس کے دوران ہی یہ ہاؤس کو رپورٹ پیش کر دیں اور آپ کو بھی بتا دیں تو میرا خیال ہے یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! یہ آپ کی مرضی ہے مگر میں اس پر مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اس میں بہت زیادہ embezzlements ہیں ۔ اگر آپ مجھے دو چار روز میں مطمئن کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے یا جس طرح آپ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر اس میں یہ ہو کہ جن لوگوں کی آپ نشان دہی کریں گے ان کے بارے میں رپورٹ محکمے سے منگوا لیتے ہیں اور آپ کے ساتھ discuss کر لیتے ہیں اور ہاؤس کو بھی اس سے مطلع کریں گے کہ اس کی کیا رپورٹ آئی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! جس طرح آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ فیصلہ دیتے ہیں کہ میں ان

کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کی چھان بین کروں ۔ جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ میرے پاس اس کا ثبوت ہے اور میں تیاری کر کے آتا ہوں اور بغیر تیاری کے میں آتا ہی نہیں۔ تو میں اس لیے اپنے ساتھ اس کے ثبوت بھی لایا ہوں۔ اگر اس کے باوجود وہ میرے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے کیونکہ میں آپ کا حکم پورا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر اس کو اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیا جائے تو اس میں حکومت کا بہت زیادہ فائدہ ہو گا اور بے شمار recovery مل جائے گی۔ اور جن لوگوں نے یہ غیر قانونی کام کیے ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بات تو ایک ہی ہے پھر بھی اسی طرح ہی ہونا ہے۔محکمے سے انھوں نے رپورٹ لینی ہے تو آپ بھی ان کے ساتھ ہی مل کر--- پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جب محکمے سے رپورٹ منگوائیں تو ان کو ساتھ بٹھالیں اور پھر ہاؤس کو inform کر دیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جس طرح آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: کیوں جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: ٹھیک ہے جناب ان شاء اللہ ہم ان کو ساتھ بٹھائیں گے اور ان کو پورا مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: کتنے دنوں تک؛ سات دن کے اندر اندر ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: ٹھیک ہے۔ جناب والا!

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! اسی ہاؤس کے اسی اجلاس کے دوران ـــ

جناب سپیکر: جی ہاں اسی اجلاس کے دوران 'سات دن کے اندر اندر

حاجی محمد نواز کھیار: جناب والا! میری بھی درخواست ہے کہ میری تحریک بھی اس میں شامل کر لی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کھیار صاحب سے بھی لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر: جی' میاں عمران مسعود صاحب!

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ بٹ صاحب کا جو سوال ہے اس کے

بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایک سپیشل رپورٹ دیں گے لیکن جناب، یہ مسئلہ جس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنی رپورٹ دیں گے، اس مسئلے کے بارے میں اس ہاؤس کو بالکل نہیں پتا۔ یہ آپ نے مہربانی تو فرمائی ہے لیکن ابھی تک انھوں نے نہ تو کسی مسئلے کی نشان دہی کی اور نہ کسی بندے کا نام لیا۔ نہ انھوں نے علاقے کے متعلق بتایا۔

جناب سپیکر، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لسٹ ان کے پاس ہے وہ آپ کو دے رہے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! کیا ہی بہتر ہوتا کہ یہ کوئی specific question دے دیتے اور اس کا جواب آجاتا۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں وہ بات ہو گئی۔ جی، اگلا سوال چودھری مسعود احمد صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال ملک ممتاز بھچر صاحب کا وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک محمد حنیف اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد حنیف اعوان، سوال نمبر 3219

تحصیل سرائے عالمگیر اور کھاریاں میں رکھ پبی سرکار پر آنے والے اخراجات اور آمدن کی تفصیل

*3219۔ ملک محمد حنیف اعوان۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل سرائے عالمگیر اور کھاریاں میں رکھ پبی سرکار پر پچھلے بیس سالوں میں حکومت کا کتنا خرچ ہوا اور اس سے کتنی آمدن ہوئی ۔

(ب) صوبہ میں شیشم کے درخت کسی بیماری کی وجہ سے سوکھ رہے ہیں اس سلسلے میں محکمے نے کیا کارروائی کی ہے اور جو درخت سوکھ گئے ہیں ان کو نیلام کرنے کے سلسلے میں اتنی سستی کیوں برتی جارہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم کے کنارے بے شمار اراضی بیکار پڑی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس اراضی پر شجر کاری کیوں نہیں کی جارہی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

(الف) رکھ پبی سرکار تحصیل سرائے عالمگیر اور کھاریاں کا رقبہ چراگاہ پر مشتمل ہے۔ اس پر پچھلے بیس سالوں (1978-79 to1997-98) میں مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

نام کام	ترقیاتی اخراجات	غیر ترقیاتی اخراجات	کل اخراجات
1۔ گھاس لگانا	ایک کروڑ ایک لاکھ اڑتالیس ہزار پانچ صد انتالیس روپے (Rs.1.01,48,539/-)	سترہ لاکھ باون ہزار آٹھ صد پچاسی روپے (Rs. 17,52,885/-)	ایک کروڑ انیس لاکھ ایک ہزار چار صد چوبیس روپے (1,19,01,424)
2۔ درخت لگانا	اکیس لاکھ اکسٹھ ہزار چار صد بانوے روپے (Rs, 21,61,492/-)	پچاس لاکھ تینتیس ہزار تین صد چھپن روپے (Rs,50,33,356/-)	اکہتر لاکھ چورانوے ہزار آٹھ صد اڑتالیس روپے (Rs,71,94,848/-)
3۔ تالاب بنانا	چالیس لاکھ اٹھاون ہزار پانچ صد پچاس روپے (Rs,40,58,550/-)	دو لاکھ سینتیس ہزار چار صد روپے (Rs.2,37,400/-)	بیالیس لاکھ پچانوے ہزار نو صد پچاس روپے (Rs.42,95,950/-)
کل میزان	ایک کروڑ تریسٹھ لاکھ اڑسٹھ ہزار پانچ صد اکاسی روپے (Rs. 1.63,68,581/-)	ستر لاکھ تئیس ہزار چھ صد اکتالیس روپے (Rs, 70,23,641/-)	دو کروڑ تینتیس لاکھ بانوے ہزار دو صد بائیس روپے (Rs 2,33,92,222/-)

اس دورانیہ میں کل آمدن رکھ ہی سرکار سے باون لاکھ تیئس ہزار دو صد ستر روپے (Rs.52 23.270/-) ہوئی۔ سال وار گوشوارہ خرچ / آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شیشم کے درخت کی سوکھے کی بیماری کے متعلق پنجاب فاریسٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو ماہ مئی و جون 1998ء میں کسانوں کی شکایات اور محکمے کے عملے کی رپورٹوں سے پتا چلا اس کا فوری نوٹس لیتے ہوئے اقدامات کیے گئے پاکستان فاریسٹ انسٹی ٹیوٹ پشاور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماہرین نے ابتدائی تحقیق کے ذریعے اس بیماری کی وجہ جڑوں کی پھپھوندی (fungus) قرار دیا فاریسٹ پیتھالوجسٹ نے بتایا کہ صدیوں سے اصل مسکن (ترائی) کے باہر کاشت ناموزوں آبپاشی اور زراعت میں کیمیاوی کھادوں اور کرم کش دواؤں کا استعمال اس بیماری کا موجب ہیں بیماری کی شدت کی وجہ سے مزید ماہرین سے مشورہ کیا گیا اور نیاب (Nuclear Institute of Agriculture and Biology) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد فیڈرل سیڈ سر ٹیفکیشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد ایوب زرعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف بائیو ٹیکنالوجی اینڈ جینیٹک انجینئرنگ جیسے بلند پایہ تحقیقاتی مراکز کے ماہرین سے استفادہ کیا گیا اور اس بابت ایک ٹیم تشکیل دی گئی اس ٹیم نے پنجاب کے مختلف علاقوں سے بیس نمونے اکٹھے کیے اس مطالعے سے یہ بھی سامنے آیا کہ مرکزی پنجاب میں بیماری کا حملہ شدید ہے اور یہ کہ کھیتوں کے درختوں پر حملہ صرف بیس فی صد درختوں تک محدود ہے۔ اس بیماری کو کنٹرول کرنے کے لیے تمام اقدام ساتھ ساتھ کیے جا رہے ہیں۔ مزید تحقیق سے پتا چلا ہے کہ یہ ایک خاص فنگس Phytophthora کی وجہ سے ہے کیمیائی تجزیہ کے لیے مزید کئی ماہ درکار ہیں۔

پنجاب فاریسٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد (گٹ والہ) میں شیشم کا بہتر بیج جو بیماری کا

مقابلہ کر سکے پیدا کرنے کے لیے کوشش کی جارہی ہے غیر ملکی ماہرین اور اداروں جیسا کہ (forest Research Support for Pacific and Asia (forspa)) اور نیپال اور ہندوستان سے بھی بیماری کی تحقیق کے لیے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس بابت ڈائر کٹر پنجاب فاریسٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ لف کی جا رہی ہے۔

جہاں تک سوکھے درختوں کی فروخت کا تعلق ہے تو محکمہ جنگلات پنجاب نے مالی سال 1997-98ء میں مبلغ چار کروڑ ستر لاکھ بارہ ہزار تراسی روپوں (Rs 4,70,12,083/-) کے سوکھے درخت فروخت کیے اسی طرح مالی سال 1998-99ء ماہ مئی تک ایک لاکھ اکتیس ہزار سوکھے گرے پڑے درختان کی فہرست مرتب کی گئی جن میں سے پینسٹھ ہزار یک صد انہتر درخت فروخت کیے گئے۔ ان درختان کی فروخت سے مبلغ چودہ کروڑ اکہتر لاکھ چھیالیس ہزار یک صد سولہ روپے Rs.14 71 46 116/- کی آمدنی ہوئی۔ جہاں تک ضلع گجرات اور منڈی بہاؤالدین کا تعلق ہے تو پانچ ہزار سات صد چوہتر (5,774) سوکھے درختان کی کٹائی سے سال 1998-99ء میں ماہ مئی تک ایک کروڑ چوالیس لاکھ (Rs,1,44,00,000/-) روپے کی آمدنی ہوئی۔ لکڑی کی فروخت ایک خاصا تکنیکی مسئلہ ہے اور طلب اور رسد کے قانون کے تحت محکمہ فروخت کا لائحہ عمل مرتب کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ نرخ وصول کیے جا سکیں۔ نیلام کرنے میں سستی قطعاً نہیں برتی جاتی بلکہ بعض اوقات مارکیٹ کی طلب کم ہونے کی وجہ نیلامی منسوخ کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ ٹھیکےدار کم نرخ کی پیش کش کرتے ہیں جو کہ حکومت کے مفاد میں نہیں ہوتی۔

(ج) نہر اپر جہلم کے کنارے تقریباً ایک ہزار (1000 Av.miles) جگہ پر شجر کاری کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ حکومت فنڈز مہیا کرے۔ اس پر تین سال کے لیے ایک کروڑ چوالیس لاکھ روپے (Rs 1,44,00,000/-) لاگت آئے گی۔

شیشم کی بیماری پر تحقیقی رپورٹ

شیشم جیسے عرف عام میں ٹالی کہا جاتا ہے کی سوکھے کی بیماری کے متعلق پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو ماہ مئی / جون 1998ء میں کسانوں کی شکایات اور محکمہ کے عملہ رپورٹوں سے پتا چلا۔ اس کا فوری نوٹس لیتے ہوئے اقدامات کیے گئے۔ پاکستان فاریسٹ انسٹی ٹیوٹ پشاور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماہرین نے ابتدائی تحقیق کے ذریعے اس بیماری کی وجہ جڑوں کی پھپھوندی (Fungus) قرار دیا۔ فاریسٹ پیتھالوجسٹ نے بتایا کہ صدیوں سے اصل مسکن (ترائی) سے باہر کاشت ناموزوں آبپاشی اور زراعت کی کیمیاوی کھادوں اور کرم کش دواؤں کا استعمال اس بیماری کا موجب ہیں۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے مزید ماہرین سے مشورہ کیا گیا اور نایاب (Nuclear Institute of Agriculture and Biology) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، فیڈیل سیڈ سرٹیفکیشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد، ایوب زرعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (A.A.R.I) نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف بائیو ٹیکنالوجی اینڈ جینٹک انجینئرنگ (NIBGI) بلند پایہ تحقیقی مراکز کے ماہرین سے استفادہ کیا گیا اور اس بابت

ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ اس نے پنجاب کے مختلف علاقوں سے 20 نمونے اکٹھے کیے۔ اس مطالعے سے بھی سامنے آیا کہ مرکزی پنجاب میں بیماری کا حملہ شدید ہے اور یہ کہ کھیتوں کے درختوں پر حملہ صرف 20 فی صد درختوں تک محدود ہے۔ اس بیماری کو کنٹرول کرنے کے لیے نامیاتی اقدام ساتھ ساتھ کیے گئے۔ لیکن اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ تحقیق سے درخت کی جڑوں میں چند ایک پھپھوندیوں (Fungus) جو کہ شیشم کی بیماری کا باعث ہو سکتی ہیں، کا پتا چلایا گیا ہے۔ ان میں فائیٹو پتھورا (Phytophthora) فوزیریم (Fusarium) بوٹرائٹس (Botrytis) اور فوما (Phoma) قابل ذکر ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کی بیماری لگانے کی صلاحیت کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ جس کے لیے چند ہفتے مزید درکار ہوں گے۔

زمینی تجربہ جس کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے، کے مطابق زمین کا براہ راست اس بیماری سے کوئی بہت زیادہ تعلق نہیں۔

پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد میں شیشم کا بہتر بیج جو بیماری کا مقابلہ کر سکے پیدا کرنے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے، غیر ملکی ماہرین اور اداروں جیسا کہ (Forest Research Support for Pacific and Asia (F.O.R.S.P.A) اور نیپال اور ہندوستان سے بھی بیماری کی تحقیق کے لیے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ بالا سے عیاں ہے۔ کہ محکمے کے ماہرین معزز ممبر اسمبلی کی توجہ دلانے سے پہلے ہی اس بیماری کے تدارک کے لیے کوشاں ہیں۔

مالہ وار گوشوارہ خرچ / آمدنی

RANGE MANAGEMENT CIRCLE, LAHORE.

STATEMENT SHOWING EXPENDITURE AND REVENUE ON PABBI RASUL R.F FOR THE YEAR 1978-79 TO 1997-98 (20 YEARS)

S/NO.	Year.	Development Budget			Non-Development Budget.			Revenue.
		Reseeding of grasses.	Afforestation.	Water Pond.	Reseeding of grasses.	Afforestation.	Water Pond.	
1.	1978-79	-	-	-	-	-	-	145701
2.	1979-80	63223	18291	-	-	-	-	165873
3.	1980-81	255412	19982	150000	-	-	-	165297
4.	1981-82	294700	27127	-	-	-	-	180164
5.	1982-83	285643	37205	-	-	-	-	162723
6.	1983-84	258487	58983	25000	-	-	-	183189
7.	1984-85	205210	19069	-	-	3933	-	188750
8.	1985-86	16000	-	77550	-	378285	-	178028
9.	1986-87	60952	-	25000	370479	[illegible]	25000	234970
10.	1987-88	[illegible]	-	75000	140013	[illegible]	-	210476
11.	1988-89	[illegible]	[illegible]	-	1850	6719	-	240398
12.	1989-90	1271633	86545	[illegible]	102000	-	-	208455
13.	1990-91	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	421093	-	226260
14.	1991-92	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	-	[illegible]
15.	1992-93	-	-	-	7500	56400	[illegible]	394677
16.	1993-94	-	-	-	-	[illegible]	-	[illegible]
17.	1994-95	-	-	-	252500	[illegible]	-	270039
18.	1995-96	162828	[illegible]	-	701250	580000	180000	525998
19.	1996-97	18750	109013	-	-	-	-	480594
20.	1997-98	[illegible]	928766	240000	-	-	-	[illegible]
	TOTAL:	[illegible]	2161492	4058550	1252685	5033356	237400	5223270

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال گورایہ صاحب!

جناب زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "صوبہ میں شیشم کے درخت کسی بیماری کی وجہ سے سوکھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟" جب کہ جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "انسٹی ٹیوٹ آف پشاور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماہرین نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق یہ بیماری کیمیائی کھادوں اور pesticides کی وجہ سے فروغ پذیر ہوئی ہے۔" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ان کیمیائی ادویات کو استعمال کیا گیا اور دوسری کھادوں کو استعمال کیا گیا تو اس وقت اس بات پر ریسرچ آفیسروں نے کیوں نہ ریسرچ کی کہ اس کے side effects یہ ہوں گے؟ آج اگر شیشم کے درخت جو کہ پاکستان بھر میں کثیر تعداد میں سوکھ رہے ہیں، ان کی وجہ یہ pesticides اور کھادیں ہیں تو کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ان کھادوں اور pesticides کو ریسرچ کیے بغیر استعمال کیا گیا تو جو فصلوں پر سپرے کیے جاتے ہیں، انسان بھی اسی طرح مرنا شروع ہو جائیں جس طرح کہ لاکھوں کی تعداد میں شیشم کے درخت ایک نامعلوم اور مہلک بیماری کا شکار ہو گئے ہیں۔ تو اس سلسلے میں ایسی ادویات کو استعمال کرنے سے پہلے ان پر کیوں ریسرچ نہیں کی گئی جو اس بیماری کی وجہ بنی ہیں؟ اس کے متعلق ذرا وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے اور اس کے متعلق پہلے بھی آپ نے اشارہ دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بیماری شیشم کے درخت کو لاحق ہو چکی ہے جو کہ ہمارا بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ بیماری صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ جو شیشم کے پائینیر ہیں مثلاً نیپال اور انڈیا جیسے ممالک میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے اور محکمے نے گٹ والا انسٹی ٹیوٹ اور پاکستان میں جتنے بھی مختلف انسٹی ٹیوٹ ہیں وہاں پر اس کے کئی بار samples بھیجے ہیں کہ اس کی بیماری کیا ہے؟ اور ٹی وی کے ذریعے، ای میل کے ذریعے دنیا بھر میں ہم اس کی تحقیق کرانا چاہتے ہیں کہ اس کی بیماری کا پتا چل جائے۔ اب تک جو بات سامنے آئی ہے وہ ایک fungus ہے جو اس کی جڑوں سے sample لینے کے بعد پتا چلا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جی ہاں، ملک صاحب! وہ ٹھیک ہے لیکن ان کا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو

fungus پھیلی ہے' اس کے جواب میں ہے کہ وہ دوائیاں اور کھاد وغیرہ کے استعمال کرنے کی وجہ سے پھیلی ہے۔

وزیر جنگلات، جی ہاں' یہ بھی ایک وجہ ہے۔

جناب سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت ان کو یہ پتا نہیں تھا کہ ان چیزوں کے کیا side effects ہو سکتے ہیں؟ ان کا سوال صرف اتنا ہے۔

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! اصل میں یہ بات محکمہ زراعت کو معلوم ہونی چاہیے اور ان کا بھی اس بیماری کی تحقیق کرنے کے لیے ایک بڑا حصہ ہے۔ لیکن تحقیق کے بعد پتا چلا ہے کہ یہ ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ بیماری لاحق ہونے کی کئی اور بھی وجوہات ہیں۔

جناب سپیکر، صرف یہی ایک وجہ نہیں' بلکہ اور بھی وجوہات ہیں۔

وزیر جنگلات، جی ہاں' اور بھی ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ایک فصل کے بعد فصل کی تبدیلی ہونی بھی ضروری ہے اور ایک یہ بھی وجہ ہے کہ اس درخت کو زخمی ہونے سے بچانا چاہیے جس سے کہ بیماری بڑھ سکتی ہے۔ تو ان چیزوں کی تحقیق کے آخری نتائج کے بعد ہی ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ فارمرز کو بتایا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ ان pesticides اور کھادوں کو جب استعمال کیا گیا تو اس سے پہلے ان کے side effects کے متعلق کیوں ریسرچ نہیں کی گئی؟ جبکہ کروڑوں روپیہ ہم ریسرچ کرنے کے لیے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پر خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی جو ہم سبزیاں استعمال کرتے ہیں' ان میں بھی کھادیں ڈالی جاتی ہیں اور ان پر سپرے کیے جاتے ہیں تو کل کو اگر خدانخواستہ اس سے انسان مرنا شروع ہو جائیں تو پھر یہ بعد میں ریسرچ کریں گے کہ اس وجہ سے مرے ہیں۔ تو ایسی چیزوں کی ریسرچ پہلے کیوں نہیں کی جاتی؟ اس کا انھوں نے جواب نہیں دیا۔ اس کے متعلق میں نے پوچھا ہے کہ ایسی ادویات کو استعمال کرنے سے پہلے کیوں ریسرچ نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ جب ایک انسان بیمار ہوتا ہے تو اس کے

بعد اس کی دوائی کی تلاش ہوتی ہے۔ اس کی بیماری کی تحقیق کی جاتی ہے۔ یہ جو pesticides ہیں' محکمہ جنگلات ان کو کبھی استعمال نہیں کرتا' نہ شیشم کی فصل میں اور نہ کسی اور فصل میں اور یہ بیماری پہلی بار سامنے آئی ہے۔ اس سے پہلے یہ بیماری نہیں تھی اور وہ جو اس کے پائنیر نیپال جیسے ہیں وہ بھی اس پر تحقیق کر رہے ہیں' بلکہ اس کا متبادل بھی تلاش کر رہے ہیں کہ اس کا متبادل کیا ہو سکتا ہے اگر اس کی فصل اچھی نہ ہو۔ ایک روز ووڈ ہے جو انھوں نے ابھی تک اس کے بعد تلاش کی ہے کہ اس کی جگہ پر اس کو regeneration میں لانا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ جناب سپیکر! شیشم میں جو بیماری ہے وہ صرف roots کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کو اوپر سے بورر بھی لگتا ہے اور یہ خاص طور پر اس شیشم کے درخت کو بیماری لگتی ہے جو تیس سال کی عمر سے گزر جاتا ہے۔ جب وہ پختہ ہونے کی صورت میں آتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ انھوں نے یہ جو روز ووڈ کی بات کی ہے' کیا یہ شیشم کا متبادل ہے اور اس کو تیار ہونے کے لیے کتنے سال لگتے ہیں؟ کیونکہ شیشم تیس سال کے بعد تیار ہو کر فرنیچر یا کسی دوسرے کام میں آتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی' منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات۔ جناب سپیکر! یہ جو روز ووڈ ہے' ہم نے اس کے متبادل تلاش نہیں کیے۔ اس کے متبادل نیپال نے تلاش کیے ہیں اور اس کی لکڑی identical ہے جیسے کہ شیشم کی ہے۔

جناب سپیکر۔ ان کا یہ سوال ہے کہ اس کے درخت کو اس stage تک پہنچنے کے لیے کتنا ٹائم لگتا ہے؟

وزیر جنگلات۔ تیس' پینتیس سال' جو شیشم کے درخت کو لگتا ہے۔

جناب سپیکر۔ تیس' پینتیس سال۔ وہی ٹائم ہے جو اس کا ہے۔ لیکن ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو روز ووڈ کا درخت ہے کیا یہ اس بیماری سے محفوظ رہتا ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ ہمارے ہاں چونکہ اس وقت روز ووڈ کا درخت تو آیا نہیں۔ یہ بیماری صرف شیشم میں ہی نہیں' آگے آم میں بھی آ رہی ہے اور بعض جگہ پر یہ کیکر کے درخت کو بھی لگ گئی ہے۔ یہ جو فرما رہے ہیں کہ صرف شیشم کے درخت کو لگ رہی ہے' ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! ویسے زراعت کے محکمے کے ساتھ آپ کی coordination ہونی چاہیے کہ یہ جو دوائیوں کے اور جس کا یہاں اس کے جواب میں بھی ذکر ہے کہ side effects آتے ہیں تو اس کے اوپر تو پھر ان کو ریسرچ کرنی چاہیے کہ ایسی دوائیاں استعمال نہ کی جائیں کہ اتنی قیمتی لکڑی بالکل ضائع ہو رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کے اور بھی کئی side effects ہوں۔

وزیر جنگلات، بالکل درست ہے۔ صحیح بات ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم آم کے درخت کے پاس hedges لگاتے ہیں۔ پہلے تو وہ شیشم جو تھی وہ خشک ہو گئی۔ اب وہ آم کے درخت بھی خشک ہو رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں یہ جو ریسرچ کر رہے ہیں اس کو ذرا speed up کریں۔ کیونکہ اس طرح تو یہ ملک میں تباہی آ جائے گی اور یہ ہماری ہر ایک چیز پر آ رہی ہے اور یہ صرف fungus نہیں ہے۔ fungus کے لیے زراعت میں بہت سارے علاج بھی ہیں۔ اس کے لیے اگر مٹی نکال دیں اور اس میں آپ فیصل آباد سے ایک ٹیکہ ملتا تھا اس کو ڈال دیں تو وہ ٹھیک ہو جاتے تھے۔ پہلے یہ سٹرس میں آئی تھی۔ سٹرس کے بعد اب یہ کہتے ہیں کہ شیشم میں بھی آ گئی ہے اور اس کے بعد آم میں آ رہی ہے۔ تو اس کو ذرا seriously لیں۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں اس میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ میرے علاقے میں یا میرا خود ذاتی تجربہ شیشم کے اگانے کا نہیں ہے۔ مگر میری تجویز ہے۔ شاید محکمہ اس کو ذرا زیادہ بہتر طریقے سے analyse کر سکے۔ درخت عموماً جو سوکھتے ہیں، ایک تو ان کی جڑوں میں sault load ایسا پڑ جاتا ہے جو اس کے useful nutrients زمین سے جڑوں کو اٹھانے نہیں دیتا۔ پھر دو سال کے بعد اس کے adverse effects آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ اس کی شاخیں die back ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر درخت کے سوکھنے کی دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر پودے میں 80 فی صد تک کیلشیم کا role ہے اور باقی 20 فی صد سارا دوسرے nutrients کا، سورج کا، پانی کا عمل دخل بنتا ہے۔ 80 فی صد کیلشیم ہے۔ اگر ایک پودا سوکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ جو major nutrient ہے، اگر اس کی اس کو سپلائی صحیح نہیں ہو رہی تو وہ سوکھے گا اور اس کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پودا ہمیشہ کیلشیم کی کمزوری یا سپلائی نہ ہونے کی وجہ سے سوکھتا ہے۔ آپ چاہے محکمے سے

بھی پوچھیں، ہماری زمینوں میں کیلشیم بہت ہے۔ 3 فی صد سے 10 فی صد تک کیلشیم ہے مگر اسکے باوجود بھی وہ کیلشیم اس صورت میں ہے کہ وہ پودے کی جڑوں کو non available ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی availability نہیں بنتی۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ان چیزوں کا ذرا تفصیل سے تجزیہ کریں اور plant کے roots یا plants کے پتوں کا تجزیہ کریں شاید ان سے ان کو بہتر طریقے سے clue ملے کہ آیا یہ کیلشیم کی کمی ہے یا کسی nutrition کی کمی ہے یا کوئی اور وجہ ہے

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! یہ serious بیماری ہے۔ انھوں نے جس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ذکر کیا ہے کہ اس نے اس بارے میں ریسرچ کی ہے اور وہ ابھی تک کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ میں وزیر موصوف کی اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بیماری ہمارے southern پنجاب میں بھی پھیل رہی ہے جیسا کہ شروع میں، میں نے عرض کیا ہے کہ fungus کی بیماری جو آئی تھی یہ سٹرس پر آئی تھی اور سٹرس کے بعد اب یہ جنگلات پر آ گئی ہے۔ اس کو صرف اس لیے نہ لیا جائے کہ یہ fungus ہے جس طرح بعض دفعہ کہتے ہیں کہ یہ وائرس کی بیماری ہے اس کے لیے جو صحیح طریقہ ہے وہ اس ایوان کو بتا دیں تاکہ آگے پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: جی وزیر صاحب۔

وزیر جنگلات: جناب والا! یہ بڑا صحت مند sign ہے کہ مختلف دوستوں سے مختلف آراء آ رہی ہیں، مشورے آ رہے ہیں اور تجاویز آ رہی ہیں جس سے ہم ان شاء اللہ ضرور استفادہ اٹھائیں گے اور یہ جو تحقیق اس وقت جاری ہے وہ ہم اکیلے نہیں کر رہے بلکہ محکمہ زراعت بھی ہمارے ساتھ ہے ہم ان کے ساتھ مل جل کر اس کی تحقیق کر رہے ہیں۔ لیکن میں ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ابھی تک کسی حتمی فیصلے پر نہیں پہنچے ۔ مجھے پتا ہے کہ بریگیڈئر صاحب اور خاور علی شاہ صاحب بڑے اچھے زمیندار بھی ہیں اور یہ درختوں میں دل چسپی بھی رکھتے ہیں۔ میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ بے شک ہمارے ساتھ associate ہوں ، یہ ہمیں اپنی تجاویز دیں ہم ان کو examine کریں گے۔ اگر ان کے کوئی اچھے نتائج نکل آئے تو ہم ضرور اپنائیں گے۔ یہ قومی مسئلہ ہے، ہر ایک آدمی کا یہ فرض ہے کہ اپنی طرف سے contribute کرے ان شاء اللہ ہم اس سے بھی استفادہ کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

حاجی غلام احمد خان: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ

پنجاب کے کن کن علاقوں میں یہ درخت سوکھ رہے ہیں۔ کیا آب پاش علاقے میں سوکھ رہے ہیں یا جو بارانی علاقے ہیں وہاں بھی یہ درخت سوکھ رہے ہیں؟ یہ بیماری کب سے شروع ہے؟ میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جو سپرے یا کیمیکل کا استعمال ہے یہ سنٹرل پنجاب میں قطعاً نہیں ہو رہا۔ یہ جو درخت سوکھ رہے ہیں یہ جنگلات سوکھ رہے ہیں اور ہمارے جو نجی درخت ہیں وہ نہیں سوکھ رہے' اس میں بڑا واضح فرق ہے۔تو اس بارے میں آپ کو کوئی بڑے واضح اقدام لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر صاحب! چودھری غلام محمد صاحب کے جو درخت ہیں یہ کافی مضبوط ہیں اور یہ نہیں سوکھ رہے ۔ کیا یہ ساری بیماری محکمے کو لگ گئی ہے ؟ چودھری صاحب نے دو سوال کیے ہیں ایک تو یہ کہ fungus کا کس کس علاقے میں effect ہوا ہے ؟......

وزیر جنگلات، جناب والا! اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں پر نہری علاقہ ہے ' جہاں پر irrigated plantation ہے وہاں پر یہ بیماری زیادہ ہے اور جہاں کم بیماری ہے وہ پوٹھوہار کا ایریا اور بارانی ایریا ہے۔ اس وقت جو ٹوٹل بیماری ہے وہ تقریباً بیس فی صد ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ irrigated plantation میں جو بیماری ہے وہ ادویات کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ It is one of the possibilities.

ان کا دوسرا سوال یہ تھا اور مجھے پتا ہے کہ یہ بھی بارانی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہاں درخت کیوں نہیں سوکھتے؟ وہ اکا دکا درخت ہیں جو ان کی نجی زمینوں میں ہیں وہاں پر ایک درخت کو دوسرے درخت کی بیماری بھی نہیں لگ سکتی اور وہاں پر irrigated plantation بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جہاں پر یہ درخت اکٹھے ہیں اور جہاں جنگل ہیں وہاں یہ بیماری لگ سکتی ہے۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی، میں بقیہ سوالات اور کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جنگلات' جنگلی حیات و ماہی پروری،میں بھی بقیہ سوالات اور کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر،بقیہ سوالات اور کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں فش فارم کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل

*2005۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
صوبہ میں حکومت کے اس وقت کل کتنے فش فارم ہیں۔ ہر فش فارم کی آمدنی' لاگت اور ملازمین و دیگر اخراجات کی تفصیل بتائی جائے اور ہر فش فارم کا رقبہ کتنا ہے۔ ہر فش فارم جب سے تعمیر کیا گیا اس کی تاریخ'آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

صوبہ پنجاب میں حکومت کے چار نمائشی فش فارم لاہور' خانیوال' فیصل آباد اور بہاولپور میں قائم ہیں۔ یہ فش فارم 76-1975ء سے 80-1979ء تک چلنے والی ایک ترقیاتی سکیم کے تحت بنائے گئے۔ ان فارموں کی تعمیراتی لاگت 11.84 لاکھ روپے تھی۔ یہ فارم خالصتاً مچھلی کے کاشت کار حضرات کو مچھلی فارم کی بناوٹ و دیگر انتظامی امور کے عملی مظاہرہ کے لیے بنائے گئے۔اس سے فش فارمرز حضرات کی تربیت مقصود تھی نہ کوئی خاص آمدن۔ یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ صوبے میں فش فارمنگ بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ان فش فارموں کے رقبے و ملازمین اور دیگر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام فش فارم	تعمیر و مرمت کا سال	فارم کا پیداواری رقبہ	اخراجات	آمدن روپے	ملازمین کی تعداد
1۔	کاچھا فش فارم لاہور	1975ء	19 ایکڑ تقریباً	11,99,728 جب سے فارم بنا سالانہ آمدن' اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔	2,96,946 جب سے فارم بنا سالانہ آمدن' اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔	ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2۔	بستی گڈن فش ضلع بہاولپور	1977ء	11.5 ایکڑ تقریباً	13,30,000 جب سے فارم بنا سالانہ آمدن' اخراجات کی	2,96,000 جب سے فارم بنا سالانہ آمدن' اخراجات کی	ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

				تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں تقریباً 2500 کلو مدہ کوالٹی کا بروڈ سٹاک بہاولپور ہیچری کو مختلف سالوں میں سپلائی کیا گیا۔	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔	
3۔	خانیوال فش فارم	1978ء	13.5 ایکڑ	13,98,475 جب سے فارم بنا	7,42,635 جب سے فارم بنا	ایضاً
4۔	فیصل آباد فش فارم ستیانہ روڈ فیصل آباد	1977ء	12.5 ایکڑ	1,34,000 سالانہ یہ تالاب فیصل آباد ہیچری کو بروڈر مچھلی کے لیے مخصوص ہے۔	—	ایضاً

ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کی چلنے والی گاڑیوں کی آمدن کی تفصیل

*2031۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور نے اپنے رہائشیوں کی آمدورفت کے لیے ٹرانسپورٹ سروس شروع کی تھی، اگر ہاں تو یہ سروس کب شروع ہوئی، اس مقصد کے لیے کتنی گاڑیاں، کس کس فرم، ادارہ اور کمپنی سے خرید کی گئی تھیں۔

(ب) اس وقت اس سروس کے تحت کتنی گاڑیاں کس کس روٹ پر چل رہی ہیں۔سال 1996ء سے آج تک ان سے اس سوسائٹی کو کتنی آمدن ہوئی ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی(چودھری محمد عظیم گھمن)،

(الف) یہ درست ہے کہ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور نے اپنے رہائشیوں کی آمدورفت کے لیے ٹرانسپورٹ سروس قیام پاکستان سے قبل شروع کی تھی اور یہ سروس 1976ء میں بوجہ نقصان بند کر دی گئی اور اس کے بعد دوبارہ یہ سروس 1981ء سے چار عدد نئی بسوں سے شروع کی۔ یہ بسیں 1980ء میں خریدی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	ماڈل	مارک	لاگت	فرم / کمپنی
1۔	ایل۔ایچ۔اے 4720	1980ء	بیڈ فورڈ	278039/-	میسرز رانا موٹرز دی مال لاہور
2۔	۔ایضاً 4721	=	=	278039/-	=
3۔	۔ایضاً 2722	=	=	278039/-	=

4۔	ایضاً۔	2723	=	=	278039/-	--

اور بعد ازاں ایک بس اور چار عدد مزدا ویگن (28 سیٹر) خریدی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	تاریخ خرید	مارک	لاگت فرم / کمپنی
1۔	ایل۔ایچ۔پی 629	31-1-85	بیڈفورڈ	321340 میسرز رانا موٹرز دی مال لاہور
2۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1042	30-6-85	ایضاً۔	198400 میسرز سندھ انجینئر نگ دی مال لاہور
3۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1043	30-6-85		198400 ۔ایضاً
4۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1044	30-6-85		198400 ۔ایضاً
5۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1057	30-6-85		198400 ۔ایضاً

درج بالا بسیں بذریعہ نیلام عام فروخت کی گئیں جن کی تفصیل درج ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	تاریخ فروخت	قیمت فروخت	فرم / کمپنی
1۔	ایل۔ایچ۔اے 4720	9-7-85	85000	مشتاق احمد' ہاؤس نمبر 6' پانی پت سٹریٹ نمبر 8 گوالمنڈی لاہور
2۔	ایل ایچ۔اے 4721	5-11-85	78200	محمد عاشق' رشید پارک فاروق فلور ملز ملتان روڈ' لاہور
3۔	ایل۔ایچ۔اے 4722	28-3-88	140102	حافظ محمد اسحاق' گلی نمبر 21 گوجرانوالہ
4۔	ایل۔ایچ۔اے 4723	20-3-85	100000	مشتاق احمد' ہاؤس نمبر 6' پانی پت سٹریٹ نمبر 8 گوالمنڈی لاہور
5۔	ایل۔ایچ۔پی 629	31-3-88	191203	حافظ محمد اسحاق' گلی نمبر 21 گوجرانوالہ
6۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1042	11-3-90	97500	معراج دین انوار الاسلام' 15بی /211/ آر کراچی
7۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1043	11-3-90	82000	عبدالرحمان ولد شیر محمد' 498 کیو بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور
8۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1044	11-3-90	97500	معراج دین انوار الاسلام' 15بی /211/ آر کراچی
9۔	مزدا ایل۔ایچ۔پی 1057	11-3-90	127000	محمد نذیر ولد غیر دین' 322 کیو بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

علاوہ ازیں درج ذیل 8 بسیں خریدی گئیں۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	ماڈل	مارک	لاگت	فرم / کمپنی
1۔	ایل۔ایچ۔پی 1813	1986ء	بیڈ فورڈ	366500/-	نیشنل موٹرز لمیٹڈ' کراچی بذریعہ رانا موٹرز' دی مال لاہور
2۔	ایل۔ایچ۔پی 1847	"	"	366500/-	۔ایضاً۔
3۔	ایل۔ایچ۔پی 3156	1987ء	"	423500/-	۔ایضاً۔
4۔	ایل۔ایچ۔پی 3157	"	"	423500/-	۔ایضاً۔
5۔	ایل۔ایچ۔پی 1022	1985ء	"	316840/-	۔ایضاً۔
6۔	ایل۔ایچ۔پی 1045	1985ء	"	316840/-	۔ایضاً۔
7۔	ایل۔ایچ۔پی 384	1984ء	"	317341/-	۔ایضاً۔
8۔	ایل۔ایچ۔پی 508	"	"	317340/-	۔ایضاً۔

(ب) کوآپریٹو ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاہور نے فروری 1998ء کو نقصان کی وجہ سے یہ بس سروس بندکر دی۔ کیونکہ گاڑیاں بہت پرانی ہو چکی تھیں۔ اب یہ تمام سرکاری طور پر تخمینہ لگانے کے بعد بسیں مورخہ 29-9-98 کو مبلغ -/18,00,000 روپے میں بذریعہ نیلام عام فروخت کر دی گئیں۔(اشتہار روزنامہ جنگ کراچی /لاہور) درج ذیل افراد پر مشتمل کمیٹی نے بسوں کا مبلغ پندرہ لاکھ بیس ہزار روپے تخمینہ لگایا تھا۔

1. حمید امجد وڑائچ' ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاہور
2۔ مسٹر غلام سرور بٹ' بٹ بس باڈی بلڈر لاہور
3۔ مسٹر تنویر احمد ڈائرکٹر' میکینکل اینڈ سٹور پی۔آر۔ٹی۔سی' لاہور
4۔ مسٹر ایم۔رفیق ملک' اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور
5۔ مسٹر فرخ سہیل چوہدری' موٹروہیکل اگزامینر لاہور

تاہم سال 1996ء سے آج تک آمدن اور خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال	آمدن	خرچہ	نقصان
1995-96ء	1485038/-	2582938/-	1097900/-
1996-97ء	2554572/-	2621684/-	-67112/-
1997-98ء	590531/-	1863531/-	1273300/-

زیتون کی کاشت

*2121۔میاں عبد الستار (PP-234)، کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں زیتون کی کاشت کہاں کہاں کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا تیل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکومت پوٹھوہار کے علاقہ میں زیتون کی کاشت کے لیے نرسری قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

(الف) محکمہ جنگلات میں اس وقت زیتون کی کاشت کہیں نہیں کی جا رہی ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات نادرن زون راولپنڈی جو کہ پوٹھوہار میں واقع ہے یہ زیادہ تر پہاڑی علاقہ پر مشتمل ہے۔ جہاں قدرتی طور پر جنگلی زیتون پیدا ہوتا ہے۔ جس کا پھل نہ ہی کھانے کے قابل ہے اور نہ ہی اس سے تیل نکلتا ہے۔ اس لیے آئندہ زیتون کی نرسری لگانے کا محکمہ کا کوئی ارادہ نہیں۔

لاہور ڈویژن میں پارکوں کی تعداد

*2365۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ڈویژن میں کل کتنے پارک ہیں۔ سال 1993ء سے 1996ء تک جن پارکوں کا ٹھیکہ ہوا‘ ان کے نام اور جن جن پارٹیوں نے نیلامی یا ٹنڈر میں حصہ لیا‘ ان کے نام اور کتنی کتنی رقم کا ٹھیکہ ہوا۔ تفصیل بتائی جائے۔ نیز ٹھیکہ اور کام الاٹ کرنے والی شخصیات کے نام‘ عہدہ اور موجودہ تعیناتی بتائی جائے۔

(ب) سال 97-1996ء اور 98-1997ء میں پارکوں کی نیلامی میں حصہ لینے والی پارٹیوں کے نام اور جن کے نام ٹھیکہ الاٹ ہوا‘ ان کے نام اور جتنی جتنی رقم کا کنٹرکٹ ہوا اور جن جن شخصیات نے کنٹریکٹ دیا‘ ان کا نام‘ عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے

(ج) جن پارکوں میں عوام کو بغیر ٹکٹ سیر کرنے کی اجازت ہے‘ ان کے نام‘ رقبہ اور ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لیے ملازمین اور ان کی تعیناتی کب سے ہے اور ان کے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

(الف) لاہور فاریسٹ ڈویژن میں تین پارک تھے۔ جلو پارک' راوی پارک اور لاہور پارک۔ ان میں سے لاہور پارک' وائلڈ لائف کو ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ بقیہ پارکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور پارک میں بغیر ٹکٹ سیر کرنے کی اجازت تھی۔ یہ پارک 1998ء تک محکمہ جنگلات کے پاس رہا۔ اس وقت تک اس میں سیر کرنے پر کوئی ٹکٹ نہ تھی۔ اس کا رقبہ 242 ایکڑ تھا جو کہ اب گورنمنٹ کے احکامات کے مطابق محکمہ وائلڈ لائف کو ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ اس میں ملازمین کی تعداد پانچ تھی۔

پچھلے چار سال میں یہاں اٹھنے والے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	خرچ	آمدن
1993-94ء	6,77,114/-	42,000/-
1994-95ء	4,55,701/-	82,000/-
1995-96ء	4,20,900/-	1,10,500/-
1996-97ء	4,70,250/-	81.000/-

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بھرتی کی تفصیل

*2614۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے لے کر جنوری 1999ء تک کتنے ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ نیز ان ملازمین کو کس اتھارٹی نے قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا۔ سال وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے لے کر جنوری 1999ء تک درج ذیل ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔

نمبر شمار	نام ملازم و پتا	عہدہ	سال /تاریخ	قواعد و ضوابط میں نرمی اتھارٹی کا نام	
1۔	حامد حسین' مکان نمبر B-I-621 گلی نمبر 1 مسلم ٹاؤن راولپنڈی	فارسٹر	20-5-1988	ایک سال چار ماہ زائد العمر	ناظم اعلیٰ جنگلات حلقہ شمالی زون راولپنڈی
2۔	جاوید اقبال مکان نمبر B-IV-1492 محلہ فیصل آباد مسلم ٹاؤن' راولپنڈی	ڈرائیور	10-8-1988	چار سال زائد العمر	۔ایضاً۔
3۔	الطاف حسین ولد محمد رمضان موضع تھل تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی	نائب قاصد	14-6-1986	ایک سال سات ماہ دو دن زائد العمر	ڈائرکٹر جنرل ایم۔کے۔ڈی۔اے (بریگیڈیئر(ر) محمد تاج

پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک کی گاڑیوں کی تفصیل

*3028۔سردار نعیم اللہ خان شہانی، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک کے پاس اس وقت کل کتنی گاڑیاں ہیں۔

(ب) کتنی گاڑیاں اس وقت اس بینک کے ہیڈ آفس کے پاس ہیں اور یہ گاڑیاں کن کن افسران اور اہلکاران کے تصرف میں ہیں۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ہیڈ آفس کے زیرتصرف گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی ہے۔ہر گاڑی وار تفصیل فراہم کی جائے؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی(چودھری محمد عظیم گھمن):

(الف) پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک کے پاس اس وقت کل 57 گاڑیاں ہیں۔

(ب) اس وقت بینک کے ہیڈ آفس کے پاس کل 13 گاڑیاں ہیں اور یہ گاڑیاں مختلف افسران اور اہلکاران کے تصرف میں ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل گاڑی	ماڈل	زیر تصرف
1۔	ایل۔او۔یو 6815 ٹیوٹا کرولا	1994ء	صدر بینک ہذا
2۔	ایل۔او۔یو 3988 ٹیوٹا کرولا	1994ء	پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی
3۔	ایل۔او۔اے 8374 نسان پٹرول	1990ء	جنرل ڈیوٹی
4۔	ایل۔او۔ایکس 5670 ہنڈا سوک	1995ء	حکومت پنجاب (ایس۔اینڈ جی۔اے۔ڈی) کی ہدایت پر

وزیر امداد باہمی کے لیے مختص کی گئی۔

5۔	ایل۔او۔ایکس 5660 ہنڈا سوک	1995ء	نائب صدر بینک ہذا
6۔	ایل۔او۔زیڈ 2357 ٹیوٹا کرولا(ڈیزل)	1996ء	جنرل منیجر بینک ہذا
7۔	ڈی۔جی۔بی 122 نسان سنی	1987ء	ڈپٹی جنرل منیجر بینک ہذا
8۔	ایم۔این۔ایل 3936 نسان سنی	1987ء	جوائنٹ رجسٹرار (آئی اینڈ ایم) کوآپریٹوز پنجاب
9۔	سی۔ایچ 3606 سوزوکی جیپ	1989ء	جنرل ڈیوٹی
10۔	ایس۔اے۔سی 8444 سوزوکی جیپ	1990ء	جنرل ڈیوٹی
11۔	ایل۔او۔ایکس 9159 سوزوکی خیبر	1995ء	جوائنٹ رجسٹرار (پی اینڈ ڈی) کوآپریٹوز پنجاب
12۔	ایل۔ایچ۔وائی 369 ٹیوٹا کرولا	1989ء	جوائنٹ رجسٹرار (ایڈمن) کوآپریٹوز پنجاب
13۔	ایل۔او۔سی 369 ٹیوٹا کرولا	1990ء	چیف آڈیٹر' کوآپریٹوز پنجاب

(ج) سال 1996ء سے آج تک ہیڈ آفس کے زیر تصرف گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر جو رقم سالانہ خرچ کی گئی ہے' کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	ماڈل	01.01.96 تا 30.06.97 پٹرول	01.01.96 تا 30.06.97 مرمت	01.07.97 تا 30.06.98 پٹرول	01.07.97 تا 30.06.98 مرمت	01.07.98 تا 19.04.99 پٹرول	01.07.98 تا 19.04.99 مرمت	کل اخراجات
.1	ایل او پی 6815 ٹیوٹا کرولا	1994	96385/-	106092/-	80832/-	60755/-	97780/-	173596/-	615440/-
.2	ایل او پی 3988 ٹیوٹا کرولا	1994	82265/-	70260/-	18849/-	75333/-	597/-	53715/-	301019/-
.3	ایل او اے 8374 نسان پٹرول	1990	114981/-	429801/-	87600/-	259790/-	65828/-	294456/-	1252462/-
.4	ایل او اکس 5670 ہنڈا سوک	1995	43148/-	15114/-	44803/-	52193/-	12551/-	55969/-	223778/-
.5	ایل او اکس 5660 ہنڈا سوک	1995	67503/-	23293/-	66170/-	751183/-	227342/-	154745/-	614236/-
.6	ایل او زیڈ 2357 ٹیوٹا کرولا (ڈیزل)	1996	29735/-	69896/-	50390/-	47448/-	16285/-	111477/-	325231/-
.7	ڈی جی بی 122 نسان سنی	1987	51749/-	98478/-	90186/-	124870/-	8647/-	29747/-	403677/-
.8	ایم این ایل 3936 نسان سنی	1987	47598/-	111986/-	42001/-	72573/-	41366/-	48813/-	364337/-
.9	سی ٹی 3606 سوزوکی جیپ	1989	116934/	177124/-	89899/-	70804/-	77310/-	59112/-	591183/-
10	ایس اے بی 8444 سوزوکی جیپ	1990	176114/	74884/-	110627/-	71350/	490077/-	88532/-	570544/-
11	ایل ایس 9159 سوزوکی خیبر	1995	20529/-	56780/-	29322/-	43993/-	35918/	32997/-	219539/-
12	ایل ایچ اے 369 ٹیوٹا کرولا	1989	18762/-	87673/	23210/-	55560/-	41670/-	65468/-	292343/-
.13	ایل او ن 369 ٹیوٹا کرولا	1990	34912/-	79084/-	65536/-	145659/	43503/	82682/-	451376/-
	میزان		900615/-	1400165/-	799125/-	1155517/-	717801/-	1251300/-	6225165/-

پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک کے آڈٹ پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*3029۔ سردار نعیم اللہ خان شہانی، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1994ء سے آج تک پنجاب پروونشل کوآپریٹو بنک کا آڈٹ کن کن پارٹیوں / فرموں سے کروایا گیا ہے ان فرموں کے نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے نیز ہر فرم / پارٹی کو کتنی کتنی رقم آڈٹ کے سلسلہ میں ادا کی گئی ہے۔

(ب) کیا پروونشل کوآپریٹو بینک کے آڈٹ کروانے کے سلسلے میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا اگر ہاں تو ان اخبارات کے نام کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گھمن)۔

(الف) سال 1994ء تا سال 1997ء تک جن پارٹیوں / فرموں سے پنجاب پروونشل کواپریٹو بینک کا آڈٹ کروایا گیا ہے ان کے ناموں کی تفصیل مع پتا جات اور ادا شدہ آڈٹ فیس حسب ذیل ہے۔-

نمبر شمار	سال	فرم کا نام	ایڈریس	زون ،ڈسٹرکٹ / برانچ	آڈٹ فیس (روپے)
1-	1994ء	میسرز مظہر علی خان اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	الا کومیشن (بیسمنٹ) 14 لنک میکلوڈ روڈ لاہور	ہیڈ آفس	25,000/-
				کنسالیڈیشن	5,000/-
				مین برانچ	3,000/-
2-	۔ایضاً۔	میسرز رحمان سرفراز اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	سیکنڈ فلور نوائے وقت بلڈنگ' پی۔او بکس 51 لاہور	لاہور زون 24 برانچیں	72,000/-
3-	۔ایضاً۔	میسرز حمید خان اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	III فلور میکوپ سینٹر I مزنگ روڈ لاہور	سرگودھا زون 16 برانچیں	47,496/-
4-	۔ایضاً۔	میسرز سلیمان چوہدری اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	کمرہ 112 فرسٹ فلور ایڈن سینٹر 43 جیل روڈ لاہور	گوجرانوالہ زون 17 برانچیں	50,679/-
5-	۔ایضاً۔	میسرز کامران اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	اپارٹمنٹ نمبر 13-B انگولا اپارٹمنٹ 24 جیل روڈ لاہور	ملتان زون 30 برانچیں	90,000/-
6-	۔ایضاً۔	میسرز رلسٹے اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	منظور مارکیٹ نیلا گنبد لاہور	بہاول پور زون 17 برانچیں	51,000/-
7-	۔ایضاً۔	میسرز اسلم خان اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	132۔ فیصل روڈ رحمان چیمبرز کمرہ نمبر 8 لاہور	فیصل آباد زون 18 برانچیں	54,000/-

8۔	۔ایضاً۔	میسرز طاہر صدیق اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	27۔ فیض روڈ نیو مسلم ٹاؤن' لاہور	راولپنڈی زون 17 برانچیں	46,937/-
9۔	۔ایضاً۔	میسرز عبدالستار اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	بالمقابل گورنمنٹ پائلٹ سکول ابدالی روڈ ملتان	ڈی۔جی۔خان زون 17 برانچیں	43,513/-
				میزان	488,625/-
1۔	1995ء	میسرز احمد مشیر اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	16 بینک سکوائر لاہور	ہیڈ آفس	30,000/-
				مین برانچ	3,000/
				میزان	33,000/-

2۔ آٹھ زونوں کی تمام برانچیں بمطابق رجسٹرار کوآپریٹیوز چٹھی نمبری 32-1515 جاریخ 16.07.1995 بذریعہ بینک سٹاف آڈٹ کرائی گئیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے

زونل چیف جس نے آڈٹ کیا	زون جس کا آڈٹ ہوا
(i) لاہور زون	بہاول پور زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(ii) ملتان زون	ڈی۔جی۔خان زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(iii) بہاول پور زون	ملتان زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(iv) ڈی۔جی۔خان زون	لاہور زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(v) سرگودھا زون	راولپنڈی زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(vi) گوجرانوالہ زون	فیصل آباد زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(vii) راولپنڈی زون	گوجرانوالہ زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔
(viii) فیصل آباد زون	سرگودھا زون کی تمام برانچیں آڈٹ کیں۔

نمبر شمار	سال	فرم کا نام	ایڈریس	زون/ڈسٹرکٹ/برانچ	آڈٹ فیس (روپے)
1۔	۔ایضاً۔	میسرز کلیم اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	تھرڈ فلور حفیظ چیمبرز شاہراہ قائد اعظم لاہور	ہیڈ آفس' مین برانچ اور ریواز گارڈن برانچ	36,000/-
2۔	۔ایضاً۔	میسرز عبدالستار اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	بالمقابل گورنمنٹ پائلٹ سکول ابدالی روڈ ملتان	ملتان اور لودھراں ضلع کی 9 برانچیں	27,000/
3	۔ایضاً۔	میسرز ریاض اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 1 علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	ساہیوال' پاکپتن اور وہاڑی کی 13 برانچیں	39,000/-
4۔	۔ایضاً۔	میسرز رانے اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	منظور مارکیٹ نیلا گنبد لاہور	بہاول پور اور رحیم یار خان ضلع کی 10 برانچیں	30,000/-
5۔	۔ایضاً۔	میسرز زیڈ اے صابر اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	تاور چیمبرز تھرڈ فلور کمرہ نمبر 301 میکلوڈ روڈ لاہور	بہاول نگر ضلع کی 7 برانچیں	21,000/-
6۔	۔ایضاً۔	میسرز محمد اقبال اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	الحجاز پلازہ III فلور 20۔ نیلا گنبد لاہور	بھکر اور میانوالی ضلع کی 7 برانچیں	21,000/-
7۔	۔ایضاً۔	میسرز احمد حنان شبیر اینڈ کمپنی چارٹرڈ	ایڈن سینٹر 43۔ جیل روڈ لاہور	سرگودھا اور خوشاب ضلع کی 9 برانچیں	27,000/-

		اکاؤنٹنٹ			
8۔	ایضاً۔	میسرز آفتاب نبی اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	25-26 قمبر چوک نیلا گنبد لاہور	فیصل آباد ضلع کی 8 برانچیں	24,000/-
9۔	ایضاً۔	میسرز خواجہ سرور حسن اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	10۔اے فین روڈ لاہور	ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جھنگ ضلع کی 10 برانچیں	30,000/-
10۔	ایضاً۔	گرویزی اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	امین بلڈنگ 65 شاہراہ قائد اعظم لاہور	حافظ آباد' گجرات اور منڈی بہاؤالدین ضلع کی 7 برانچیں	21,000/-
11۔	ایضاً۔	میسرز ارتضاء رسول اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	72۔بے ماڈل ٹاؤن' لاہور	گوجرانوالہ' سیالکوٹ اور نارووال ضلع کی 11 برانچیں	33,000/-
12۔	ایضاً۔	میسرز ارمان اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	فلیٹ نمبر 6' 164 شادمان I لاہور	ڈی۔جی۔خان اور راجن پور ضلع کی 9 برانچیں	27,000/-
13۔	ایضاً۔	میسرز نذیر چودھری اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	2۔ کارڈی ٹرسٹ بلڈنگ لیٹنر روڈ لاہور	لیہ اور مظفر گڑھ ضلع کی 10 برانچیں	بل موصول نہیں ہوا
14۔	ایضاً۔	میسرز ملک اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	کارڈی ٹرسٹ بلڈنگ تھارٹن روڈ لاہور	ساہیوال ضلع کی 9 برانچیں	27,000/
15۔	ایضاً۔	میسرز کامران اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	اپارٹمنٹ 13-B نگولا اپارٹمنٹ 24۔جیل روڈ لاہور	اوکاڑہ اور قصور ضلع کی 12 برانچیں	36,000/-
16۔	ایضاً۔	میسرز اسلم ملک اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	النور بلڈنگ 43۔بینک سکوائر لاہور	شیخوپورہ ضلع کی 11 برانچیں	33,000/-
17۔	ایضاً۔	میسرز ایم۔اے تبسم اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	ایس۔ 18 احمد آرکیڈ 161 فیروز پور روڈ لاہور	راولپنڈی اور اٹک ضلع کی 9 برانچیں	23,810/-
18۔	ایضاً۔	میسرز ایم۔اے چوہدری اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	سید پلازہ سیکنڈ فلور 30 فیروز پور روڈ لاہور	جہلم اور چکوال ضلع کی 8 برانچیں	بل موصول نہیں ہوا۔
				میزان	455,810/-
1۔	1997ء	میسرز فورڈ' رہوڈز' رابسن مورو' چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ	فرسٹ فلور "دی سید" II سوک سینٹر نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	کنسالیڈیشن	200,000/-
				38 برانچیں (مبلغ 15000/- روپے فی برانچ)	570,000/-
				متفرق اخراجات	116,745/-
				طعام و رہائش وغیرہ	79,020/-
				میزان	965,765/-

(ب) پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک لمیٹڈ کا آڈٹ کروانے کے سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار وغیرہ کی ضرورت نہ ہوتی ہے۔ کیونکہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925ء کی دفعہ 22 کے تحت رجسٹرار کوآپریٹوز کسی بھی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ جو کہ رجسٹرار کوآپریٹوز کی منظور شدہ فہرست پر موجود ہوں کو آڈٹ الاٹ کرنے کے مجاز ہیں۔

ڈی۔ایف۔او کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*3101۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چودھری اعجاز D.F.O رحیم یار خان تعیناتی سے قبل کرپشن اور بددیانتی میں ملوث ہونے پر جیل میں رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنا عرصہ جیل میں رہا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر ایسے افسر کو رحیم یار خان تعینات کرنے کی کیا وجوہات تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ D F O نے کچھ عرصہ قبل دو دفعہ قاسم والا رینج تحصیل لیاقت پور بمقام بھل چک اور سانگھڑ والا سے کروڑوں روپے کی لکڑی چوری کر کے ان کمپارٹس (ایریا) کو آگ لگا دی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آگ سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا اور چوری شدہ لکڑی چھپانے کے لیے یہ گھناؤنا جرم کیا گیا اور آگ لگنے والے کمپارٹس کی کٹائی ابھی حال میں ہوئی تھی اور اس کی کتنی لکڑی غائب ہوئی ہے اور کتنی لکڑی کی کٹائی ہو چکی تھی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.F.O نے ملی بھگت کر کے کسی فرضی نام کے ملزم کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج کروا دی ہے تا کہ یہ گھناؤنا جرم چھپایا جا سکے۔

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ افسر کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات(ملک سلیم اقبال):

(الف) جی ہاں۔ واقعے کے حقائق یوں ہیں کہ جلال پور جٹاں (ضلع گجرات) سڑک کے کنارے شیشم کے چار عدد درختوں کو کاٹا گیا۔ اس نقصان کی رپورٹ سید ضمیر حسین شاہ' بلاک آفیسر نے تیار کی اور نقصان کی مالیت مبلغ -/70,200 روپے بطور قیمت درختان وصول کر کے نیشنل بینک آف پاکستان مین بازار گجرات میں مورخہ 10-3-97 کو جمع کروا دی۔ محکمہ انٹی کرپشن سرکل آفس گجرات نے محکمہ ہذا سے رپورٹ / رائے لیے بغیر اعجاز احمد جو کہ اس وقت سب ڈویژنل آفیسر گجرات تھے' کے خلاف درخواست کنندہ کی درخواست پر ایف۔ آئی۔ آر نمبر 2 مورخہ 12-3-97 درج کی اور اسی دن ان کو گرفتار کر لیا اور مورخہ 27-3-97 کو سپیشل جج انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے ضمانت منظور کر لی۔ اس کیس کی مکمل چھان بین ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن راولپنڈی نے کی جنھوں نے کیس کے حقائق کو مدنظر رکھا کہ محکمہ جنگلات نے فاریسٹ ایکٹ کی دفعہ 68 کے تحت ان چار درختان کا جرمانہ مبلغ -/70,200 روپے

صحیح وصول کر کے نیشنل بینک میں مورخہ 10-3-97 کو جمع کروا دیا اور محکمہ جنگلات کے افسران نے قانون کے مطابق کارروائی کی اور شکایت کنندہ کی درخواست پر جو مقدمہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ گجرات نے درج کیا تھا' اس کو مورخہ 15-7-97 کو خارج کر دیا گیا۔ کیونکہ اس میں چودھری اعجاز احمد سب ڈویژنل آفیسر بے قصور پائے گئے اور محکمہ کی کارروائی صحیح تسلیم کی گئی۔ جو کہ قانون کے عین مطابق تھی۔

(ب) جی نہیں۔ لکڑی چوری کا کوئی ثبوت نہ ہے۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں کہ ذخیرہ قاسم والا کے کھیت نمبر 47 میں مورخہ 17-3-99 کو آگ لگی جس سے دو ایکڑ رقبہ متاثر ہوا۔ یہ ایک گراؤنڈ فائر تھی۔ نقصان کا تخمینہ مبلغ 2000 (دو ہزار روپے) لگایا گیا۔ پہلی دفعہ عباسیہ ذخیرہ کے کھیت نمبر 46 میں مورخہ 7-4-99 کو آگ لگی۔ جس سے تقریباً 16 ایکڑ رقبے پر گھاس اور دب وغیرہ جل گئے اور کوئی مالی نقصان نہ ہوا اور دوسری دفعہ عباسیہ ذخیرہ کے کھیت نمبر 496 ,514,515,495 اور 497 میں اپریل 1999ء کو آگ لگی جس سے تقریباً 106 ایکڑ پر خشک پتے اور گھاس وغیرہ جل گئے۔ تاہم سفیدے کی کچھ فصل معمولی جھلس گئی۔ علاوہ ازیں کنڈی بالن کا کچھ نقصان ہوا۔ جس کے متعلق DFO رحیم یار خان کو ناظم جنگلات بہاول پور نے ہدایت کی کہ تحقیقات کر کے متعلقہ قصور وار عملے کے خلاف تادیبی کارروائی کرے۔ تاہم نقصان کے تخمینہ مبلغ -/11000 (گیارہ ہزار روپے) لگایا گیا۔

(ج) جی نہیں۔ جتنا نقصان ہوا ہے اس کا ذکر جز(ب) میں کر دیا گیا ہے۔ ذمہ دار افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

(د) جی نہیں۔ ایف۔ آئی۔ آر اصل ملزم کے خلاف کروائی گئی ہے۔

(ہ) جی نہیں۔ جز(ب) کے جواب میں مذکورہ نقصان کا تخمینہ مبلغ 11000 (گیارہ ہزار روپے) لگایا گیا۔ اس سلسلہ میں ناظم جنگلات بہاول پور نے DFO رحیم یار خان کو ہدایات جاری کر دی تھیں کہ تحقیقات کر کے متعلقہ قصور وار عملے کے خلاف تادیبی کارروائی کر دے۔ حکومت کے نزدیک موجودہ DFO کی کارکردگی تسلی بخش ہے جب کہ اس سے پہلے ڈی۔ایف۔او کو گونا گوں بے ضابطگیوں کی وجہ سے چارج شیٹ کیا گیا ہے۔

ایڈوانس رقم ہضم کرنے والی بوگس کمپنیوں کے خلاف کارروائی

*3240۔**میاں نوید طارق**، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سی۔سی۔ایف۔یو (کالونی کواپریٹو فارمنگ یونین لمٹیڈ خانیوال) کے ممبران بورڈ آف ڈائرکٹر کے انتخابات 20 مئی کو ہونا قرار پائے تھے۔ لیکن ان کو 10 جون تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات ایک ڈپٹی رجسٹرار ملتان کے پاس تھے' ان سے واپس لے کر ایک سرکل رجسٹرار جن کے پاس پہلے سے جنرل منیجر کا چارج بھی ہے' ان کو دے دیے گئے ہیں۔

(ج) کیا بورڈ آف ڈائرکٹر کے انتخابات کے اعلان کے باوجود ایڈمنسٹریٹر زرعی ادویات خرید سکتا ہے اور اگر خریدی گئی ہیں تو یہ کس قدر اور کس کمپنی سے خرید کی گئی ہیں۔

(د) سال 99-1998ء میں کتنی مالیت کی زرعی ادویات خرید کی گئیں اور کن کمپنیوں سے خرید کی گئیں۔ کیا بہت زیادہ بوگس کمپنیاں ایڈوانس رقم ہڑپ کر گئیں ہیں۔

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نقصان کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) قانون کے مطابق ایڈمنسٹریٹر کو بورڈ آف ڈائرکٹرز کے اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا ایڈمنسٹریٹر زرعی ادویات خرید سکتا تھا مگر بادی النظر میں یہ مناسب فیصلہ نہ تھا۔ خریداری حسب ذیل کمپنیوں سے کی گئی ہے:

1۔ پاکستان ایگرو کیمیکلز (پرائیویٹ) لمٹیڈ۔
2۔ آربی آواری انٹرپرائز (پرائیویٹ) لمٹیڈ۔
3۔ ڈی ای یونائٹیڈ (پرائیویٹ) لمٹیڈ۔
4۔ ریکڑ کیمیکلز (پرائیویٹ) لمٹیڈ۔

5۔ ایگرولائن سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔

6۔ فارمرز ایکوئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔

(د) خریف 1998ء کے دوران خرید کردہ زرعی ادویات جن کمپنیوں اور جتنی رقم کی خریدی گئی ان کی تفصیل ہے:

نمبر شمار	نام کمپنی	رقم خرید کردہ ادویات
1۔	فارمرز ایکوئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	22,37,785.00 روپے
2۔	آربی آواری انٹرپرائز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	25,13,145.00 روپے
3۔	پاکستان ایگرو کیمیکلز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	24,67,900.00 روپے
4۔	ایگرولائن سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	15,00,000.00 روپے
5۔	فالکن پیسٹی سائیڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	5,00,000.00 روپے
6۔	ڈی ای یونائیٹڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔	9,99,360.00 روپے
	میزان	1,02,18,190.00 روپے

مندرجہ بالا کے علاوہ خریف 1998ء میں ایک اور کمپنی الائیڈ ایگریکلچر پرائیویٹ لمیٹڈ سے بھی مبلغ 4 لاکھ روپے کی زرعی ادویات خریدنے کا معاہدہ کیا گیا اور مبلغ 2 لاکھ روپے ایڈوانس ادا کر دیے گئے۔ مگر مذکورہ کمپنی نے ادویات فراہم نہ کیں۔

(ہ) مذکورہ بالا الائیڈ ایگریکلچر کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ کے خلاف کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کی دفعہ نمبر 54 کے تحت کارروائی تاحال جاری ہے۔

سی۔سی۔ایف۔یو خانیوال کے الیکشن ملتوی کرنے کی وجوہات

*3396۔ملک مظہر عباس راں، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سی۔سی۔ایف۔یو خانیوال کے الیکشن جو عدالت عالیہ کے حکم سے ڈی۔آر اور ایڈمنسٹریٹر ملتان نے 20 مئی کو کروانے کا اعلان کیا تھا۔ ان کی بجائے سی۔آر خانیوال صابر حسین بھٹی کو اچانک ایڈمنسٹریٹر کر دیا گیا ہے' اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 7-5-99 کو رجسٹرار کوآپریٹو پنجاب نے ایک حکم کے ذریعہ صابر حسین بھٹی کو ایڈمنسٹریٹر سی۔سی۔ایف۔یو مقرر کیا تھا اور اس پر پابندی لگا دی تھی کہ

الیکشن کی وجہ سے وہ کوئی خریداری وغیرہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگلے ہی روز متعلقہ پیرا گراف کو واپس لے لیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) سی۔سی۔ایف۔یو خانیوال کے الیکشن جو مورخہ 20 مئی 1999ء کو ہونے والے تھے اور شیڈول بھی آ چکا تھا۔ مورخہ 10 جون 1999ء تک ملتوی کیوں کیے گئے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر صابر حسین بھٹی نے ایسی کمپنیوں سے خریداری کی جن کی شہرت اچھی نہیں ہے اور ان پر غلط دوائی بیچنے پر مقدمات بھی قائم ہوئے۔ لیکن کمشن کی خاطر انہی سے دوائی خریدی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) سی۔سی۔ایف۔یو خانیوال کے اکاؤنٹ پنجاب کوآپریٹو بینک میں ہی صرف کیوں نہ رکھے گئے۔ یہ اکاؤنٹ کن دو مجاز افسروں کے دستخط سے آپریٹ کیے جا سکتے ہیں۔ اگر کسی افسر نے غلط آپریٹ کیے ہیں۔ (بینک میں غلط رکھے ہیں) تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(و) سی۔سی۔ایف۔یو خانیوال مالی بےضابطگیوں کے بارے میں ایک انکوائری ڈی۔آر ملتان کو دی گئی تھی ان پر کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود پیش رفت کیوں نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظیم گھمن):

(الف) یہ درست ہے کہ سی سی ایف یو خانیوال کے الیکشن 20 مئی کو طے پائے تھے۔ صابر حسین بھٹی سی آر خانیوال کو یونین کا ایڈمنسٹریٹر اس لیے مقرر کیا گیا تھا۔ کہ وہ ضلعی افیسر تھا اور الیکشن کروانے لیے موزوں تصور کیے گئے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ آرڈر مورخہ 99-05-07 کو رجسٹرار نے ایڈمنسٹریٹر پر پابندی لگائی تھی کہ وہ کوئی خریداری وغیرہ نہ کریں کیونکہ الیکشن قریب تھے۔ اگلے ہی روز یہ پابندی اس لیے واپس لی گئی تھی۔ کہ ایڈمنسٹریٹر کو قانون کے مطابق کام کرنے کا پورا اختیار تھا۔ اور توقع یہ تھی کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

(ج) ایڈمنسٹریٹر کا الیکشن ملتوی کرنے کا فیصلہ مناسب نہ تھا۔

(د) یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر نے کچھ کمپنیوں سے دوائیوں کی خرید کے معاہدہ کیے۔ جو مناسب نہ تھے۔ اسی وجہ سے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔

(ہ) اکاؤنٹ ایڈمنسٹریٹر اور جنرل منیجر کے دستخطوں سے آپریٹ ہوتے ہیں۔ مگر مسٹر صابر بھٹی نے از خود اکاؤنٹ چلائے۔ جو غیر قانونی تھے ۔ اس لیے ان کو معطل کیا گیا ہے۔

(و) ایسی کوئی انکوائری نہیں ہو رہی۔

صوبے میں شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کی سکیم کے رقبے کی تفصیل

*3403۔چودھری سلطان محمود گوندل ، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کی سکیم شروع کر رہی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ میں کہاں کہاں اور کتنے رقبہ پر شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کی تجویز ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت شراکت کی بنیاد پر جنگل کاری کی سکیم بنانے کے بارے میں غور کر رہی ہے۔

(ب) ابھی تک اس منصوبہ کا وجود خیالات تک ہے۔ باہمی مشورے اور صلاح کاری میں فارمرز اور سرکاری اہل کار شامل ہیں۔ جب ایک واضح سکیم بن جائے گی تو زمین وغیرہ کا تعین بھی کر لیا جائے گا۔ اگر یہ منصوبہ قابل عمل خطوط پر استوار ہو گیا تو اس کے ذریعے ان تمام زمینوں پر شجرکاری کروائی جا سکے گی۔ جو اب تک سرمائے یا پانی کی کمی کی وجہ سے خالی پڑی ہیں۔ ایسی زمینیں سڑکوں اور نہروں کے ساتھ موجود ہیں۔ نیز محکمہ جنگلات کی بلاک پلانٹیشنوں میں بھی کچھ رقبہ موجودہ ہے۔ زمین کا صحیح تعین تب کیا جا سکے گا جب یہ منصوبہ کوئی قابل عمل شکل اختیار کر جائے گا۔

استحقاق

اخبار میں اراکین اسمبلی کے خلاف توھین آمیز کارٹون کی اشاعت

(جاری-------)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں ۔ حاجی عبدالرزاق صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 57 ہے ۔ یہ پڑھی جا چکی ہے کیا اس کا جواب نہیں آیا؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ بے شک سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہو جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جناب والا! حاجی صاحب سے میری بات بھی ہوئی تھی اور یہ طے بھی ہوا تھا کہ اس میں clarification آئے گی لیکن clarification نہیں آئی معزز رکن insist کریں گے لہذا اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجی جاتی ہے اور اس کی رپورٹ دو مہینے کے اندر ایوان میں پیش کی جائے۔

یہ تحریک استحقاق بھی pending چلی آ رہی ہے اور یہ ذیشان الہٰی صاحب کی ہے ۔

وزیر قانون، جناب والا! ہاؤس میں اس کی رپورٹ آئی ہے۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ اس کی ابھی رپورٹ نہیں آئی۔

وزیر قانون، جی ۔ ابھی رپورٹ نہیں آئی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ابھی رپورٹ نہیں آئی۔ اس لیے یہ ابھی pending ہے۔

سید ذیشان الہٰی شاہ، جناب والا! judicial inquiry تو مکمل ہونے کافی عرصہ ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ان کو ابھی پیش نہیں ہوئی۔ ویسے میں نے جو تحریک استحقاق دی تھی اس کے مقابلے میں فیصل آباد میں ڈی۔ آئی۔ جی صاحب نے ایک ٹیم مقرر کی اور پرچہ خارج کر دیا گیا لہذا ان لوگوں کو ریلیف مل گیا ہے ۔ لیکن ہمارے ہاؤس میں وہ ابھی تک نہیں ملی ۔ جن لوگوں سے فیصل آباد میں زیادتی ہوئی تھی۔ فیصل آباد کے ڈی۔آئی۔جی صاحب نے ایک ڈی۔ایس۔پی اور تین دیگر ارکان کی ایک کمیٹی بنائی جس میں خود بھی شامل ہوئے۔ اس کمیٹی کی رپورٹ پر پرچے کو خارج کیا اور اس عورت کو اور دوسرے بندوں کو جیل سے نکالا۔ مگر دکھ والی بات یہ ہے کہ رانا صاحب اور میں ہم دونوں اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور وزیر قانون صاحب نے ہم پر اعتبار نہیں کیا اور وہ پرچہ خود پولیس والوں نے ہی خارج کر دیا۔ جب وہ رپورٹ آ جائے گی تو فاضل وزیر ایوان میں پڑھ کر سنا دیں گے کہ کیا ہوا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے قطعاً اعتبار کی بات نہیں کی۔ یہ تو judicial inquiry کا سپیکر صاحب کا فیصلہ تھا اور یہ اس ہاؤس کا فیصلہ تھا۔ میں نے کب کہا کہ ان پر اعتماد نہیں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ یہ تحریک استحقاق منظور کر لیں تو انھوں نے کہا تھا کہ نہیں---

جناب سپیکر: دیکھیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ منظور ہونے سے ہی آپ کا مقصد حل ہو۔ اب آپ خود ہی اس بات کا اندازہ لگا لیں کہ منظور ہوئے بغیر اور pending ہونے سے آپ کا سارا مسئلہ خوش اسلوبی سے اور باعزت طریقے سے حل ہو رہا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! باعزت نہیں، جو لوگ پندرہ، پندرہ ۔ بیس، بیس دن جیل میں رہے ہیں---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس کی رپورٹ آ جانے دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جب رپورٹ آ جائے تو پھر جن لوگوں نے ان کو ناجائز طور پر جیل بھیجا ان کا کیا علاج ہو گا؟

جناب سپیکر: وہ رپورٹ آ جانے دیں۔ ویسے بھی یہ ابھی pending ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوا، چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ جی گورایہ صاحب۔

ڈھڈی والا مائنر رکھ برانچ میں واسا فیصل آباد کی طرف سے شہر کا گندہ پانی ڈالنا

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد ستیانہ روڈ پر ڈھڈی والا مائنر رکھ برانچ کی نہر نکلتی ہے جو کہ چک نمبر 224 ر ب، 225 ر ب، 226 ر ب اور دیگر چکوک کو نہری پانی سے سیراب کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ ان تمام دیہاتوں کا زیر زمین پانی تیزابی اور فصلوں کے لیے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی کھیتی باڑی فصلوں کی کاشت اور نشوونما کا تمام دارومدار اس نہر کے پانی کی بروقت اور بغیر کسی رکاوٹ و ملاوٹ کے فراہمی کی بنا پر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ زیر زمین پانی مضر صحت ہونے اور 225 ر ب، 226 ر ب، سمیت گردو

نواح میں پینے کے پانی کے لیے بھی اس وقت کسی قسم کی سہولت میسر نہیں جس کی وجہ سے ان دیہاتوں کے مکین بھی پینے کا پانی نہر سے حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جانوروں کے نہلانے اور پینے کے لیے پانی بھی اس ڈھڈی والا مائنر کے ذریعے ہی میسر ہے۔ تاہم یہ امر افسوس ناک اور باعث تشویش ہے کہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی (واسا) کا گندے پانی کی نکاس کا مرکزی ڈسپوزل ورکس جو کہ ڈھڈی والا مائنر سے کچھ فاصلے پر واقع ہے سے ہمہ وقت صنعتی اداروں کا کیمیکل اور زہر آلود گندہ پانی عرصہ دراز سے براہراست ڈھڈی والا مائنر میں بلا روک ٹوک ڈالا جا رہا ہے جس کے باعث متذکرہ بالا چکوک کے مکینوں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی تیزابی پانی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ درجنوں جانور جن میں بھینسیں، گائیں اور بکریاں شامل ہیں اس تیزابی پانی کے استعمال کی وجہ سے اموات کا شکار ہو چکی ہیں جبکہ کئی سو افراد بھی یرقان ٹی بی کینسر، دمے، ہیپاٹائٹس A.B.C. اور دیگر مہلک اور سنگین بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ محکمہ آب پاشی کے حکام قانون کے مطابق واسا حکام کے خلاف غیر قانونی طور پر گندہ زہر آلود اور تیزابی پانی نہر میں ڈالنے سے روکنے اور تادیبی کارروائی کرنے کی بجائے اکثر نہری پانی بند رکھتے ہیں یا کم مقدار میں چھوڑتے ہیں۔ ان حالات کی وجہ سے متذکرہ بالا آبادیوں کے مکینوں میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے اور وہ اکثر و بیشتر اس سلسلے میں احتجاج بھی کرتے رہتے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ عوامی اہمیت کے حامل اس فوری نوعیت کے مسئلہ پر بحث کے لیے ایوان کی معمول کی کارروائی روک دی جائے اور اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لیے منظور کر کے ایوان میں مکمل بحث کی جائے۔ بصورت دیگر لوگوں کا سڑکوں پر احتجاج کرنے سے امن و امان کا مسئلہ خطرے میں پڑجائے گا۔

جناب سپیکر: گورایہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی ذرا ہاؤس میں خاموشی اختیار کی جائے۔ اگر آپ نے کوئی ضروری بات کرنی ہو تو باہر لابی میں جا کر کریں۔ جی وزیر صاحب!

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال): جناب سپیکر! اس بارے میں عرض ہے کہ میرے فاضل دوست نے جو خدشات بیان فرمائے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ واسا والوں نے ہمارے مائنر میں پانی ڈال کر بڑی زیادتی کی ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں ہم جو اقدامات کر رہے ہیں۔ ان سے میں اپنے فاضل بھائی کو آگاہ کرنا چاہوں گا تاکہ ان کی تسلی ہو سکے۔ ڈھڈی والا مائنر رکھ برانچ کی نہر چکوک بائے 224 رب، 225 رب، 226 رب وغیرہ کو نہری پانی فراہم کرنے کے لیے بنائی گئی تھی جس سے

چکوک ہذا کو نہری پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ عرصہ تقریباً تین سال قبل واسا نے گندے پانی کا نکاس مائنر میں کر دیا۔ گندے پانی کی وجہ سے اس کی صفائی مشین کے بغیر ممکن نہ تھی۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے مشین سے اس مائنر کی جزوی صفائی بھی کی گئی اور واسا کے افسران مجاز سے یقین دہانی کروائیگئی کہ وہ فوراً نکاسی آب کا بندوبست کریں۔ مجاز افسران نے تحریراً لکھ کر دیا ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر اپنا متبادل انتظام کر لیں گے۔

جناب سپیکر! محکمہ انہار متذکرہ بالا مائنر میں منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی مہیا کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ ٹیل پر منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی مہیا کرنا ہمارا فرض ہے اور ان شاء اللہ ہم کریں گے۔ جونہی واسا کا پانی بند ہوتا ہے ہم اس مائنر کی دوبارہ صفائی بھی کروا دیں گے تاکہ میرے فاضل بھائی کے خدشات دور ہو سکیں' ہمارے کسان بھائیوں کو پانی پہنچ سکے اور کسی شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ اس مختصر گزارش کے بعد میں اپنے بھائی سے عرض کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ پورے شہر کا گندا پانی ڈھڈی والا مائنر میں ڈالا جا رہا ہے۔ فصلات کو بھی گندا' گٹروں کا پانی لگتا ہے' جانور بھی اسی میں نہلتے ہیں' بچے بھی اس میں نہلتے ہیں جو کہ بے شمار بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ نہر والوں نے واسا کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کی جنھوں نے ایک بہت بڑی پائپ لائن اس نہر میں ڈالی ہوئی ہے' ایسے کون سے حالات ہیں جن کی بناء پر محکمہ انہار نے واسا کے خلاف کارروائی نہیں کی؟ کس قانون کے تحت واسا نے نہر میں گندا پانی ڈالا ہے؟ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کے اس جدید دور میں بھی گندا' گٹروں کا پانی نہروں میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے جانور اور بچے بے شمار بیماریوں میں مبتلا ہوں گے۔ چونکہ جانور یہی پانی پیتے ہیں اور جب شیرخوار بچے ان جانوروں کا دودھ پئیں گے تو ان کی صحت پر نہایت ہی بُرے اثرات پڑیں گے۔ یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں کہ اس سے چشم پوشی اختیار کی جائے۔ جناب والا! اس بارے میں بے شمار مرتبہ ہزاروں لوگوں نے ڈی سی کے دفتر کے باہر احتجاج بھی کیا۔ آج سے دو سال پہلے تمام چکوک کے لوگ آئے' میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میٹنگ ہوئی اور واسا والوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس کا کوئی متبادل انتظام کرتے ہیں۔ تین سال گزر گئے لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ تین ماہ قبل بھی ایم ڈی واسا نے تحریری طور پر یقین دہانی کروائی تھی لیکن کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ جناب والا! اگر اس اہم مسئلے

میں پیش رفت نہ کی گئی تو میرے خیال میں ستم ظریفی ہو گی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب سپیکر ! میں تو مکمل طور پر اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ" واسا والوں نے بڑی زیادتی کی ہے"۔ اگر اس کو فوری طور پر بند کر دیا جائے تو شہر کی ساری آبادی گندے پانی میں ڈوب جائے گی اور پھر ان کے شہر کے نمائندوں کے ووٹرز گلے پڑ جائیں گے' ان کے لیے ایک مصیبت کھڑی ہو جائے گی جب تک اس کا کوئی مناسب متبادل انتظام نہیں ہوتا اسے بند نہیں کروایا جا سکتا۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو میں صبح ہی اس کو بند کروا دیتا ہوں لیکن اس سے پورے شہر کے اندر شور مچ جائے گا۔ اس لیے انھیں اتنا موقع ملنا چاہیے کہ وہ اس کا کوئی متبادل انتظام کر لیں تاکہ اس گندے پانی کا نکاس ہو سکے اور نہری پانی بھی خراب نہ ہو۔ یہی مناسب حل ہے۔

جناب سپیکر: گورایہ صاحب نے بتایا ہے کہ تین سال سے یہ مسئلہ درپیش ہے۔ علاقے کے لوگوں نے اس مسئلے کو پہلے ڈی سی اور پھر آپ کے محکمے اور واسا کے ساتھ take up کیا۔ لیکن اس کے بعد بھی کوئی progress نظر نہیں آ رہی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب والا ! میں نے progress بتائی ہے' شاید میرے فاضل دوست سن نہیں سکے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ واسا والوں نے تحریراً کہا ہے کہ ہمیں تین مہینے دے دیں۔ ان تین ماہ میں ہم اپنا چینل بنا لیں گے اور مائنر میں پانی ڈالنا بند کر دیں گے۔ یہ تحریر میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر : کیا عملی طور پر موقع پر کوئی کام شروع ہوا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی : یہ واسا والوں نے کرنا ہے' بہرحال میں چیک کروا لیتا ہوں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر ! میری یہ گزارش تھی کہ کس قانون کے تحت واسا والے نہر میں پانی ڈال رہے ہیں اور محکمہ نہر نے اس بے قاعدگی پر ان کے خلاف کیوں ایکشن نہیں لیا؟ وزیر صاحب اس بات کا جواب دیں۔ دوسرا انھوں نے فرمایا ہے کہ تین ماہ تک ہو جائے گا لیکن میں کہتا ہوں کہ تین ماہ بعد بھی کچھ نہیں ہو گا۔ یہاں وائس چیئرمین واسا' رانا افضل صاحب بیٹھے ہیں' آپ ان سے پوچھ لیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ آئے دن وہ لوگ مجھ سے جھگڑتے رہتے ہیں کہ آپ ایوان میں جا کر ہمارے لیے کیا کرتے ہیں؟ لہذا اس مسئلے کا کوئی حل ڈھونڈا جائے

اور واسا کے خلاف لازماً کارروائی ہونی چاہیے جنھوں نے یہ گندا پانی اس نہر میں ڈالا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : رانا محمد افضل صاحب ! آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان : جناب والا ! چونکہ اس علاقے کے لیے واسا فیصل آباد کے پاس ڈسپوزل کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ہماری حکومت آنے سے پہلے وہاں کی عوام کے دباؤ کے تحت یہ ڈسپوزل اس وقت کی حکومت اور ڈپٹی کمشنر کی رضامندی کے ساتھ اس نہر میں ڈالا گیا۔ ہم نے اس سکیم کو بنانے کے لیے پیسوں کی ڈیمانڈ دی ہوئی ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں' یا تو اس گندے پانی کو وہیں پہ چھوڑ دیا جائے یا واسا کو فنڈز دے دیے جائیں تاکہ اس کے لیے ایک متبادل ڈسپوزل بنا دیا جائے۔ یہاں میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھوں گا کہ اسی پانی کو جو کہ شہر سے ہمارے مخصوص گندے نالوں کے ذریعے خارج ہوتا ہے زمیندار خریدتے بھی ہیں۔ کافی ساری زمینوں میں یہ پانی خرید کر بھی لگایا جاتا ہے۔ یہاں لاہور شہر کے اندر سے جو نہر گزرتی ہے جب اس کی بندی ہوتی ہے تو ان دنوں میں up stream' شالیمار لنک روڈ کے علاقے کی نہر میں صرف شہر کا گندا پانی ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ ہر شہر کا ہے۔ لاہور اور فیصل آباد واسا کو فنڈز کی کمی کے مسائل ہیں۔ میں یہاں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلے کو حل کرنے لیے ایک جامع منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! لاہور میں سیوریج کا پانی نہر کے اندر تو نہیں جاتا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا لیکن افضل صاحب نے خود مجھے دعوت دی ہے۔ اس لیے آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! بڑی افسوس ناک بات ہے کہ مجھے کہتے ہیں کہ اس کی منصوبہ بندی کریں۔ میرے بھائی کے خدشات اور خیالات بالکل درست ہیں۔ محکمہ نہر کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کا پانی اس میں چلنے دیں۔ اسے کل ہی بند کروایا جا سکتا ہے ۔ کوئی قانون اور ضابطہ نہیں کہ اس میں پانی ڈالا جائے۔ ٹھیک ہے وہ پانی اس کے لیے مفید بھی ہو گا لیکن وہ علیحدہ چینل ہوتے ہیں۔ اگر اپنے ڈسپوز ایبل پانی کو بیچتے ہیں تو یہ صحیح فرما رہے ہیں۔ لیکن واسا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ ہمارے چینل کو ڈسپوزایبل پانی کے لیے استعمال کریں۔ زاہد گورایہ صاحب بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ لیکن میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ کھڑا ہو گا جیسے افضل صاحب نے کھڑا کیا ہے۔ اگر ہم

without alternate channel کے اسے بند کر دیں تو پوری آبادی میں پانی پھیل جانے گا اور فیصل آباد شہر میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، اس کے لیے کوئی اور چینل بنانے کے لیے فنڈز ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! وہ تو واسا نے دینے ہیں اور یہ ان کی ڈیوٹی بنتی ہے۔ شہر کا پانی نکالنا محکمہ نہر کی ذمہ داری نہیں۔

جناب سپیکر، یہ بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن واسا والے کہہ رہے ہیں کہ ابھی ان کے پاس فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔

رانا محمد افضل خان، جناب والا! یہ مسئلہ ایک package treatment کے ذریعے حل ہو گا اس میں وزیر موصوف کی مدد چاہیے۔ اس میں سید افضال علی شاہ صاحب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی مدد کی ضرورت ہو گی۔ یہ میری طرف سے کل پانی بند کر دیں۔ سید ذی شان صاحب یہاں بیٹھے ہیں یہ ان کا حلقہ ہے اور یہ ڈوب جائے گا۔ اس لیے آپ جیسے فرمائیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس معاملے کو وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ساتھ مل کر take up کریں اور اسے حل کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! آپ وزیر ہاؤسنگ کو فرما دیں میں بھی آپ کی طرف سے پیغام دے دوں گا۔وزیر ہاؤسنگ اور میں کمشنر فیصل آباد کو بلا کر اس کا کوئی انتظام کر دیں گے۔

جناب سپیکر، جی آپ کمشنر صاحب کو بلا لیں اور یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ گورایہ صاحب! ٹھیک ہے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہوا کہ رانا افضل صاحب جو کہ انجینئر ہیں اور ان کا حلقہ بھی شہر کا ہے اور یہ ابھی کہہ رہے ہیں کہ گاؤں کے لوگ یہ گٹروں کا گندا پانی جانوروں کے نہانے اور کھیتی باڑی کے لیے خریدتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کس گاؤں کے لوگ خریدتے ہیں؟ یہاں پر بے شمار ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بندہ بھی یہ پانی نہیں چاہتا۔ لیکن بلاوجہ زبردستی یہ پانی وہاں ڈالا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس بحث میں نہ پڑیں۔

رانا محمد افضل خان، جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ نہانے کے لیے پانی خریدتے ہیں۔ باقاعدہ

گندے نالوں کا پانی آ کٹھ ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ فیصل آباد میں underground پانی brackish ہے اور دیہاتی لوگ نہری پانی پیتے ہیں۔ وہاں پر انسان اور جانور یہی نہری پانی استعمال کرتے ہیں۔ It is like throwing urban problem on rural area. تو یہ اتنی قیمتی کھاد اپنے پاس ہی رکھیں Why they are throwing it at the face of the rural area?

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ چودھری صاحب! آپ اور وزیر ہاؤسنگ محترم شاہ صاحب اکٹھے اسے take up کریں اور کمشنر فیصل آباد کو بلا کر اسے sort out کریں اور اس مسئلے کا ایک مستقل حل ہونا چاہیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: ٹھیک ہے جناب والا!

وزیر خوراک: جناب والا! میری ایک تجویز ہے کہ وزیر تعلیم کو بھی اس میں شامل کرلیں تاکہ وہ ان دونوں کو educate کریں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ وہ پہلے ہی educated ہیں۔ گورایہ صاحب! اسے dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 2 بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔

فیصل آباد میں دیہی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں میں ناقص مٹیریل کا استعمال

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں دیہی آبادیوں کے لیے مختص فنڈز جو کہ ترقیاتی کاموں کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ منصوبے کمشن اور ناقص میٹریل کی نذر ہو گئے ہیں جن میں خصوصی طور پر 274 ر ب' 257 ر ب' 271 ر ب اور دیگر آبادیوں میں جو ترقیاتی منصوبے بھاری لاگت سے تیار کیے گئے ہیں ان میں ناقص میٹریل اور سازو سامان استعمال کیا گیا ہے جس سے ان علاقوں کے مکینوں میں شدید غم و غصہ' اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ کسی بھی وقت احتجاج کرکے امن و امان کا مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میری یہ استدعا ہے کہ عوامی اہمیت اور فوری نوعیت کے مسئلہ پر مبنی میری اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ

قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور فرمایا جائے اور اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی لودھی صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس کا تفصیلی جواب موصول نہیں ہوا اس لیے اگر اسے کل تک کے لیے pend فرمالیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

حاجی عبدالرزاق: جناب والا! نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ نماز کے لیے وقفہ کیا جائے کیونکہ سوا پانچ بجے جماعت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: نماز عصر کے لیے پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(نماز عصر کے وقفے کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب!

فیصل آباد شہر میں ٹریکٹر ٹرالیوں، ٹرالوں اور مسافر بسوں کے داخلہ کی ممانعت

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فیصل آباد نے شہر بھر میں صبح 5 بجے سے رات 9 بجے تک ٹریکٹر ٹرالیوں، ٹرالوں ٹرکوں اور مسافر بسوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت باقاعدہ حکم نامہ بھی جاری کر دیا ہے۔ شہر بھر میں ہر قسم کی بھاری گاڑیوں کے داخلے پر ممانعت کے حکم جاری کرنے سے قبل سینکڑوں وہ مسافر جو کہ جھنگ روڈ، سمندری روڈ اور دیگر کئی ایک اہم علاقہ جات بستیوں آبادیوں اور محلوں میں معمول کے کاروبار کے لیے اور دفاتر میں آتے جاتے تھے۔ اس بے جا پابندی کی وجہ سے سخت پریشانی اور مشکلات کا شکار ہیں اور ان میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کسی بھی وقت احتجاج کے لیے سڑکوں پر آ سکتے ہیں جس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول

کی کارروائی روک کر میری عوامی اہمیت اور فوری نوعیت کے مسئلے پر مبنی تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور کرتے ہوئے اس پر خصوصی وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): شکریہ جناب والا! ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق شہریوں کی جانب سے مسلسل یہ شکایات آ رہی تھیں کہ شہر میں ٹریفک کا دباؤ بڑھ جانے سے انھیں بےحد دقت اور مشکلات کا سامنا ہے۔ اور یہ بات کئی بار مشاہدے میں بھی آئی کہ بعض اوقات بڑی گاڑیوں کی بے ہنگم پارکنگ و لمبی لمبی قطاروں کے باعث ٹریفک جام ہونے کی صورت میں شہریوں کو مریضوں اور بیماروں کو لے جانے میں بے جا رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مندرجہ بالا عوامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہریوں کی سہولت اور ٹریفک کے بہاؤ کو برقرار رکھنے کے لیے پولیس ایکٹ کی دفعہ (a) 33 کے تحت بڑی گاڑیوں جن میں ٹریکٹر' ٹرک' ٹرالی اور ٹریلر وغیرہ شامل ہیں کی میونسپل حدود میں بروئے حکم نمبر 542 سی ایچ سی بی مورخہ 31-5-99 کے تحت صبح 5 بجے تا 9 بجے رات پابندی تا حکم ثانی عائد کر دی گئی۔ بعد ازاں متعلقہ کاروباری حضرات کی رائے اور ان کی سہولت کے پیش نظر ان احکامات میں کسی حد تک نرمی کی جا چکی ہے۔ جس کے تحت خالی بھاری گاڑیاں جیل روڈ' کنال روڈ اور ریلوے روڈ پر 24 گھنٹے داخل ہوسکتی ہیں۔ جب کہ جھنگ روڈ پر خالی ٹرک مرمت کے لیے 6 بجے سے لے کر 12 بجے تک آ سکتے ہیں۔ اسی طرح 10 بجے تک سرگودھا روڈ' شیخوپورہ روڈ' جڑانوالہ روڈ اورسمندری روڈ پر خالی ٹرکوں کے داخلہ کی اجازت ہے۔ لیکن سامان وغیرہ 8 بجے رات اور اس کے بعد تک لوڈ کر سکتے ہیں۔ ٹریکٹر ٹرالیوں اور ٹریلرز جو ریلوے کے گودام وغیرہ پر جاتے ہیں کو بھی سہولت دی گئی ہے کہ وہ پل سمن آباد ڈج کوٹ روڈ اور فیکٹری ایریا روڈ سے دن 11-00 بجے تا شام 4-00 تک داخل ہو سکتے ہیں۔ انھیں جڑانوالہ روڈ' عبداللہ پور چوک تا شیخوپورہ روڈ سرگودھا روڈ تک ان اوقات کے دوران استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ مٹی سے لدے ٹریکٹر ٹرالیوں کے صرف رات کے اوقات میں 8-00 بجے رات سے لے کر صبح 6-00 بجے تک چلنے کی اجازت ہے۔ اس وقت ان احکامات پر عمل درآمد کی وجہ سے شہر میں ٹریفک کا نظام بہتر طور پر چل رہا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر قابل توجہ ہے کہ اس پابندی کے باعث اضافی علاقوں' محلوں اور بستیوں کے مسافروں و دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے سہولت پیدا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس رپورٹ اور پابندی' دونوں میں بسوں کا کہیں بھی ذکر نہیں ' بلکہ لوڈنگ کے لیے استعمال ہونے والی دوسری بڑی گاڑیوں کا اس میں ذکر ہے۔ تو جس طرح محرک نے فرمایا ہے کہ جس وقت یہ پابندی عائد کی گئی اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس میں کوئی تھوڑی بہت تبدیلی بھی کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ میں ڈپٹی کمشنر سے کہتا ہوں کہ وہ محرک اور فیصل آباد کے دوسرے معزز اراکین اسمبلی کی میٹنگ بلا لیں اور میٹنگ میں اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ٹریفک کو بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کرنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر نے جو اقدامات کیے ہیں' وہ شہر میں ٹریفک کو بہتر بنانے کے لیے کیے ہیں اور عوام کے فائدے کے لیے کیے ہیں۔ اور اگر معزز رکن اور دیگر معزز اراکین یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس سے عوام کا فائدہ نہیں ہو رہا بلکہ عوام کی تکلیف میں اضافہ ہو رہا ہے تو ہم اس میں تبدیلی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تو اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس اجلاس کے فوراً بعد جب یہ فیصل آباد تشریف لے جائیں گے' ان کو بھی اور فیصل آباد شہر سے باقی اراکین اسمبلی کو بھی بٹھا کر ڈپٹی کمشنر میٹنگ کریں گے اور یہ آپس میں جو بھی لائحہ عمل طے کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی رائے اور ان کے مشوروں سے اس کو ترتیب دیا جائے گا اور اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد معزز رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ' جناب سپیکر!

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری تھوڑی سی گزارش یہ ہے کہ فیصل آباد شہر سے کوئی 10 کلومیٹر باہر بائی پاس روڈ بنائی گئی ہے۔ وہاں سے کسی بس کو اندر نہیں آنے دیا جاتا' جب کہ دور دراز گاؤں کے لوگ بسوں کے ذریعے ہی شہر میں آتے ہیں۔ میں خود اس موقع پر جھنگ روڈ' ائرپورٹ کے باہر گیا ہوں' وہاں پر لوگوں کے ہجوم دیکھے ہیں' لوگوں کو' عورتوں کو' بچوں کو اور بوڑھوں کو پریشانی میں دیکھا ہے۔ جنھوں نے روزمرہ کی ضروریات کی خریداری کے سلسلے میں شہر آنا ہوتا ہے' پہلے وہاں پر اترتے ہیں' پھر تانگوں اور ویگنوں پر بیٹھنے کی وجہ سے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے اور یہ بات تو ماننے میں آتی ہے کہ بھاری ٹرکوں اور ٹرالوں پر عوامی مفاد کی خاطر پابندی عائد کی گئی ہے۔ لیکن جہاں تک مسافر بسوں کا تعلق ہے' جن لوگوں نے اس شہر میں آنا ہے' جب انھیں نہیں آنے دیا جائے گا تو پھر ان ٹرکوں اور ٹرالوں پر

پابندی لگانے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ لہٰذا میری یہی گزارش ہے کہ اس کو re-investigate کیا جائے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ بسوں پر بھی پابندی ہے' صرف چھوٹی ویگنیں آتی ہیں۔ غریب لوگ بسوں پر آتے ہیں ان کا کرایہ کم ہے' چھوٹی ویگنوں کا کرایہ کافی زیادہ ہے اس لیے وہ زیادہ کرایہ نہیں دے سکتے لہٰذا لوکل بسوں کو شہر میں آنے کی ہر صورت اجازت دی جائے۔ بھاری ٹرکوں اور ٹرالوں پر پابندی لگی رہے' اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس میں دیکھ لیں۔ صرف مسافر بسوں کو اجازت دی جائے' باقی ٹریفک کو اجازت نہ دی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ بھی دیکھ لیتے ہیں اور باقی بھی سب ان کے مشورے سے پروگرام بنائیں گے۔

جناب سپیکر، پھر آپ پریس نہیں کرتے؟---- پریس نہیں کرتے۔ dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہمارے پاس legislation ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب، مصدرہ 1999ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Private Members Business. The Canal and Drainage (Amendment) Bill, 1999 is from Ch. Sultan Mehmood Gondal. He may move his motion for leave to introduce the Bill.

CH SULTAN MEHMOOD GONDAL: Sir, I move:-

> "That leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 1999".

MR SPEAKER: The motion moved is that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill, 1999 and the question is -

> "That leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 1999".

(The motion was carried)

جناب سپیکر: چودھری سلطان صاحب! اب آپ introduce کریں۔

CH SULTAN MEHMOOD GONDAL: I introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill, 1999.

MR SPEAKER: The Canal and Drainage (Amendment) Bill, 1999 has been introduced It is referred to the Standing Committee on Irrigation and Power for report by 30th September 1999.

قرارداد

زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے پر وزیراعظم پاکستان کو خراج تحسین

جناب سپیکر: اب ہمارے پاس دو تین قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب منشاء اللہ بٹ، آغا غلام حیدر، چودھری محمد اکرم، ملک غلام مرتضیٰ میتلا اور راجہ محمد جاوید اخلاص کی طرف سے ہے۔ یہ Rules of Procedure Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 اے کو معطل کر کے زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے۔ خواجہ صاحب! اب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ رولز آف پروسیجر آف اسمبلی 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 (اے) کو معطل کر کے زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی:

"کہ رولز آف پروسیجر آف اسمبلی 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 (اے) کو معطل کر کے زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ رولز آف پروسیجر آف اسمبلی 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 (اے) کو معطل کر کے زرعی ٹیوب ویلز پر بجلی کے فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: جناب والا! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

ارکان پنجاب اسمبلی اس قرارداد کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کے جذبہ کسان دوستی کو سراہتے ہوئے کاشت کار طبقہ کی خوش حالی اور زرعی شعبہ کی تیز رفتار ترقی کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ پر بجلی کے بل ادا کرنے کی انقلاب آفریں سہولت دینے پر انھیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس تاریخی اقدام پر ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

موجودہ حکومت نے سخت ملی مشکلات اور عالمی امدادی اداروں کی جانب سے بجلی کے ٹیرف میں کمی کی مخالفت کے باوجود زرعی معیشت کے استحکام اور کاشت کار برادری کے مفاد کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کا تاریخ ساز اعلان کر کے ملک بھر کی زراعت پیشہ آبادی کے دل جیت لیے ہیں۔ علاوہ ازیں اس غیر معمولی ریلیف سے ملک میں سبز انقلاب برپا کرنے اور غذائی خود کفالت کے خواب کو پورا کرنے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کی حکومت نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ زراعت جو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' کی ہمہ جہت ترقی اور کاشت کاروں کی سماجی و معاشی حالت کو بہتر بنانے پر ترجیحی توجہ دے رہی ہے۔ موجودہ حکومت کے ان انقلابی زرعی اقدامات کے نتیجے زرعی شعبہ جو ماضی میں جمود کا شکار رہا دوبارہ ترقی و خوش حالی کی جانب گامزن ہو چکا ہے۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان کے اس دور رس زرعی اقدام کے پیش نظر ملک بھر کے کروڑوں کاشت کاروں کی طرف سے انھیں ان کی مکمل تائید و حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:۔

ارکان پنجاب اسمبلی اس قرارداد کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کے جذبہ کسان دوستی کو سراہتے ہوئے کاشت کار طبقہ کی خوش حالی اور زرعی شعبہ کی تیز رفتار ترقی کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ پر بجلی کے بل ادا کرنے کی انقلاب آفریں سہولت دینے پر انھیں دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اس تاریخی اقدام پر ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

موجودہ حکومت نے سخت مالی مشکلات اور عالمی امدادی اداروں کی جانب سے بجلی کے ٹیرف میں کمی کی مخالفت کے باوجود زرعی معیشت کے استحکام اور کاشت کار برادری کے مفاد کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کا تاریخ ساز اعلان کر کے ملک بھر کی زراعت پیشہ آبادی کے دل جیت لیے ہیں۔ علاوہ ازیں اس غیر معمولی ریلیف سے ملک میں سبز انقلاب برپا کرنے اور غذائی خود کفالت کے خواب کو پورا کرنے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کی حکومت نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ زراعت جو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' کی ہمہ جہت ترقی اور کاشت کاروں کی سماجی و معاشی حالت کو بہتر بنانے پر ترجیحی توجہ دے رہی ہے۔ موجودہ حکومت کے ان انقلابی زرعی اقدامات کے نتیجے زرعی شعبہ جو ماضی میں جمود کا شکار رہا دوبارہ ترقی و خوش حالی کی جانب گامزن ہو چکا ہے۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان کے اس دور رس زرعی اقدام کے پیش نظر ملک بھر کے کروڑوں کاشت کاروں کی طرف سے انھیں ان کی مکمل تائید و حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

ارکان پنجاب اسمبلی اس قرارداد کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کے جذبہ کسان دوستی کو سراہتے ہوئے کاشت کار طبقہ کی خوشحالی اور زرعی شعبہ کی تیز رفتار ترقی کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ پر بجلی کے بل ادا کرنے کی انقلاب آفریں سہولت دینے پر انھیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس

تاریخی اقدام پر ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

موجودہ حکومت نے سخت مالی مشکلات اور عالمی امدادی اداروں کی جانب سے بجلی کے ٹیرف میں کمی کی مخالفت کے باوجود زرعی معیشت کے استحکام اور کاشت کار برادری کے مفاد کی خاطر ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ لاگو کرنے کا تاریخ ساز اعلان کر کے ملک بھر کی زراعت پیشہ آبادی کے دل جیت لیے ہیں۔ علاوہ ازیں اس غیر معمولی ریلیف سے ملک میں سبز انقلاب برپا کرنے اور غذائی خود کفالت کے خواب کو پورا کرنے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

ٹیوب ویل اریگیشن پر فلیٹ ریٹ کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کی حکومت نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ زراعت جو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، کی ہمہ جہت ترقی اور کاشت کاروں کی سماجی و معاشی حالت کو بہتر بنانے پر ترجیحی توجہ دے رہی ہے۔ موجودہ حکومت کے ان انقلابی زرعی اقدامات کے نتیجے زرعی شعبہ جو ماضی میں جمود کا شکار رہا دوبارہ ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہو چکا ہے۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان کے اس دور رس زرعی اقدام کے پیش نظر ملک بھر کے کروڑوں کاشت کاروں کی طرف سے انھیں ان کی مکمل تائید و حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے اور یہ منظور ہو گئی ہے۔ میں صرف آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فلیٹ ریٹ کی منظوری یا اعلان جو ہے یہ پہلے ہی رہا تھا۔ موجودہ حکومت نے ایک غلط فیصلہ کیا اور فلیٹ ریٹ ختم کر دیے تھے، اس کے بعد جب احساس ہوا کہ زرعی شعبے کو بہت نقصان ہو رہا ہے اور لوگوں نے اپنے کنکشن کٹوانا شروع کر دیے ہیں اور 60 فی صد ٹیوب ویل کاٹ دیے گئے تھے۔ اس کے بعد حکومت کو خیال آیا کہ اس کو بحال کیا جائے۔ انھوں نے فلیٹ ریٹ کی بحالی کا فیصلہ تو کر دیا ہے لیکن بہت نقصان کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ایک غلط فیصلے کے بعد اس کو بحال کیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ انھوں نے بحال تو کر دیا ہے کہ فلیٹ ریٹ ہوں گے لیکن

وہ جو درمیانی عرصہ ہے کہ جس میں لوگوں نے کنکشن کٹوا دیے تھے کہ وہ برداشت سے باہر تھے۔ ان کے اب جو دوبارہ کنکشن لگیں گے اور restoration ہوگی تو اسے نیا کنکشن تصور کیا جا رہا ہے۔ وہ نیا کنکشن تصور نہ کیا جائے، تب ہی جا کر کاشت کار کو فائدہ ہوگا ورنہ 80 ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک ان کو کنکشن کے اخراجات ادا کرنے پڑیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ بھی استدعا کرتا ہوں کہ وہ جو درمیانی عرصہ تھا جب فلیٹ ریٹ ختم کر دیے گئے تھے اس میں جو over billing ہوئی ہے، اس کو restore کر کے آئندہ بلوں میں adjust کیا جائے تب جا کر کاشت کار کو فائدہ ہوگا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کے حوصلے کی داد دیتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں تھا۔ اگر معزز قائد حزب اختلاف اپنی بات کرنا چاہتے تھے تو قانونی طور پر اور قاعدے کے مطابق oppose کر سکتے تھے۔ لیکن انھیں پتا تھا کہ ان کا موقف درست نہیں، اس لیے انھوں نے oppose نہیں کیا تاکہ وہ ریکارڈ پر نہ آئے۔ انھیں معلوم تھا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا Just to play to the gallery انھوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر، جی، کھوکھر صاحب!

ملک محمد عباس کھوکھر، میں معزز قائد حزب اختلاف سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ فلیٹ ریٹ پہلے ہی موجود تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فلیٹ ریٹ بھی مسلم لیگ کی حکومت نے قائم کیا تھا لیکن پچھلے تین سال میں جب ان کی حکومت آئی تو کمشن مافیا نے جو ہمارے ملک اور زراعت کا حشر کیا، جس وقت انھوں نے چارج لیا اس وقت فی یونٹ کی قیمت ڈیڑھ روپے سے کم تھی اور جب انھوں نے کمشن دے کر باہر سے خریدی تو وہ پانچ روپے سے زیادہ فی یونٹ لی، جو ہم لینے پر مجبور تھے۔ ان مشکلات کے باوجود فلیٹ ریٹ کا قائم کرنا بڑا قدم ہے۔ تمام ایم پی ایز نے پارٹی میٹنگ میں وزیر اعلیٰ سے کہا کہ فلیٹ ریٹ قائم رکھیں ورنہ مشکلات میں زیادہ اضافہ ہوگا تو اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی بڑی محنت کی اور اس محنت کے بعد فلیٹ ریٹ کو دوبارہ قائم رکھا گیا۔ جتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان کا اندازہ ان کو نہیں۔ جو مشکلات انھوں نے پیدا کیں ذرا ان پر بھی غور کریں اور جو انھوں نے بجلی کمشن کے تحت خریدی اور اتنی مہنگی خریدی اور سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں پیسے جمع کرائے ذرا ان پر بھی غور کریں۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ وہ آپ کی بات سے اتفاق کرتے ہیں کیونکہ متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور ہوئی ہے۔

اب دوسری قرارداد چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب، راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب، حاجی محمود خان کچھی صاحب، خواجہ محمد اسلام صاحب، چودھری ظفراللہ چیمہ صاحب، چودھری مسعود احمد، صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، میاں طارق محمود، ملک غلام شبیر جوئیہ، ملک ندیم کامران، چودھری فضل الرحمن، جناب منور علی گل، ملک ممتاز احمد بھچر، ملک سرفراز حسین کھوکھر، چودھری سلطان محمود گوندل، چودھری نذیر احمد، حاجی محمد نواز خان کلیار، حاجی محمد اشرف کلیار، سردار محمد سرفراز خان، جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب محمد افضل خان اور حاجی غلام رسول خان شادی خیل کی طرف سے ہے۔ اب اسے چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب پیش کریں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے معزز رکن کو Interrupt کیا۔ اس قرارداد کے متعلق ایک وضاحت تھی جو کہ میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ پیش ہونے کے بعد اس کو oppose کیے بغیر میں اپنا point of view نہیں دے سکتا تھا۔ اس لیے پیش ہونے سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اسی سلسلے میں پنجاب اسمبلی سے ایک قرارداد پہلے منظور ہوئی تھی جو کہ وفاقی حکومت کو بھیجی گئی تھی۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف صاحب نے ذاتی طور پر پنجاب حکومت کی طرف سے یہ معاملہ وفاقی حکومت کے ساتھ take up کیا، وفاقی حکومت نے اصولی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے اس کیس کو process کرنے کے لیے احکامات جاری کیے اور میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ جناب میاں شہباز شریف صاحب کی ذاتی کوششوں کی وجہ سے وفاقی حکومت میں یہ معاملہ تقریباً طے پا چکا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی اس سلسلے میں فیصلہ ہونے والا ہے۔ اس لیے ایک مسئلہ جس کا already فیصلہ ہو چکا ہے اور عمل در آمد بھی ہو چکا ہے، احکامات جاری ہونے والے ہیں۔ اس پر اگر آج ہم قرارداد پیش کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اور معزز ایوان کے اوپر تاثر جائے گا کہ ہمارا سٹینڈ مختلف ہے۔ حکومت already اس پر کام کر رہی ہے۔ اس لیے میں معزز اراکین

کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد نہ پیش کریں۔ دیکھ لیتے ہیں کہ اگر وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف کی کوششوں کا نتیجہ نہ نکلا تو کسی وقت بھی یہ قرارداد پیش کی جا سکتی ہے۔ چونکہ جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو اس لیے براہ مہربانی اس قرارداد کو اگر نہ پیش کیا جائے تو مناسب ہو گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی امتیاز رانجھا صاحب! ٹھیک ہے میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب کی طرف سے کافی وضاحت آئی ہے کہ already اس قرارداد کا جو مقصد ہے اس کے اوپر کام ہو رہا ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس کو ٹیک اپ نہیں کرتے۔

چودھری امتیاز احمد رانجھا: لاء منسٹر صاحب! اگر تھوڑا سا ہمیں وقت بتا دیں کہ پندرہ دن یا مہینہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں اور میں دوبارہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ذاتی طور پر اس معاملے کو pursue کریں اور وہ جلد سے جلد یہ وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں فیصلہ کروائیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ابھی ٹیک اپ نہیں ہو رہی۔ دوسری قرارداد جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب تشریف نہیں لائے تو پھر یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اجلاس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا ہوتا ہے۔

1999

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ' 11۔ اگست' 1999ء

(یوم الاربعا' 28۔ ربیع الثانی 1420ھ)

جلد: 16 شمارہ:2

(بشمول شمارہ جات 1 تا9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مال) ---------------- 5

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 42

تحاریک التوائے کار:

فیصل آباد میں دیہی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں میں ناقص میٹریل کا استعمال (---------جاری) ---------------- 49

فیصل آباد کے آب پاشی نظام کی دیکھ بھال و مرمت کا بروقت نہ ہونا ---------------- 52

فیصل آباد شہر میں صفائی کا ناقص انتظام ---------------- 53

فیصل آباد میں آلودگی کا پھیلاؤ ---------------- 55

چنیوٹ میں سیوریج کے ناقص نظام کے باعث وبائی امراض کا پھیلنا ---------------- 56

مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------------- 58

(جاری----------)

هنگامی قوانین،

ہنگامی قانون (ترمیم) سرکاری اراضی کی آباد کاری پنجاب' مجریہ 1999،
کا ایوان میں پیش کیا جانا 59
ــــ ہنگامی قانون (چند ٹیکسوں کے خاتمے کے لیے ترمیم)
مقامی حکومت پنجاب' مجریہ 1999، کا ایوان میں پیش کیا جانا 59
ــــ ہنگامی قانون' ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی' لاہور' مجریہ 1999،
کا ایوان میں پیش کیا جانا 60
ــــ ہنگامی قانون (بارہویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب' مجریہ 1999،
کا ایوان میں پیش کیا جانا 60
ــــ ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن' مجریہ 1999،
کا ایوان میں پیش کیا جانا 61
ــــ ہنگامی قانون (ترمیم) سروس ٹریبونلز پنجاب' مجریہ 1999،
کا ایوان میں پیش کیا جانا 61
ــــ ہنگامی قانون (ترمیم) بعنوانِ جامعات و بورڈز برائے انٹرمیڈیٹ
و ثانوی تعلیم پنجاب مجریہ ,1999، کا ایوان میں پیش کیا جانا 62

مسودہ قانون (جو زیرغور لایا گیا)،

مسودہ قانون' لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ' 1998، 62

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

بدھ' 11۔ اگست 1999ء

(یوم الاربعا' 28۔ ربیع الثانی' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ

اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

سورۃ الحشر آیات 22 تا 23

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چھپے اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے' نہایت پاک' سلامتی دینے والا امان بخشنے والا' حفاظت فرمانے والا' عزت والا' عظمت والا' کبریائی کا مالک اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

وما علینا الا البلاغ۝

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی' منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کل بھارت نے پاکستان کا ایک طیارہ مار گرایا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک کھلی دہشت گردی ہے اور یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حکومت پاکستان سفارتی سطح پر تو ناکام ہو چکی ہے----

جناب سپیکر، منیس صاحب! ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں۔ بیگم زبیدہ منصور ملک سابق ممبر پنجاب اسمبلی کی وفات ہوئی ہے۔ اس کے لیے فاتحہ خوانی کر لیں۔

جناب سعید احمد خان مینس، جناب سپیکر! میں بھی وفات کے بارے میں ہی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، انہی کے بارے بات کر رہے ہیں' آپ؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ان کے بارے میں نہیں۔ بھارت نے کل ہمارا جو طیارہ گرایا ہے اس میں جو شہید ہو چکے ہیں' میں ان کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! آپ نے پتا کیا ہے کہ طیارے میں شہید ہونے والوں کے جنازے ہو گئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت وفاقی کابینہ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ جیسے ہی وہ وہاں سے فارغ ہوتے ہیں' میں ساری تفصیلات لے کر آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جس طرح سعید منیس صاحب نے ایک تحریک بھی جمع کرائی ہے' میں نے اس سے پہلے آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ ہم بھی ایک تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جنازے ہو چکے ہیں یا نہیں' جنازے ہو جاتے ہیں تو ہم فاتحہ خوانی کے لیے بھی تحریک پیش کریں گے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں جس پر ہم علیحدہ ہیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں متفقہ طور پر قرارداد بھی لائیں گے اور فاتحہ خوانی کے لیے بھی قرارداد پیش کریں گے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ کی قرارداد مجھے ابھی ملی ہے۔ اس طرف سے بھی پہلے اسی معاملے پر بات ہوئی تھی تو ابھی ایک تو یہ چیک کرنے کی ضرورت ہے کہ جنازے ہو چکے ہیں یا نہیں اور دوسرا اس کے اوپر پورے ہاؤس کی طرف سے کوئی متفقہ قرارداد آئے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے تو قرارداد جمع کرا دی ہے۔ میں قرارداد پیش کرنے کے لیے آپ سے علیحدہ اجازت چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، اس کو ابھی ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھی قرارداد آ جائے تو دونوں طرف سے متفقہ طور پر قرارداد ہونی چاہیے کیوں کہ سب کا ایک ہی مقصد ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے جو قرارداد پیش کی ہے میرے خیال میں وہ کوئی متنازعہ قرارداد نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں گے تو اس میں مذمت ہی کی ہے۔

جناب سپیکر، بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر قرارداد متفقہ ہو جائے کیوں کہ سب کا ایک ہی مسئلہ ہے۔ یہ تو ابھی مجھے ملی ہے تو میں یہ ان کو دے دیتا ہوں وہ سر کولیٹ بھی کر لیتے ہیں اور متفقہ طور پر کوئی چیز سامنے آنی چاہیے۔ اسی اثنا میں ہم دوسرا بزنس ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن ان کے لیے فاتحہ خوانی تو کر لی جائے۔

جناب سپیکر، پہلے پتا کر لیں کہ ان کے جنازے ہو چکے ہیں یا نہیں۔ یہی راجا صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے فارن آفس بات کی ہے اور ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جنازے ہو چکے ہیں یا نہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لیے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج صبح جب یہ خبر اخبارات میں آئی تو دوستوں نے میرے ساتھ رابطہ کیا اور عثمان ابراہیم صاحب' اختر محمود صاحب اور میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم اس سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق فارن آفس سے بھی رابطہ کیا۔ ہم پورے حقائق معلوم کر رہے ہیں اور حقائق معلوم کرنے کے بعد ان حقائق کو درج کر کے قرارداد آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ جو بعد میں ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اب چونکہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی قرارداد آ گئی ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ ہم حقائق معلوم ہونے کے بعد مل کر ایک متفقہ قرارداد پیش کریں گے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! حقائق سامنے آ جائیں تو پھر آپ منیس صاحب سے مشورہ کر لیں اور منیس صاحب کی قرارداد بھی آپ دیکھ لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی کسی آدمی کی موت کی تصدیق ہو جائے تو اس کی مغفرت کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ جب ہم اس کا جنازہ پڑھتے ہیں تو وہ بھی اس کی مغفرت کے لیے دعا ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شرعاً اس پر کوئی پابندی نہیں کہ اگر آدمی اس جہان سے رحلت کر جائے اور فوت ہو جائے تو اس کے بعد اس کی مغفرت اور بخشش کے لیے کسی وقت بھی دعا کی جا سکتی ہے۔ چاہے اس کی تدفین ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر ان کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے تو ان کی مغفرت کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، جی' شرق پوری صاحب!

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرق پوری، جناب سپیکر! چونکہ واقعہ بڑا افسوس والا ہے اس لیے یہاں مسکرانا بھی نہیں چاہیے۔ سعید اکبر نوانی صاحب مذہبی مسائل کو بھی سیاست کی طرح دیکھتے ہیں۔ مسئلہ یوں ہے کہ نماز جنازہ سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کوئی ایسی دعا نہیں ملتی جو حضور نے فرمائی ہو۔ اتنا ہی کافی ہے' اس کو بحث میں نہ لائیں۔ گناہ گار ہوں گے۔

جناب سپیکر، مینس صاحب! یہ ذرا لاء آفس سے معلوم کر لیں۔

جناب سعید احمد خان مینس، جناب سپیکر! میں کل آپ کے علم میں یہ لایا تھا کہ حکومت نے ایجنڈے کے بارے میں کوئی مشورہ نہیں کیا اور آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے حکومت کو کہا اور معزز وزیر قانون نے اس امر کی یقین دہانی بھی کرائی کہ وہ بیٹھ کر ایجنڈے پر بات کریں گے لیکن جناب سپیکر! اس وقت تک معزز وزیر قانون کی طرف سے یا حکومت کے کسی بھی نمائندے کی طرف سے ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا اور میرے علم کے مطابق شاید آئندہ تین چار روز کا ایجنڈہ بھی بن چکا ہے۔ جناب سپیکر! تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اعتماد یا وہ یقین دہانی بڑی متضاد باتیں ہیں۔ اور جناب سپیکر! بطور کسٹوڈین آف دی ہاؤس میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ حکومت اس ایوان کو ایک کلاس روم کی حیثیت نہ دے اور کلاس روم کی طرح نہ چلائے۔ اس ایوان کو باہمی اعتماد کے ساتھ چلائے تاکہ اس پر بہتر انداز سے contribute کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! ان سے مشورہ کر لیں کیوں کہ رات کو ہی اجلاس ختم ہوا ہے اور آج پہلا دن ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ان سے رابطہ کر لوں گا اور میں ان کی خدمت میں تھوڑی سے عرض کروں گا کہ ان کی طرف سے کوئی تجویز بھی آ جائے کہ وہ ایجنڈے میں کیا شامل کرنا چاہتے ہیں یا صرف مل بیٹھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں۔ آپ مل لیں۔ اگر کوئی تجویز ہوئی تو وہ آپ سے لیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مال)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مال کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، 1876۔

موضع امیرا تیجکا میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*1876۔ **مخدوم سید مسعود عالم شاہ۔** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 96-1995ء میں سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے موضع امیرا تیجکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پانچ مرلہ اور سات مرلہ سکیم کے تحت کتنے پلاٹ کن کن افراد کو الاٹ کیے۔ ان کے نام مع ولدیت کیا ہیں اور الاٹ کردہ احاطہ کا رقبہ کتنا ہے۔

(ب) جز(الف) میں تقسیم کردہ رقبہ حکومت کا تھا یا پرائیویٹ مالکان کا' اگر یہ پرائیویٹ مالکان کا رقبہ تھا تو اس کی قیمت حکومت نے ان کے مالکان کو ادا کی ہے۔ اگر ہاں تو کن کن مالکان کو ادا کی گئی ہے۔ ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے۔ اگر اس رقبہ کے مالکان کو رقم ادا نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس موضع کے کافی افراد کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے جب کہ یہ لوگ صدیوں سے اس زمین پر قابض ہیں۔ آیا حکومت باقی ماندہ افراد کو بھی مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) 96-1995ء میں سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے موضع امیرا تیجکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پانچ مرلہ' اور سات مرلہ سکیم کے تحت کوئی بھی پلاٹ کسی فرد کو الاٹ نہیں کیا گیا۔ نہ ہی اس سکیم کے تحت کوئی رقبہ حاصل کیا گیا تھا۔

(ب) چونکہ پانچ' سات مرلہ سکیم کے تحت کوئی رقبہ حاصل نہ کیا گیا تھا۔ اس لیے کسی کو رقبہ کی قیمت کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) موضع امیرا تیجکا میں لال لکیر کے اندر 113 مستحق افراد قابض تھے۔ جنہیں حقوق ملکیت دیے جا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور فرد اس قانون کے تحت مستحق نہ تھا۔ لہذا کوئی باقی ماندہ حق دار افراد نہ ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

لاہور میں سرکاری املاک کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کی تفصیلات

*1884۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک لاہور شہر میں کتنی سرکاری عمارات اور سرکاری زمین نیلام کی گئی۔ اس نیلامی سے حاصل ہونے والی آمدنی کہاں کہاں خرچ ہوئی۔ اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

اس ضمن میں عرض ہے کہ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے لے کر اب تک لاہور شہر میں کوئی سرکاری عمارت و سرکاری زمین نیلام نہ کی گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہمیں پچھلے دو سال سے جو جتایا جا رہا ہے اور اس ہاؤس میں خاص طور پر میرے بھائی خواجہ ریاض محمود صاحب بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں۔ وہ فرما رہے تھے کہ لاہور میں جو بھی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ ہم نے قبضہ گروپ سے سرکاری زمینیں نکال کر انھیں

نیلام کیا اور اس آمدن سے لاہور کی ڈویلپمنٹ کی جا رہی ہے۔ جس سے ہم ہمیشہ اختلاف کرتے رہے کہ پورے پنجاب کا 80 فی صد بجٹ لاہور پر لگایا جا رہا ہے۔ آج اس بات سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ پورے پنجاب کا بجٹ لاہور پر لگایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق لاری اڈا پر جتنی سرکاری پراپرٹی تھی' اسے ایڈمنسٹریٹر نے نیلام کیا اور تمام سے رقم وصول کی گئی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا وہ گورنمنٹ کی پراپرٹی نہیں تھی؟ اب یہ کہیں گے کہ وہ کارپوریشن کی ہے۔ ہمارا سوال تھا کہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ----

جناب سپیکر، سید اکبر خان صاحب! آپ کا سوال یہ ہے کہ لاری اڈے والی پراپرٹی جو گورنمنٹ کی پراپرٹی تھی کیا وہ نیلام کی گئی ہے؟ کیا یہی سوال ہے۔

جناب سید اکبر خان، جی' سر۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے ویسے تو اپنے ضمنی سوال میں ہی جواب دے دیا ہے۔ قانون کے تحت جو سرکاری زمین تھی یا صوبائی حکومت کی زمین تھی وہ ہم نے کارپوریشن کو دے دی ہے۔ اس لیے ہم نے کوئی زمین نیلام نہیں کی' وہ کارپوریشن کی ہے' کارپوریشن نے اگر نیلام کیا ہے تو میرے محکمہ سے متعلق سوال نہیں ہے۔ ہم نے ان کو ٹرانسفر کر دی ہے۔ اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔

جناب سید اکبر خان، جناب سپیکر! جو سوال دیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں کہ موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک لاہور شہر میں کتنی سرکاری عمارات اور سرکاری زمین نیلام کی گئی۔ اس نیلامی سے حاصل ہونے والی آمدنی کہاں کہاں خرچ ہوئی۔ اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟ جناب سپیکر! ہمارا مقصد یہ تھا کہ جس مد میں سے بھی جو بھی زمین نیلام ہوئی یا اس سے آمدنی حاصل ہوئی-----

جناب سپیکر، کیا ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی زمین ہے؟

جناب سید اکبر خان، ہم نے سوال میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، آپ سوال تو کسی ایک محکمے سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سید اکبر خان، یہ اگر specific نہیں سمجھتے تھے تو یہ واپس بھیجتے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب نے ٹیکنیکلی تو صحیح جواب دیا ہے کیونکہ آپ نے سوال محکمہ مال سے کیا ہے اور انھوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ مال کی زمین نیلام نہیں ہوئی۔ اگر کارپوریشن کی ہوئی ہے تو اس کے لیے آپ کو نیا سوال دینا پڑے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر مال صاحب اگر کہہ رہے ہیں کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا سوال بنتا ہے لیکن جب وہ رقبہ نیلام ہوا ہوگا یا کوئی بھی رقبہ نیلام ہوتا ہے تو وہ کسی کے نام ٹرانسفر ہوتا ہے اور اس ٹرانسفر ہونے میں محکمہ مال ہی اس کا انتقال کرتا ہے۔ چاہے وہ رقبہ لوکل گورنمنٹ کا ہو' چاہے صوبائی اسمبلی کا ہو' چاہے وہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہو اس کا انتقال محکمہ مال درج کرتا ہے۔

جناب سپیکر، انتقال کی بات نہیں۔ آپ نے تو پوچھا ہے کہ اب تک لاہور شہر میں کتنی سرکاری عمارات اور سرکاری زمین نیلام کی گئی۔ انھوں نے نیلامی نہیں کی۔ اگر آپ پوچھتے کہ آپ نے اب تک کتنی زمینیں ٹرانسفر کی ہیں؟ کیا آپ یہ پوچھنا چاہتے تھے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں محکمہ مال کسی صورت علیحدہ نہیں ہو سکتا یا یہ سوال اسی وقت واپس کر دیتے۔ ان کی یہ بات کہ نیلامی نہیں کی گئی۔ یہ ان کے محکمے کا اپنا فرض تھا اور یہ بورڈ آف ریونیو کا کام ہے کہ اگر ان کے پاس ایک سوال چلا گیا ہے تو وہ سارے محکمہ جات سے خود پتا کرتے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔

وزیر مال، قائد حزب اختلاف میرے بھائی ہیں۔ میں نے بڑی صاف بات کی ہے' اگر یہ بھی نہیں سمجھ سکتے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ محکمہ مال نے کوئی سرکاری عمارت ہو اس کی پراپرٹی تھی یا سرکاری زمین تھی' وہ نیلام نہ کی ہے یہ اس کا جواب ہے۔ اس سے آگے کیا ہو سکتا ہے؟ لاہور کی کارپوریشن نے نیلام کی ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ mutation ہوئی ہے تو وہ الگ بات ہے۔ یہ نیا سوال کریں کہ کس کس محکمے نے زمینیں بیچیں' یا کس کے نام ہوئیں؟

جناب سپیکر، آپ معلومات کے لیے نیا سوال کر سکتے ہیں۔ جس میں آپ یہ پوچھ لیں کہ کس کس وقت محکمے نے زمینیں کس محکمے کو ٹرانسفر کی ہیں' پھر ایک لمبی لسٹ آ جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اس بات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہاں پر

ایک حکومت نہیں' بہت سی حکومتیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر محکمے میں علیحدہ حکومت ہے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! سوال کرنے کا جو طریقہ کار ہے۔ ہم نے اس کو تو adopt کرنا ہے۔ طریق کار تو یہی ہے کہ آپ جس محکمے سے سوال کر رہے ہیں' وہی اس کا جواب دے گا۔ پورے پنجاب کے محکموں کا جواب آپ ایک محکمے یا ایک منسٹر سے تو نہیں لے سکتے۔

چودھری غلام احمد خان، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر وہ زمین کارپوریشن کی تھی تو اس کی نوعیت کیا تھی؛ نزول کی زمین تھی' مینجمنٹ ان کے سپرد تھی یا ملکیت تھی۔ خانہ کاشت میں اس کے اندراجات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، یہ کس زمین کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری غلام احمد خان، جو لاہور میں نیلام ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، کون سی زمین نیلام ہوئی ہے۔ یہاں کوئی ذکر نہیں کہ فلاں زمین نیلام ہوئی ہے۔ آپ پہلے سوال اور پھر جواب پڑھ لیں۔ پھر مجھے بتا دیں کہ کون سی زمین کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

ڈی۔سی آفس لاہور میں بھرتی کی تفصیل

*2019۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک' ڈی۔سی آفس لاہور میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' عہدہ' گریڈ' مستقل پتہ اور ڈومی سائل کی تفصیل بتائی جائیں۔ اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ نیز میرٹ بنانے والے افسران اور میرٹ لسٹ بنانے کا طریقہ کار کیا تھا۔

(ب) اگر کسی ملازم کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے تو اس کا نام اور دیگر کوائف الگ فراہم کیے جائیں۔ اور ان کو بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام اور جس جس رولز میں نرمی کر کے بھرتی کی گئی اس کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) سال 1996ء سے آج تک گیارہ افراد کو ڈی۔سی آفس لاہور میں بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' عہدہ' گریڈ' ڈومی سائل اور مستقل پتہ کی تفصیل جھنڈی "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جہاں تک میرٹ کا تعلق ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایک سے نو نمبر تک درج شدہ افراد کو رولز 17/A کے تحت بھرتی کیا گیا ہے کیونکہ ان افراد کے والد دوران سروس وفات پا گئے تھے اور رولز 17/A بمطابق چٹھی نمبری SOR-111-2-44/92 مورخہ 28-8-93 کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں ملازمت دی گئی ہے جہاں تک نمبر شمار 10 اور 11 پر درج شدہ افراد کی بھرتی کا تعلق ہے ان کو disable کوٹہ کے تحت بموجب ہدایات چٹھی نمبری 5/7/96-RW-11 مورخہ 21-8-97 کے مطابق ان کے استحقاق کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرتی کیا گیا تھا۔ ان افراد کا استحقاق بطور معذور تو صحیح تھا مگر اسامیوں کو مشتہر نہیں کیا گیا تھا۔ اس لیے ضابطہ میں بے قاعدگی کی بناء پر ان کو ملازمت سے فارغ کرنا پڑا ہے۔

(ب) کسی بھی فرد کو میرٹ کے بغیر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ تفصیل جواب جز (الف) بالا میں درج ہے۔

(ج) صرف ایک فرد مسمی وقار احمد خان نمبر شمار 11 کو age relaxation رولز کے تحت ایک سال چھ ماہ کی نرمی کر کے بعد از منظوری کمشنر' لاہور ڈویژن لاہور معذوروں کے کوٹہ میں بھرتی کیا گیا تھا۔ بعد ازاں اس کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی' حاجی صاحب! سپلیمنٹری۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نمبر 1 سے 10 تک جن کو بھرتی کیا گیا ہے ان میں نمبر 3 پر غلام عباس ولد شاکر حسین ہیں ان کے والد 1976ء میں فوت ہوئے تھے اور 22-03-1997 کو غلام عباس کو رکھا گیا۔ یعنی اکیس سال کے بعد رکھا گیا۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟ کیا یہ اس کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ پہلے جوان ہو جائے پھر اسے ملازمت دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مال، میں نے (A)17 رول quote کیا ہے۔ اس کے تحت وہاں کوئی binding نہیں کہ جی' اتنے سال بعد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا during سروس کا استحقاق بنتا ہے کہ اس کے والد کی death ہوئی ہے تو بیٹے کا حق بنتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی binding نہیں کہ ٹائم کی limit ہو۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اس کی کیا وجوہات تھیں اور اسی طرح نمبر 7 پر فرخ ایوب ولد رحمت مسیح ہے اور نمبر 9 پر محمد رمضان ہے۔ ان کے والد بھی 1988ء میں فوت ہوئے تھے اور انہیں بھی 1998ء میں بھرتی کیا گیا ہے۔ یہ گیارہ سال بعد اکیس سال بعد اور نو سال بعد رکھ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ رولز میں اجازت ہے اس کے اوپر ایسا کوئی بار نہیں ہے کہ ٹائم کی limit ہو۔ جب کسی نے apply کرنا تھا اسی وقت ہم نے کرنا تھا۔ ان کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جن افراد کو فارغ کیا گیا ہے وہ بھی اسی لیے کیا گیا ہے اور میں نے خود اس چیز کا نوٹس لیا ہے۔ حالانکہ کہا جا سکتا تھا کہ disable person's کوٹہ سے ہے۔ میں نے اس کی پوری چھان بین اور انکوائری کی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان کو مشتہر ہی نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اگرچہ وہ رولز کے تحت disable تھے۔ سرٹیفکیٹ بھی ان کے پاس تھے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے کہا کہ اس کو ایڈورٹائز کرنا چاہیے تھا اور لوگوں کو فارغ کیا گیا۔ ہم نے ان کے خلاف ایکشن لیا اور جو regularity' ہوئی جو رولز کے مطابق ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے سوال تو کوئی اور پوچھا تھا۔ لیکن منسٹر صاحب دوسرے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ میں تو ابھی disabled کی طرف آیا ہی نہیں ہوں۔ یہ سوال تو وہ ہے جن کے والد فوت ہوئے تھے انہیں بھرتی کیا گیا ہے۔ دوسرا سوال تو میں نے ابھی کیا ہی نہیں اور وہ معذور افراد کا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے تو تین نمبر' سات نمبر اور نو نمبر کا پوچھا ہے۔ میں نے تو صرف ان کا سوال کیا ہے جن کے والدین فوت ہو گئے ہیں اور جنہیں تقریباً اکیس سال' نو سال' گیارہ سال بعد ملازمت دی گئی؟

جناب سپیکر، آپ نمبر سات پر فرخ ایوب ولد رحمت مسیح کے بارے پوچھ رہے ہیں ناں!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ تین نمبر پر جو ہے اسے اکیس سال کے بعد ملازمت دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب اس کا والد فوت ہوا تھا اس وقت تو اس کی پیدائش ہوئی ہے اور اکیس سال تک اس کا انتظار کیا گیا کہ پہلے وہ جوان ہو جائے پھر اس کو ملازمت دی جائے گی۔

جناب سپیکر، غلام عباس۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جی، 1976 میں اس کے والد فوت ہوئے تھے اور 1997ء میں اسے بھرتی کیا گیا ہے۔ یعنی اکیس سال کے بعد کیا گیا ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے رول quote 17(A) کیا ہے۔ تمام پر apply ہوتا ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ اس کا والد سروس پر نہیں تھا اور یہ استحقاق بنتا ہے۔ چھوٹے سکیل کی نوکری ہوتی ہے۔ ویسے بھی میرا خیال ہے کہ انسانی ہمدردی کے تحت بھی اس میں ایک چیز ہے کہ اس کا والد during سروس فوت ہو گیا ہے اور اس کا کون سا اتنا بڑا گریڈ ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ اس کا انتقال سروس کے دوران نہیں ہوا، irregularity ہوئی ہو تو ہم اس کے خلاف ایکشن لیتے ہیں۔ کوئی پوائنٹ آؤٹ کریں۔ انہوں نے تین چار بندوں کا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے وہ تمام ایک ہی رول کے تحت ہوئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ دیر کیوں ہوئی ہے؟ میں تو صرف ایک ہی بات ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکیس سال جو انتظار کیا گیا ہے اس نے اکیس سال پہلے درخواست دی تھی یا 1998ء میں آ کر دی ہے؟

وزیر مال، جب اس نے apply کرنا تھا ہم نے تو اسی وقت ہی نوکری دینی تھی۔

جناب سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے کب apply کیا؟

وزیر مال، اس نے اس وقت apply کیا ہے جب اس کو نوکری دی گئی ہے۔ اکیس سال پہلے applyتو نہیں کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کو خود سوچنا چاہیے کہ اکیس سال پہلے وہ کس طرح apply کر سکتا تھا۔ نہ اس کی عمر بنتی ہو گی نہ اس کی basic qualifcation بنتی ہو گی۔ ظاہر ہے کہ اس کی eligibility نہیں ہو گی۔ جب وہ eligibile ہوا ہے تو تب اس نے apply کیا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن اس کا right تو سٹینڈ کرتا ہے۔ چاہے دیر سے ہو۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ معذور افراد کی تقرری قواعد کے مطابق ہوئی تھی یا نہیں؟ اگر قواعد کے مطابق ہوئی تھی تو معذور افراد کو دوبارہ نکالنا زیادتی ہے۔ اگر قواعد کے خلاف تقرری ہوئی تو قواعد کی خلاف ورزی کرنے والے افسروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مال، لیکن میں کوئی چیز چھپانا نہیں چاہتا۔ میں نے پہلے کہا ہے۔ حالانکہ وہ disable میں آتے تھے۔ شاید ان کو پتا نہیں۔ لیکن وہ آرڈر کر کے مجھے خود افسوس ہوا ہے۔ کیونکہ irregularity ضرور ہوئی تھی کہ advertise نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں ایک ایسا بندہ' جب ہماری قومی کرکٹ ٹیم انڈیا گئی تھی اس کا ممبر ہے۔ حالانکہ اس کو بھی برطرف کر کے مجھے افسوس ہوا۔ لیکن میں نے سوچا کہ جو اصول ہے جو قانون ہے اس کی irregularity ہے اس کو بھی نکالا گیا۔ ظاہر ہے یہ irregularity ہوئی ہے۔ باقی اگر یہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ irregularity کی ہے' ہم قانون کے مطابق اس کے خلاف move کر سکتے ہیں۔ لیکن irregularity یہ ہوئی تھی کہ advertise نہیں کیا گیا تھا۔ اس لیے ان کو نکالا گیا۔

جناب سپیکر، جی' حاجی صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جنھوں نے یہ خلاف ورزی کی ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟ جن افسروں نے یہ اشتہار نہیں دیا اور انہیں ملازم رکھ لیا گیا اور اس کے بعد انہیں نکال دیا گیا تو ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ عام طور پر اگر ہم اس کی باریکی میں نہ جائیں تو' پہلے disable کا ایک فی صد تھا اب دو فی صد کوٹہ کر دیا گیا ہے۔ disable میں تو وہ آتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود تفصیل میں جب ہم گئے تو اس میں یہ پتا چلا کہ advertise نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ رولز کے مطابق ہم نے ان کو تو نکال دیا ہے۔ اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں اگر قانون کہتا ہے تو ہم ضرور ان کے خلاف جو بھی کارروائی ہو سکتی ہے وہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! ویسے ایک چیز ہے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن انسانی ہمدردی کے طور پر جو معذور افراد ہیں جس طرح انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس دفتر کی خدمت کی ہے۔ انسانی ہمدردی کے طور پر تو یہ بات ٹھیک بنتی ہے۔ لیکن رولز follow نہیں کیے گئے لیکن ان کا نوٹس لے کر ان کو فارغ کیا گیا ہے تاکہ رولز اور پروسیجر کو اختیار کرنے کے بعد ہی ان کو رکھا جائے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں تو یہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس وقت رولز کو follow نہیں کیا۔ ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟ یہی سوال ہے ناں!

حاجی مقصود احمد بٹ: جی ہاں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے وہی کہا ہے کہ جو رولز کہتے ہیں اس کے مطابق ہم قانونی کارروائی کریں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن معذور لوگوں کو نکال دیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف ان کو دوبارہ ملازمت دینے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مال: جناب والا! میں اپنے فاضل ممبر کو یہ کہوں گا کہ جو رولز کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بھی پتا تھا کہ کن لوگوں کو رکھا گیا ہے؛ ایک تو وہ نابینا تھا اور دوسرے وہ دونوں بازوؤں سے معذور بھی تھا۔ جناب سپیکر! جب میرے نوٹس میں آنا تھا اسی وقت میں نے کارروائی کرنی تھی۔ اگر ان کو پتا تھا تو سوال ہی نہ کرتے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ ٹھیک ہے۔ سوال کرنے کا یہی فائدہ ہوتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2128 ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے یہ کافی تفصیل سے جواب ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال میں بھرتی کی تفصیل

*2128 حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک بورڈ آف ریونیو پنجاب' لاہور میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام تعلیمی قابلیت' عہدہ' گریڈ اور مستقل پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ پر بھرتی کردہ افراد کا میرٹ کس طریقہ کار کے مطابق اور کن کن افراد کی زیر نگرانی بنایا گیا تھا۔ ان کے نام' عہدے اور گریڈ مع میرٹ لسٹ بھی فراہم کی جائے۔

(ج) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام اور دیگر تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے۔ نیز ان کو بغیر میرٹ کے بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ کتنے افراد کو سفارش پر کس کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے۔ جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام اور تعلیمی قابلیت' عہدے' گریڈ اور رولز جن میں نرمی کی گئی' اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران دفتر بورڈ آف ریونیو پنجاب میں کل 6 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ جس کی تفصیل منسلک فہرست میں دی گئی ہے۔

(ب) یہ افراد سول سرونٹس رولز 1974ء کے قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیے گئے ہیں۔ مذکورہ افراد کے والد بورڈ آف ریونیو میں ملازم تھے اور وہ دوران ملازمت وفات پا گئے تھے۔ رولز 17-A کے تحت ان کے ایک بچے کو ملازمت دی گئی۔ جس کے لیے میرٹ لسٹ بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کی اہلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو سکیل ایک تا پانچ تک کی ملازمت دی جا سکتی ہے۔

(ج) اس کی وضاحت جز (الف) بالا میں کر دی گئی ہے اورکسی اہل کار کو بغیر میرٹ یا رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

جھنڈی (الف)

بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور میں سال 1996ء سے آج تک مندرجہ ذیل افراد کو رولز 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت	عہدہ	گریڈ	مستقل پتہ	تقرری / قوانین
1۔	رانا محمد عمران رفیق ولد رانا محمد رفیق	میٹرک	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 498 محلہ جانی پورہ چوک شیر شاہ روڈ' نزد سنگھ پورہ باغبانپورہ لاہور	کیونکہ اس کے والد رانا محمد رفیق دفتر میں بطور اسسٹنٹ کام کرتے تھے اور دوران ملازمت فوت ہو گئے تھے۔ لہذا ان کے بیٹے رانا محمد عمران رفیق کو بطور جونیئر کلرک پنجاب سول سروسز رولز 1974ء قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔
2۔	مسمی عمران نذیر ولد محمد نواز	ایف۔اے	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	احمد گل' پی۔او لاعلی سٹیل مل ریلوے اسٹیشن کالا شاہ کاکو تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ	اس کے والد مسمی محمد نواز دفتر میں بطور جونیئر کلرک کام کرتے تھے اور دوران ملازمت فوت ہوئے' لہذا ان کے بیٹے مسمی عمران نواز کو بطور جونیئر کلرک پنجاب سول سروسز رولز 1974ء کے قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔
3۔	مسماۃ طیبہ بتول دختر محمد ابراہیم	میٹرک	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	سٹریٹ نمبر 9 مکان نمبر 22 حویلی کمبواں لاہور	ان کے والد محمد ابراہیم دفتر میں بطور نائب قاصد کام کرتے تھے اور دوران ملازمت فوت ہوئے' لہذا ان کی بیٹی مسماۃ طیبہ بتول کو بطور جونیئر کلرک پنجاب سول سروسز رولز

						1974ء کے قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔
4۔	ملک سرور عباس ولد عبدالرشید	میٹرک	نائب قاصد	1	R/155 ایکسٹینشن ماڈل ٹاؤن' لاہور	اس کے والد مسمی عبدالرشید دفتر میں بطور نائب قاصد کام کرتے تھے اور دوران ملازمت (Invalid) ہونے کی وجہ سے ریٹائرڈ ہوئے اور ان کے بیٹے مسمی سرور عباس کو بطور نائب قاصد پنجاب سول سروسز رولز 1974ء کے قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔
5۔	مسمی نعیم احمد کمال دین	میٹرک	۔ایضاً۔	1	مکان نمبر 66/C قاضی سٹریٹ یونین پارک سمن آباد' لاہور	اس کے والد مسمی کمال دین دفتر میں بطور نائب قاصد کام کرتے تھے اور دوران ملازمت فوت ہوئے۔ لہذا ان کے بیٹے مسمی نعیم احمد کو بطور نائب قاصد پنجاب سول سروسز رولز 1974ء کے قاعدہ نمبر 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔
6۔	مسمی ندیم عباس ولد اللہ رکھا	ایف۔اے	۔ایضاً۔	1	مکان نمبر KA/62 شبیر کالونی غازی روڈ لاہور	اس کے والد مسمی اللہ رکھا دفتر میں بطور نائب قاصد کام کرتے تھے اور دوران ملازمت فوت ہوئے۔ لہذا ان کے بیٹے مسمی ندیم عباس کو بطور نائب قاصد

سول سروسز رولز 1974ء
کے قاعدہ نمبر 17-A کے
تحت بھرتی کیا گیا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس میں کا آپ کوئی ضمنی سوال ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، اس میں بھی ایک ہی آدمی تھا جو کہ معذور تھا۔ اگر وزیر موصوف اسے دوبارہ نوکری دے دیں تو میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ میں کوئی ضمنی سوال نہیں کروں گا۔

وزیر مال، جناب والا! حاجی صاحب! ضمنی سوالات چاہے کتنے کریں لیکن میں رولز کی violation نہیں کر سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا!

جناب سپیکر، جی منیس صاحب! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آج معزز وزیر مال صاحب نے بہت ہی اچھی بات کہی ہے کہ جو غلطیاں تھیں ان کو انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ان کے محکمے سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ وزیر صاحب اپنے آپ کو غلط تسلیم کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو سراہنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ جو اکیس سال پرانی درخواست دی ہوئی ہے۔ جناب والا! اس طرح یہاں ایک پنڈورا بکس کھل جائے گا اور جتنے لوگ بھی وفات پا چکے ہیں ان کی اولادیں ابھی جوان ہوئی ہیں اور ابھی eligible ہوئی ہیں تو وہ سارے ابھی درخواستیں دے دیں گے۔ اور پھر یہ گورنمنٹ کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ اور میری سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آئی کہ جو اکیس سال پہلے فوت ہوئے تھے کیا انہوں نے کئی سال سے وہ سیٹ خالی رکھی ہوئی تھی۔ کہ وہ جوان ہو جائے اور تب وہ اس کو بھرتی کریں گے؟ اس طرح تو ایک پنڈورا بکس کھل جائے گا اور ایسی بہت ساری درخواستیں آئیں گی۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی' وزیر مال صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر مال، میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت نے جو اچھے اقدامات کیے ہیں یہ ان کی تو تعریف نہیں کرتے یہ کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے کہ موجودہ حکومت نے میرٹ کی پالیسی

کو اپنایا ہے۔ اور یہ 1990ء میں بھی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا تھا کہ انہوں نے جتنے کوٹے تھے چاہے وہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے کوٹے تھے، گورنر کا کوٹہ تھا، وزیراعلیٰ کا کوٹہ تھا ان تمام کوٹوں کو ختم کر کے میرٹ کی پالیسی کو اپنایا اور آج بھی چاہے نوکریاں ہیں چاہے کنسٹیبل کی بھرتیاں ہیں چاہے کسی کالج میں داخلہ ہے ان سب میں حکومت نے میرٹ اور رولز کو اپنایا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال سید ذی شان الٰہی کا ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2248 ہے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر مال!

وزیر مال، جناب والا! اس کا جواب نہیں آیا کیونکہ اس میں کچھ مشکلات تھیں۔ ان کی تاخیر کی وجہ میں بتا دوں گا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ یکم جنوری 1993 تا 1999 کورٹ سے ڈگریوں کے بارے میں سوال ہے۔ فیصل آباد میں تیس کورٹس ہیں جہاں سے معلومات اکٹھی کرنی ہیں، جہاں سے معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں کیونکہ یہ کورٹ کا معاملہ ہے، اس لیے یہ شامل نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر، کیا اس کو پینڈنگ کر لیں؟

وزیر مال، جی، جناب اس کو پینڈنگ کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس سوال کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 2590 ہے۔

جناب سپیکر، جی وزیر مال صاحب!

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نائب تحصیل دار کا ضلع بھکر میں عرصہ تعیناتی

*2590۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) نائب تحصیلدار مسٹر محمد حسین چونڈی تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں کتنے عرصہ سے تعینات ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ملازم کے عرصہ تعیناتی کے دوران کیا کوئی رقبہ اس کے بیٹے کے نام انتقال ہوا ہے۔ اگر ہوا ہے تو کتنا رقبہ ہوا ہے۔

(ج) کیا اس تحصیل میں اس نائب تحصیلدار نے کوئی ایسا انتقال پاس کیا ہے جو دوسرے نائب تحصیل دار کے حلقہ کا انتقال تھا جو صرف ایک دن کی چھٹی پر تھا اگر ایسا انتقال ہوا ہے تو وہ کتنے رقبے کا ہے اور کس کے نام انتقال ہوا اور آیا وہ قانون کے مطابق ہے کیونکہ جب بھی کوئی انتقال پاس ہوتا ہے تو اس کے لیے منادی کا وقت دیا جاتا ہے جو قانونی طور پر ضروری ہوتا ہے۔ جس کی متعلقہ قانون میں وضاحت بھی ہے۔

(د) اگر یہ انتقال درج ہوا ہے تو ایک دن میں یہ ساری کارروائی کس قانون کے تحت عمل میں لائی گئی۔

(ہ) جو رقبہ کلیموں اور دوسری مدوں میں الاٹ کیا گیا آیا یہ رقبہ ان ہی کلیموں اور مدوں کا تھا یا کسی اور مد کا الاٹ کیا گیا۔ آیا یہ قانون کے تحت صحیح ہے۔ اگر نہیں تو کیوں الاٹ کیا گیا؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) نائب تحصیل دار محمد حسین کا تحصیل منکیرہ میں عرصہ تعیناتی 19-7-97 تا 19-2-99 ایک سال سات ماہ ہے۔

(ب) محمد رمضان نامی شخص کو سکیم 1979ء کے تحت 100 کنال اراضی الاٹ ہوئی جو بعد ازاں بحق ظل حسنین منتقل ہوئی۔ جس کا انتقال ملکیت نمبری 417 رکھ ماہی دوران تعیناتی محمد حسین، مورخہ 31-8-98 متعلقہ ریونیو افسر نے منظور کیا۔ ظل حسنین پسر حقیقی محمد حسین ہے۔

(ج) درست ہے کہ امان اللہ جوئیہ نائب تحصیل دار مورخہ 30-5-98 کو رخصت پر تھا اور اس

روز اس کے حلقہ میں موضع ڈھیکلہ کا انتقال نمبر 2786 بحق مسمات ریشمی، محمد حسین نائب تحصیل دار نے تصدیق کیا اس انتقال کے تحت 1624 کنال رقبہ از قسم صوبائی حکومت متروکہ زیر ریگولیشن 89 بحوالہ ڈگری عدالت دیوانی منتقل ہوا۔ اپنے حلقہ سے باہر وہ انتقال تصدیق نہ کر سکتا تھا۔

(د) انتقال مذکورہ مورخہ 26-5-98 کو درج ہوا اور چار روز بعد 30-5-98 کو منظور ہوا۔ قانون کے مطابق بلا اجازت ضلعی کلکٹر کوئی ریونیو افسر دوسرے حلقہ کا انتقال نہ کر سکتا ہے۔

(ہ) کلیموں کے تحت منتقل ہونے والا رقبہ صوبائی حکومت متروکہ زیر ریگولیشن 89 تھا اور اس طرح یہ دوسری مد کا تھا اور اس سکیم کے تحت الاٹ منتقل نہ ہو سکتا تھا۔

موجودہ ڈپٹی کمشنر نے چارج سنبھالتے ہی وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی حکم پر انکوائری کروائی ہے۔جس میں ثابت ہوا ہے کہ متذکرہ بالا انتقالات غیر قانونی اور مبنی بر بدنیتی تھے۔ چنانچہ تمام ایسے انتقالات نظرثانی کے بعد خارج کر دیے گئے ہیں اور وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے مطابق انٹی کرپشن میں مقدمات درج کرا دیے گئے ہیں۔ جبکہ متعلقہ عملہ گرفتار ہو چکا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: میرا ایک ضمنی سوال ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ محمد حسین نائب تحصیل دار نے اپنے عرصہ تعیناتی میں سو کنال اپنے بیٹے کے نام ٹرانسفر کی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قوانین کے مطابق سرکاری ملازم جو بھی پراپرٹی خریدتا ہے تو وہ اس کی حکومت سے منظوری لیتا ہے۔ کیا اس نے اپنے بیٹے جو کہ dependent ہے اس کے لیے سو کنال خریدنے کی حکومت سے اجازت لی؟

جناب سپیکر: جی وزیر مال صاحب!

وزیر مال: جناب سپیکر! اگر یہ تمام جواب پڑھ لیں تو اس میں ایک چیز واضح ہے کہ irregularities commit ہوئیں غیر قانونی mutation ہوئی اور اس نائب تحصیلدار کا جو طریق کار تھا وہ قانون کی زد میں آتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کی گئی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو اس نے کلیموں کے غلط انتقالات درج کیے ہیں اس کے خلاف انہوں نے کارروائی کی ہے۔ اس کے بیٹے کے خلاف

انہوں نےکوئی کارروائی نہیں کی کہ جس کے نام سو کنال کا انتقال ہوا۔

جناب سپیکر۔ وزیر صاحب! کیا اس سیکشن میں وہ بھی شامل ہے۔

وزیر مال، نہیں جناب والا! بیٹے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

جناب سپیکر، اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ اگر اس نے یہ پراپرٹی لینی تھی تو کیا اس نے محکمے سے این او سی لیا تھا یا نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! سرکاری طور پر یہ رولز میں ہے کہ جو بھی سرکاری ملازم پراپرٹی بنائے گا وہ این او سی لے گا۔

جناب سپیکر، کیا اس نے این او سی لیا ہے یا نہیں؟

وزیر مال، نہیں لیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب کوئی سرکاری ملازم پراپرٹی بناتا ہے تو یہ ایک قانون ہے کہ وہ اپنی بیوی کے نام بنائے ' اپنے بیٹے کے نام جو dependent ہے ' بنائے تو وہ اپنے محکمے سے اجازت لے گا۔ اور اپنی آمدن بھی بتائے گا کہ یہ آمدن یا رقم میرے رقبے سے آئی ہے۔ تو یہ جو کارروائی ہوئی ہے منسٹر صاحب نے بڑی محنت کر کے کارروائی کی ہے ۔ اس رول کے ساتھ اس کے خلاف ایکشن نہیں ہوا۔ آیا یہ اس کے خلاف اس رول کے ساتھ ایکشن لینے کو تیار ہیں؟

جناب سپیکر، جی وزیر مال صاحب!

وزیر مال، جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں عرض کر رہا ہوں کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے اور جو چیز بھی ہمارے نوٹس میں آئے گی ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ کیونکہ موجودہ حکومت اس معاملے میں بڑی دل چسپی لے رہی ہے۔ اس حوالے سے ہم نے ابھی قوانین میں تبدیلی بھی کی ہے۔ کہ جس کی تنخواہ سے زیادہ اس کی پراپرٹی ہو گی اس کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔ اور اس بندے کو ہم نے معطل کروایا ہے اینٹی کرپشن میں اس کے خلاف پرچے درج کروائے ہیں اسے گرفتار کروایا ہے۔ اور ان کی زمینیں جو ٹرانسفر ہوئی تھیں وہ ہم نے منسوخ بھی کی ہیں۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے خلاف ایک اور چارج اس میں شامل کر لیں ۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

جناب سید اکبر خان: جناب والا! میرے سوال کا نمبر 2591 ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر منکیرہ کے رشتہ داروں کے نام انتقال رقبہ کی تفصیل

*2591۔ **جناب سید اکبر خان،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اسسٹنٹ کمشنر منکیرہ مسٹر راؤ طارق جو اس وقت منکیرہ میں تعینات ہے اس کے عرصہ تعیناتی میں کلیموں اور دوسری مدوں میں کل کتنا رقبہ الاٹ کیا گیا اور ان کلیموں میں کل کتنے انتقال پاس ہو چکے ہیں اور مذکورہ اسسٹنٹ کمشنر کا ان کلیموں میں کتنے فی صد حصہ ہے۔

(ب) تحصیل منکیرہ کے چک نمبر ML/214 کے رہائشی راؤ زاہد حمید جو اسسٹنٹ کمشنر مذکورہ کا قریبی عزیز ہے۔ ان کلیموں میں سے جو رقبہ اس کے نام انتقال ہوا اس کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے۔

(ج) جو رقبہ کلیموں اور دوسری مدوں میں الاٹ کیا گیا آیا یہ رقبہ ان ہی کلیموں اور مدوں کا تھا یا کسی اور مد کا الاٹ کیا گیا۔ آیا یہ قانون کے تحت صحیح ہے اگر نہیں تو کیوں الاٹ کیا گیا؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) طارق احمد راؤ اسسٹنٹ کمشنر منکیرہ کی تعیناتی کے دوران کلیموں اور دوسری مدوں میں مندرجہ ذیل رقبہ الاٹ ہوا اور انتقالات منظور ہوئے جو کہ اب منسوخ ہو چکے ہیں۔

1۔ انتقال نمبر 2844 میں رقبہ 5290 کنال ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) موضع ڈھنگانہ میں الاٹ ہوا۔

2۔ انتقال نمبر 2786 میں رقبہ 1624 کنال ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) الاٹ ہوا۔

3۔ انتقال نمبر 1343 کے تحت رقبہ تعدادی 3591 کنال ملکیتی صوبائی حکومت موضع ماہنی میں الاٹ ہوا۔

4۔ انتقال نمبر 1841 میں رقبہ 440 کنال ملکیتی اشرم ہری مندر سنسکرت موضع منکیرہ میں الاٹ ہوا۔

5۔ انتقال نمبر 1771 ملکیتی وفاقی حکومت انتقال نمبر 1772 ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) انتقال نمبر 1919 ملکیتی صوبائی حکومت انتقال 2273 ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) انتقال نمبر 2561 ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) میں کل رقبہ 6401-05 کنال موضع منکیرہ اور

پتی بلندہ میں الاٹ ہوا۔ اس طرح کل رقبہ 14664-05 کنال الاٹ ہوا۔
(ADJUSTMENT-TDA) تحت مثل نمبر 21 کے مطابق اس نے خود 180-0 کنال رقبہ الاٹ کیا۔ ان الاٹمنٹوں میں اس کے کسی حصہ کے شواہد نہ ہیں۔

(ب) ڈپٹی کمشنر بھکر سے اس سلسلے میں رپورٹ طلب کی گئی تھی مذکورہ رپورٹ کے مطابق ان کی راؤ زاہد حمید سے کوئی رشتہ داری ثابت نہ ہوئی ہے۔ راؤ زاہد حمید کو انتقال نمبر 1920 کی رو سے الاٹ شدہ رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت میں سے 100-0 کنال رقبہ بطور ہبہ منتقل ہوا۔

(ج) رقبہ کلیموں کے علاوہ دوسری مدوں کا بھی الاٹ کیا گیا تھا' جس میں سیٹلمنٹ کلیم پر ٹی۔ ڈی۔اے کا رقبہ الاٹ ہوا اور اس طرح ٹی۔ڈی۔اے کلیم پر سیٹلمنٹ کا رقبہ الاٹ ہوا جس کے انتقالات منسوخ ہو چکے ہیں اور متعلقہ عملے کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں پرچہ رجسٹر ہو چکا ہے اور ان کے خلاف حسب ضابطہ انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے کیونکہ کافی تفصیل سے اس کا جواب آ گیا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی اسے سی کی تعیناتی کے دوران تقریباً تقریباً 14664 کنال بوگس کلیموں میں الاٹ کی گئی۔ پٹواری اور تحصیلداروں کے خلاف تو کچھ ایکشن ہوا۔ لیکن اس اسسٹنٹ کمشنر جو ساری باتوں کا ذمہ دار ہے کہ جو بھی وہاں غلط کاری ہو گی جو اسسٹنٹ کمشنر ہو گا وہ ذمہ دار ہو گا کیا اس کے خلاف کوئی ایکشن ہوا؟

جناب سپیکر: جی' منسٹر صاحب!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ میرے فاضل دوست بھی جانتے ہیں کہ بڑی detailed انکوائری ہوئی۔ بورڈ آف ریونیو سے ٹیم بھی گئی اور ہم نے پچاس ہزار کنال جو غیر قانونی الاٹمنٹ تھی اس کو منسوخ کیا۔ جو لوگ guilty تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی۔ مقدمات درج ہوئے اور بعض جگہ یہ ٹھیک ہے کہ وہاں irregularities ہوئیں۔ اس وجہ سے اُس اے۔ سی کو وہاں سے تبدیل کیا گیا اور آج کل بھی وہ او۔ ایس۔ ڈی بنا ہوا ہے۔ لیکن میں نے پھر دوبارہ بھی کہا ہے کیونکہ بعض جگہ پر یہ ہوا کہ تحصیل دار نے اپنے طور پر کر دیا اس لیے تحصیل دار کے خلاف ہو گیا۔ کسی کے sign کے بغیر ہو گیا' ظاہر ہے کہ اس کے خلاف تو ہم کارروائی نہیں کر سکتے۔ جس کے sign ہی نہ ہوں' جس

سے کوئی ایسا evidence ہی نہ ملے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے دوبارہ re-verification کے آرڈر کیے ہیں۔ تمام claims اور تمام الاٹمنٹ کو ہم verify کر رہے ہیں اور جو جو لوگ اگر اس وقت کسی وجہ سے بچ گئے ہیں اور وہ اس میں نہیں آسکے اور وہ guilty تھے تو ان کے خلاف بھی ہم کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر، ایکشن ہو رہا ہے۔ جی، ضمنی سوال۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کافی کوشش کی ہے اور اس پر بڑی محنت کی ہے۔ یہ انتقال نمبر 2844 ہے۔ اس کا رقبہ 5,290 کنال ہے اور ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ) موضوع ڈھنگانہ ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو انتقال خارج ہوا تھا، کیا یہ دوبارہ بحال ہو گیا ہے؟

وزیر مال، اس کا نمبر ذرا دوبارہ دہرا دیں۔ کون سا نمبر ہے؟

جناب سپیکر، نمبر دہرا دیں۔

جناب سعید اکبر خان، انتقال نمبر 2844 ہے۔

وزیر مال، اس میں معاملہ یہ ہے کہ ویسے تو overall اگر میں اس کا جواب نہ دینا چاہتا تو میں یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ sub judice ہے کیونکہ تمام نے اپیلیں کی ہوئی ہیں اور ہائی کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ یہ تمام معاملات جو ہم نے کینسل کیے ہیں وہ ہائی کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ یہ سارے ہائی کورٹ میں چلے گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ جو انتقال نمبر 2844 ہے۔ یہ ہائی کورٹ سے dispose of ہو چکا ہے۔ ہائی کورٹ نے یہ direction دی تھی کہ ان آدمیوں کو آپ سماعت کر لیں اور اس کے بعد اگر دیکھیں، اگر سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہے تو پھر ان کو accommodate کریں۔ یہ dispose of ہو چکا ہے اور ہائی کورٹ کے آرڈروں میں صرف اتنا تھا کہ ان کو بھی سن لیں۔ انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں نوٹس نہیں دیا گیا۔ ہمیں سماعت نہیں کیا گیا۔ تو اسی direction پر نائب تحصیل دار، اے۔ سی اور ڈپٹی کمشنر نے اس انتقال کو ہی بحال کر دیا۔ جس کا claim ہی بنیادی طور پر بوگس ہے اور رقبہ 5 ہزار کنال ہے۔ یہ سرکاری اراضی ہے جس کو

حکومت چاہتی ہے کہ ہم اس کو landless میں تقسیم کریں گے۔ اسی پالیسی کو ختم کرنے کے لیے یہ اس طریقے سے رشوتیں لے کر یا اس میں حصہ ڈال کر اس طرح کے claim کیے گئے ہیں اور بورڈ آف ریونیو نے اور منسٹر نے ہفتہ لگایا اور ان تمام انتقالات کی جانچ پڑتال کی۔ پھر اس کے بعد ان تمام انتقالات کو بورڈ آف ریونیو کی direction پر خارج کیا۔ پھر ایک ہی قلم سے نائب تحصیل دار کو specially وہاں appoint کیا گیا' وہاں سے پٹواری کو ٹرانسفر کر کے وہاں پٹواری لگایا گیا اور پھر یہ انتقال بحال کیا۔ تو اس میں جتنی محنت تھی اور جتنے بوگس claim تھے ان تمام کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے یہ انتقال بحال کر دیا گیا۔ باقی انتقال بحال نہیں ہوئے۔ کیا منسٹر صاحب اس معاملے میں دوبارہ inquiry کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب!

وزیر مال، جناب والا! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ یہ process رو کا نہیں ہے۔ verification ہو رہی ہے اور میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی جو غلط کام ہے اس کو ہم spare نہیں کریں گے۔ نہ اس آدمی کو کریں گے اور اگر کوئی ایسا ہوا تو اس کو بھی ہم ان شاء اللہ خارج کریں گے۔ ظاہر ہے کہ وقتی طور پر وہ کورٹ میں گئے ہوئے ہیں اور ان کو کچھ remedy ملی ہے۔ لیکن میں اپنے فاضل بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی بھی آدمی ہو گا تو اس کو ہم spare نہیں کریں گے۔ میں خود اس کی نگرانی کر رہا ہوں اور ان شاء اللہ اس کو خارج کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب! اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

وزیر مال، یہ کافی لمبا ہے۔ انھوں نے سوال تو پورے ضلع کا کیا ہے۔ اس وجہ سے اس کو اگر pend کر لیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ حاجی صاحب! اس کو pending کر لیتے ہیں۔

حاجی امداد حسین، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 2638

ضلع لاہور میں پٹوار سرکل کی تفصیل

*2638۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے پٹوار سرکل ہیں۔ ان میں کتنے پٹواری' گرداور اور قانون گو ہیں۔

(ب) ہر پٹوار خانہ میں کتنی کتنی مدت سے پٹواری تعینات ہیں۔ ان کے نام موجودہ تعیناتی' عرصہ تعینات جو پٹواری' قانو نگو' گرداور تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں' ان کے نام' تبدیل نہ ہونے کی وجوہات اور آئندہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔ اس وقت ضلع لاہور میں پٹواری' قانون گو' گرداور کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں کب پُر کی جائیں گی؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں 134 پٹوار حلقہ جات ہیں۔ ان حلقہ جات میں 162 پٹواری اور 12 گرداور / قانون گو تعینات ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں جملہ پٹواریاں اور فیلڈ قانونگو / گرداور اپنے اپنے حلقہ جات میں تقریباً عرصہ ایک سال سے زائد تعینات نہ ہیں۔ (جھنڈی "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

صرف تین پٹواری بطور N.O.K نائب دفتر قانونگو تعینات ہیں۔ جن کی خواہش ہے کہ وہ فیلڈ میں تعیناتی نہ چاہتے ہیں۔ جن کے نام فہرست کے نمبر شمار 63-64 اور 90 پر درج ہیں۔ اس وقت ضلع لاہور میں آٹھ (8) پٹواری اور چار (4) گرداور / قانونگو کی اسامیوں خالی ہیں۔ حکومت پنجاب کی جانب سے تعیناتی پر پابندی ختم ہونے پر مجوزہ پالیسی کے مطابق پٹواریان کی تعیناتی کر دی جائے گی۔ جہاں تک گرداور / قانونگو کی اسامیاں کا تعلق ہے' یہ پروموشن کوٹہ کی اسامیوں ہیں' جو عنقریب سنیارٹی کے مطابق پٹواریوں کو ترقی دے کر پُر کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پٹواری اور گرداور کی کتنی اسامیاں خالی

ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ 8 پٹواری اور 4 گرداور کی اسامیاں خالی ہیں اور قانونگو کی جو اسامیاں ہیں' یہ پروموشن کوٹہ ہے۔ انھوں نے یہ لکھا ہے کہ "جو عنقریب سنیارٹی کے مطابق پٹواریوں کو ترقی دے کر پُر کر دی جائیں گی"۔ تو یہ عنقریب سے کیا مراد ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب وہ requirement ہوتی ہے تو اس کے مطابق ہی ڈی۔ پی۔ سی ہوتی ہے۔ تمام ڈیپارٹمنٹ میں اسی طرح ہوتا ہے۔ چاہے پٹواری سے گرداور بننا ہے اور گرداور سے نائب تحصیل دار یا تحصیل دار بننا ہے۔ جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو جتنی خالی اسامیاں ہوتی ہیں ان کے مطابق ہی یہ کیا جاتا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ "عنقریب سنیارٹی کے مطابق ترقی دی جائے گی"۔ تو عنقریب کی کوئی میعاد نہیں ہے؟

وزیر مال، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس میں کوئی ہے نہیں۔ اس میں اگر ضرورت ہو گی تو اس کے مطابق ہم ڈی۔ پی۔ سی جلد کروا دیتے ہیں۔

حاجی امداد حسین، شکریہ' جی۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال ہے ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب!

ضلع خانیوال میں غیر قانونی اراضی کی الاٹمنٹ کرنے والے اہل کاران کے خلاف کارروائی

*2925۔ **ڈاکٹر سید خاور علی شاہ،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنی زرعی اور رہائشی سرکاری اراضی کن کن افراد کو کس کس سکیم کے تحت کس کس آفیسر نے الاٹ کی ہے۔

(ب) کیا اس اراضی کی الاٹمنٹ سے قبل اس کی الاٹمنٹ کے لیے اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کے نام کیا کیا ہیں۔

(ج) کیا جز(الف) میں الاٹ کردہ اراضی قواعد و ضوابط کے تحت الاٹ کی گئی ہے' اگر نہیں تو جتنی اراضی جن جن افراد کو قواعد و ضوابط کے برعکس الاٹ کی گئی ہے' ان کے اور الاٹ کرنے والے افسران کے نام کیا ہیں۔ نیز حکومت غیر قانونی اراضی کی الاٹمنٹ کی منسوخی کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) سال 1993ء تا حال ضلع خانیوال میں کل زرعی اراضی 7747 ایکڑ 6 کنال 12 مرلہ مندرجہ ذیل سکیم ہائے کے تحت الاٹ کی گئی،

سکیم	تعداد الاٹیاں	ایم	کے	ایسے
		رقبہ الاٹ شدہ		
1۔ عارضی کاشت سکیم	685	19	2	6799
2۔ اسلام آباد سکیم	14	13	1	174
3۔ آرمی ویلفیئر سکیم	21	00	2	774
	720	12	6	7747

عرصہ متذکرہ کے دوران کل رہائشی سرکاری اراضی 52 ایکڑ 3 کنال 13 مرلہ 762 افراد کو بصیغہ خوش خرید و کرایہ داری الاٹ کی گئی ہے۔ الاٹیاں کے نام کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مذکورہ بالا سکیم ہائے میں عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹمنٹ اسسٹنٹ کمشنر متعلقہ بذریعہ نیلامی الاٹ کرتا ہے' جبکہ باقی سکیم ہائے کے تحت الاٹمنٹ ضلع کلکٹر اور کالونی اسسٹنٹ ضلع کرتے ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا زرعی اراضی عارضی کاشت سکیم' اسلام آباد سکیم اور آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت الاٹ کی گئی جبکہ رہائشی احاطہ جات بصیغہ خوش خرید اور کرایہ داری الاٹ کیے گئے۔ ان تمام سکیم ہائے میں اخبار اشتہار دینے کی کوئی پابندی نہ ہے۔ صرف عارضی کاشت سکیم کے تحت تشہیر کرنے کی پابندی ہے' جو کہ روایتی طریقوں سے مشتری منادی اور مساجد میں اعلانات کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا الاٹمنٹ ہائے کے لیے کوئی اخباری اشتہار نہ دیا گیا۔

(ج) مذکورہ بالا اراضی قواعد و ضوابط کے تحت الاٹ کی گئی ہے۔ لہذا کسی الاٹمنٹ کی منسوخی کی کارروائی کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی' ڈاکٹر صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 93ء سے 99ء تک کوئی ایسا عرصہ

نہیں تھا کہ جس میں میاں چنوں تحصیل کی الاٹمنٹ بند ہوئی ہو۔ کیونکہ ویسے تو باقی جگہوں پر کہا جاتا تھا کہ الاٹمنٹ پر ban ہے۔ 1993ء سے 1999ء تک الاٹمنٹ پر کوئی ban رہا ہے؟

وزیر مال: اب پتا نہیں الاٹمنٹس کی کئی سکیمیں ہوتی ہیں۔ آپ کس سکیم کے تحت کہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: آپ کی عارضی الاٹمنٹ کی ایک سکیم ہے۔ ایک سکیم دو سالہ' پانچ سالہ ہے۔ ایک سکیم آپ کے کھاتہ جات کی ہے۔ اس ساری سکیم کو میں نے study کیا ہے اس میں 90 فیصد الاٹمنٹ تحصیل چنوں کی ہے۔ حالانکہ ضلع خانیوال میں کبیر والہ' جہانیاں اور خانیوال تین تحصیلیں ہیں ان کی تو الاٹمنٹ ہوئی نہیں۔ 99 فی صد جو الاٹمنٹ ہوئی ہے' چاہے وہ احاطوں کی ہوئی ہے' چاہے رقبے کی ہوئی ہے' یہ چنوں تحصیل میں ہوئی ہے۔ تو باقی تحصیلوں میں کیا اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہاں پر رقبہ نہیں تھا یا کوئی ban تھا؟

جناب سپیکر: جی' منسٹر صاحب!

وزیر مال: اس میں یہ ہے کہ ایک تو پرانی جو سکیمیں تھیں وہ تو already چل رہی تھیں۔ نئی کوئی ایسی سکیم نہیں۔ اس میں ایک سالہ سکیم ہے جو عارضی کاشت پر ہم دیتے ہیں اور وہ ہر جگہ ہوتی ہے۔ جہاں رقبہ بھی مہیا ہو یا وہاں گاؤں کے لوگ چاہیں۔ اس کا ایک criteria ہے۔ اس کے علاوہ پابندی کبھی بھی نہیں رہی۔ میں وہی کہہ رہا ہوں کہ یہ regular schemes ہوتی ہیں۔ پابندی تو کبھی بھی کسی جگہ بھی نہیں رہی یا جیسے کوئی آرمی ویلفیئر کے لیے اگر ان کی کوئی ڈیمانڈ آتی ہے تو ہم ان کو جو available زمین ہوتی ہے وہ کرتے ہیں یا جیسے میں نے کہا کہ عارضی کاشت۔ تو یہ تو ہمیشہ ہی ہوتی ہے اور اس کا ایک طریقہ کار ہے کہ اوپن آکشن ہوتی ہے۔ وہاں پر جو highest bidder ہوتا ہے اس کو ہم دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میرا بھی یہی ضمنی سوال تھا کہ کیا صرف تحصیل میاں چنوں میں رقبہ ہے' باقی کسی تحصیل میں نہیں۔ یہ جو پورے ضلع کی الاٹمنٹ ہے اس میں 99 فی صد الاٹمنٹ جس سکیم کے تحت بھی ہوئی ہے وہ صرف میاں چنوں میں ہی ہوئی ہے۔

وزیر مال: آپ کس تحصیل میں کروانا چاہتے ہیں؟ آپ بتا دیں ہم وہاں بھی کروا دیتے ہیں۔

(قہقہے)

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: نہیں، میں تو نہیں کروانا چاہتا۔ میں صرف یہ سوال کر رہا ہوں کہ کیا یہ الاٹمنٹ صرف تحصیل چنوں کے لیے تھی؟ اور اس میں عارضی سکیم کے تحت انھوں نے جو الاٹ کیا ہے وہ کسی جگہ پر ایک ایکڑ الاٹ کیا ہے۔ اس کا criteria کیا تھا اور کیا یہ ایک ایکڑ جو عارضی سکیم کے تحت الاٹ کیا جاتا ہے اس کو قواعد کے مطابق کہا جائے گا؟ جب کہ کم از کم پانچ ایکڑ یا دس ایکڑ ہونا چاہیے۔ انھوں نے ایک چک میں ایک ایکڑ عارضی سکیم کے تحت الاٹ کیا ہے اور کہا ہے کہ مشتری منادی کی گئی ہے۔ ایک ایکڑ کے لیے مشتری منادی جو کی گئی ہے اس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟

وزیر مال: اگر عارضی کاشت ایک ایکڑ ہے یا دو ایکڑ ہے یا تین ایکڑ ہے تو اس میں کوئی پابندی نہیں۔ ہم اس کو اس لیے کرتے ہیں کہ اگر ہم اس کو چھوڑ دیں گے تو کوئی encroach کرے گا اور اس کے لیے اخبار میں کوئی اشتہار دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ منادی کا جو پرانا طریقہ کار ہے اس کے تحت وہاں مسجد میں اعلان کر دیا جاتا ہے اور ڈھول کے اوپر بھی کیا جاتا ہے۔ اس کا criteria میں نے جیسے پہلے ہی کہا ہے کہ اس ریونیو سٹیٹ کا مقامی آدمی ہو۔ اوپن آکشن کی جاتی ہے۔ اس کا جو highest bidder ہوتا ہے اس کو ہم دے دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! یہ الاٹمنٹ کے اتنے زیادہ جو کاغذات ہیں ان میں 99 فی صد تحصیل چنوں کے ہیں اور میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ صرف ایک ایکڑ زرعی اراضی کو الاٹ کیا جائے اور اس کو قواعد کے مطابق کہہ دیا جائے ۔ اس میں 1993ء سے جتنے بھی اسسٹنٹ کمشنرز رہے ہیں ان تمام نے الاٹمنٹ کی ہے۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اس کی scrutiny کروا لیں گے تا کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

وزیر مال: جناب والا! جہاں تک میں نے پہلے عرض کی ہے کہ یہ ایک ایکڑ ہے یا آدھا ایکڑ ہے، ظاہر ہے کہ جس کے وہ رقبہ ملحقہ ہوتا ہے وہی اسے لیتا ہے، کوئی باہر سے جا کر ایک یا آدھا ایکڑ تو لیز پر نہیں لیتا۔ وہ تو وہاں کے مقامی لوگ ہی لیتے ہیں۔

باقی جناب والا! میری عرض ہے کہ اگر یہ کوئی specific بات کرتے ہیں کہ وہاں irregularity commit ہوئی ہے، غلط نیلامی ہوئی ہے، وہ بندہ وہاں کا نہیں تو ہم اس کی scrutiny کروانے کے لیے حاضر ہیں۔ بلکہ اس قسم کا ایک کیس ضلع خانیوال کا پہلے آیا تھا۔ وہ چودھری فضل

الرحمان کا تھا۔ میں نے ان کو اس کمیٹی کا ممبر بھی رکھا تھا۔ اب ہم ڈاکٹر صاحب کو ممبر بھی بنا دیتے ہیں کمیٹی چاہے یہ بورڈ سے بنوانا چاہتے ہیں یا وہاں کے مقامی لوگوں کی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ میں اس کی scrutiny کروانے کے لیے تیار ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! چونکہ یہ معاملہ میاں چنوں کا ہے لہذا میں تو اس کمیٹی کا ممبر بننا نہیں چاہوں گا۔ کسی elected representative کو ممبر بنائیں اور ان تین سالوں میں ہزاروں کی جو الاٹمنٹس ہوئی ہیں ان کو چیک کروالیں۔

وزیر مال، جناب والا! فاضل ممبر اس بارے میں ہمیں کوئی مواد دیں ہم اس کی scrutiny کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیوں جی ڈاکٹر صاحب؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جی ہاں۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میاں چنوں کے جو ممبرز ہیں ان کو اس کمیٹی کا ممبر بنائیں۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔۔۔ اگلا سوال نمبر 3113-A میاں طارق عبداللہ صاحب کا ہے۔جی میاں طارق صاحب۔ (سوال نمبر 3113-A میاں طارق عبداللہ کے ایماء پر جناب سعید احمد خان منیس صاحب نے پیش کیا)۔

زرعی انکم ٹیکس کی آمدن کی تفصیل

*3113(A)۔میاں طارق عبداللہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
زرعی انکم ٹیکس کی آمدن کے لحاظ سے پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر کون کون سے ڈویژن ہیں۔ان کے نام بتائے جائیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)
جی ہاں۔ زرعی انکم ٹیکس کی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اول ملتان ڈویژن، دوم سرگودھا ڈویژن، سوم بہاول پور ڈویژن

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ایڈوانس ایگریکلچرل انکم ٹیکس زبردستی وصول کیا جاسکتا ہے؟ اگر کیا جاسکتا ہے تو کس قانون کے تحت؟

وزیر مال، جناب والا! زبردستی تو ہم کچھ بھی نہیں کر رہے، ہم قانون کے تحت ہی عمل کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر کے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ایڈمنسٹریشن، ڈسٹرکٹ کلکٹرز کاشتکاروں کو تنگ کر رہے ہیں اور بلا جواز ایڈوانس ایگریکلچرل انکم ٹیکس ان سے وصول کر رہے ہیں اور ان کو حوالات میں بند کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور کئی جگہ پر انھوں نے ان لوگوں کو بند بھی کیا ہے۔ تو آنریبل منسٹر صاحب ignorant ہیں اور ان کو نہیں پتا کہ ان کی ایڈمنسٹریشن کیا کر رہی ہے۔ جناب یہ کاشتکاروں کا معاملہ ہے۔ پہلے تو فصلیں ہو نہیں رہیں۔ پچھلا جو ایگریکلچرل انکم ٹیکس ہے وہ ادا نہیں کر پا رہے اور جب وہ نہیں ادا کر پا رہے تو جو ابھی رواں مالی سال ہے ـــــ (شور)

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا میں یہ گستاخی کر سکتا ہوں کہ ان سے پوچھ لوں کہ یہ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔ یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

جناب سپیکر، اصل میں ہاؤس میں شور کی وجہ سے آپ کو ان کا سوال صحیح طریقے سے سنائی نہیں دیا۔ منیس صاحب! آپ کا جو ضمنی سوال ہے وہ کیا بنتا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہی تھا کہ آیا یہ وصول کر سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ "نہیں وصول کر سکتے" تو میں ان کو بتا رہا ہوں کہ ان کی ایڈمنسٹریشن یہ ٹیکس وصول کر رہی ہے اور جو رواں مالی سال ہے اور جس کو انھوں نے 30 جون 2000ء تک ادا کرنا ہے وہ اس کو وصول کر رہے ہیں۔ تو کیا یہ ان کو روکنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور ان کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ وہ کاشتکاروں کو تنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ابھی اس سال کو ختم ہوئے دو مہینے ہوئے ہیں اور لوگوں نے میکسز دیے ہیں، انھوں نے آئندہ کے لیے ابھی سے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! انھوں نے جو سوال کیا تھا وہ یہ کیا تھا کہ یہ زبردستی ایڈوانس ٹیکس ہے۔ میں نے کہا کہ یہ زبردستی ایڈوانس ٹیکس نہیں۔ جو وصولی کی جا رہی ہے وہ رولز کے مطابق کی جا رہی

ہے۔ ہم نے پچھلے دنوں جو رولز امنڈ کیے ہیں ان کے مطابق ان کی جو recovery بنتی ہے وہ وصول کی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت recovery کرتے ہیں۔ اس کے مطابق جو measures ہوتے ہیں' جو رولز ہوتے ہیں' وہ ہم adopt کرتے ہیں۔ ہم رولز کی violation نہیں کر رہے ۔ اگر کسی جگہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے وہ ہمیں بتائیں' ہم ان زیادتی کرنے والوں کے خلاف ایکشن لینے کو تیار ہیں۔ اگر کوئی ریونیو آفیسر رولز کو obey نہیں کر رہا اور کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے تو ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ رواں مالی سال جو 30 جون 2000ء تک ہے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن ' ڈسٹرکٹ کلکٹرز اس کا زرعی ٹیکس ان سے زبردستی وصول کر رہے ہیں۔ میں یہ بات بڑی ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ اور میں یہ بات on the floor of the House کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کسی ایک جگہ کی مثال دے سکتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ڈسٹرکٹ وہاڑی میں ایسی کئی مثالیں ہیں۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ وہاڑی کا چیک کر لیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہم نے رولز امنڈ کیے ہیں اور ستمبر سے ہم recovery شروع کر رہے ہیں۔ اور زمینداروں کی بھلائی کے لیے موجودہ حکومت نے یہ فصلوں کے اوپر کر دیا ہے ۔ پہلے یہ تھا کہ ---

جناب سپیکر، ظاہر ہے' بہتر اسی طرح ہونا چاہیے---

وزیر مال، خریف اور ربیع کر دیا ہے اور ہم قانون لائے ہیں ۔ یہ اسمبلی میں آیا ہے اور ستمبر سے ہم رولز کے تحت recovery کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، لیکن اگر وہاڑی میں کچھ extra ہو رہا ہے تو اس کو ذرا چیک کر لیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو یہ specific بات کریں ہم اس کی انکوائری کرتے ہیں اور اس ریونیو آفیسر کے خلاف ہم کارروائی کرتے ہیں۔ اب ہم مفروضوں پر تو عمل نہیں کر سکتے کہ جی ہو رہا ہے' نہیں ہو رہا۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو کی طرف سے لیٹر جاری ہوا ہے اور before time وصول کیا جا رہا ہے۔ بورڈ آف ریونیو کی طرف سے واضح طور پر ہدایات کی گئی ہیں میرے پاس وہ آرڈرز بھی آئے ہیں میں یہ کل پیش کر سکتا ہوں۔ بورڈ آف ریونیو نے واضح طور پر آرڈر بھیجے ہیں کہ کاشتکاروں سے before time وصول کیا جائے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے پہلے کہا ہے کہ قانون کو پڑھیں، رولز کو پڑھیں ہم ستمبر سے کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم 99-1998ء کا کر رہے ہیں جس کی تشخیص مئی اور جون میں ہوئی ہے اور یہ recoverable ہے ۔ اس کے علاوہ ہم اور کوئی نہیں کر رہے ۔

جناب سپیکر، یہ پچھلے سال کا ہے؟

وزیر مال، جی ہاں۔ یہ اس وقت ہم 99-1998ء کا کر رہے ہیں جس کی assessment جون 1999ء میں ہوئی ہے ۔

چودھری شوکت حیات چٹھہ، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو زرعی ٹیکس انھوں نے یکم جولائی سے شروع کرنا تھا وزیر آباد تحصیل میں انھوں نے مارچ میں وصول کر لیا ہے ۔ یہ بے شک اس کی انکوائری کروا لیں۔ اس کا مجھے بھی نوٹس ملا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ان کو نوٹس کی کاپی دیں۔

چودھری شوکت حیات چٹھہ، یہ وزیر آباد کے اے سی سے چیک کروا لیں۔ انھوں نے خزانے میں جمع کروا دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو چیک کروا لیں۔ اگر اس طرح کی کوئی شکایت ہے تو یہ ضرور چیک کرنی چاہیے۔

وزیر مال، بہتر جی۔ لیکن میں نے کہا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کے خلاف ہم ایکشن بھی لیں گے و گرنہ جو رولز ہیں ----

چودھری شوکت حیات چٹھہ، جناب والا! یہ specifically وزیر آباد کا چیک کر لیں۔

وزیر مال، جناب والا! ہم اس کو چیک بھی کروا لیتے ہیں مگر یہ نوٹس کی کاپی بھی ہمیں دے دیں۔

جناب سپیکر، آپ ان کو نوٹس کی کاپی بھی دے دیں۔

چودھری شوکت حیات چٹھہ: میں ان کو نوٹس کی کاپی بھی دے دوں گا۔

جناب سپیکر: چشتی صاحب! آپ کے پاس جو آرڈرز ہیں آپ ان کی کاپی بھی ان کو دے دیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: ٹھیک ہے۔ میں کل ہی پیش کر دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جو بات میرے بھائی کر رہے ہیں یہ پورے پنجاب میں ہے۔

جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ اس ہاؤس میں زرعی انکم ٹیکس کی جو شرح مقرر ہوئی تھی کیا اس میں بورڈ آف ریونیو نے کوئی اضافہ کیا؟ جو زرعی انکم ٹیکس کی فی ایکڑ شرح تھی اور جو یہاں ہاؤس میں مقرر ہوئی تھی کیا اس میں بعد میں بورڈ آف ریونیو نے ایڈمنسٹریٹو آرڈر سے کوئی اضافہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں اضافہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

وزیر مال: جناب والا! یہ اخباروں میں آیا تھا مگر ایسی کوئی چیز نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر میرے ضلع میں ٹیکس کی شرح سے زیادہ وصولی ہوئی ہو تو کیا وزیر مال اس بارے میں کوئی ایکشن لینے کو تیار ہیں؟ میں on the floor of this House ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی ٹیکس کی وصولی میں کاشتکاروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پٹواری اپنی مرضی کے ساتھ کسی سے کم وصول کرتے ہیں کسی سے زیادہ وصول کرتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پسی ہوئی community کے لیے مہربانی فرما کر بورڈ آف ریونیو سے کوئی direction issue کروائیں تاکہ کاشت کاروں سے ایسی زیادتی نہ ہونے پائے۔ یہ تو میری تجویز ہے' مجھے یقین ہے کہ ہاؤس کے تمام ممبران میری تائید کریں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ملتان' سرگودھا اور بہاول پور ڈویژن زرعی انکم ٹیکس کی وصولی میں اوّل آئے ہیں' ان سے بہت زیادہ ٹیکس وصول ہوا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ان کے پہلے سوال کا جواب پہلے دینا چاہوں گا کہ قانون اور AIT رولز میں remedy موجود ہے۔ اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی ہے تو اسے اپیل کا حق دیا جاتا ہے' اس کی assessment ہوتی ہے۔ اسے سی' اے ڈی سی اور بورڈ آف ریونیو تک

اسے remedy مل سکتی ہے۔ کاشت کار کو اس سلسلے میں پورا تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ جہاں تک ان کے دوسرے ضمنی سوال کا تعلق ہے تو اصل سوال میں یہی چیز پوچھی گئی تھی کہ زرعی انکم ٹیکس کی آمدن کے لحاظ سے پہلے' دوسرے اور تیسرے نمبر پر کون کون سے ڈویژن ہیں۔ لہذا ہم نے یہ نام دے دیے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر کسی کاشت کار سے ایک ہزار' تین ہزار یا پانچ ہزار روپے زیادہ وصول کیے جاتے ہیں تو وزیر موصوف اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ اس کی اپیل بورڈ آف ریونیو تک کی جا سکتی ہے۔ جناب والا! جب اپیل کی جاتی ہے تو اس پر بھی دو تین ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ایسی ہدایات جاری کریں کہ کسی کاشت کار کے ساتھ کسی وجہ سے بھی' کسی پٹواری کی ذاتی انا کی بناء پر زیادتی نہ کی جائے۔ میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا ہے کہ ملتان سرگودھا اور بہاول پور ڈویژن کس لحاظ سے اول دوم اور سوم آتے ہیں' اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مال: میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اے سی کے پاس بھی اپیل ہوسکتی ہے۔ دوسرا معزز رکن اپنے ضمنی سوال کو واضح نہیں کر سکے۔ بہرحال میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں سے رقم زیادہ وصول ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں cultivated area زیادہ ہے۔ بارانی علاقوں میں کم وصولی ہوگی' نہری علاقوں میں زیادہ ہوگی اور باغات کے علاقوں میں بھی وصولی زیادہ ہوگی۔ جہاں تک ہدایات کا تعلق ہے تو ہم نے ہمیشہ جاری کی ہیں۔ جو لوگ زیادتی کرتے ہیں انھیں معطل کیا جاتا ہے' سزا دی جاتی ہے۔ بے شمار تحصیل دار معطل کیے جاتے ہیں' نائب تحصیل دار اور پٹواریوں کو معطل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ انھیں اس چیز کو appreciate کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ ایک نیا ٹیکس تھا' اسے اسمبلی نے پاس کیا' پاکستان مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے اس کی منظوری دی۔ پنجاب حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ ہم نے اس ٹیکس کی وصولی کے لیے ایک آدمی بھی نیا بھرتی نہیں کیا بلکہ پہلے سٹاف سے ہی ہم نے کام لیا ہے' پہلے سے موجود پٹواریوں سے ہم نے کام لیا۔ کوئی زائد اخراجات نہیں کیے گئے اور آج ہم نے تین سالوں میں تقریباً پونے دو ارب روپے کے ٹیکس اس مد میں وصول کیے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جی ہاں' میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے کوئی نیا آدمی

بھرتی نہیں کیا بلکہ ہزاروں لوگوں کو بے روزگار کیا ہے۔ انھیں یہ credit تو واقعی جاتا ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو بھی روزگار نہیں دیا' کسی کو باروزگار نہیں کیا۔ البتہ ہزاروں کو بے روزگار ضرور کیا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں آپ نے دیکھا کہ ضلع کونسلوں' کارپوریشنوں میں انھوں نے ہزاروں آدمیوں کو بے روزگار کر دیا ہے۔ اس کا credit تو انھیں پورے عوام بھی دے رہے ہیں' میں بھی on the floor of the House انھیں credit دیتا ہوں۔ پورے عوام کہہ رہے ہیں کہ یہ وہ حکومت ہے جو کہ لوگوں سے روزگار چھین رہی ہے۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا۔ یہ تو ہر چیز کو politicise کرتے ہیں۔ اگر حکومت نے ضلع ٹیکس ختم کیا ہے تو وہ عوام کے فائدے کی خاطر کیا ہے۔ میں نے تو اپنے محکمے کے بارے میں کہا ہے کہ ہم نے محکمہ مال میں کوئی extra پٹواری نہیں رکھا اور نہ کوئی زائد اخراجات کیے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! یہ قانون 1997ء میں پاس ہوا ہے جبکہ محکمے نے 1996ء کی فصلات کا زرعی انکم ٹیکس وصول کیا ہے۔ اس پر بعض لوگوں کو ہائی کورٹ نے stays بھی دیے ہوئے ہیں۔ تو کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ پچھلی فصلات کا انھوں نے جو ناجائز ٹیکس وصول کیا ہے اسے آئندہ فصلات میں adjust کریں گے؟

وزیر مال: ہم نے کوئی ناجائز ٹیکس وصول نہیں کیا۔ پہلے آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا اور پھر اسمبلی نے اسے پاس کیا۔ تو قانون کے مطابق پچھلی assessment ہوتی ہے' 1996-97ء سے ہی وصولی ہونی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے اسی سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب جو کہ in Chair تھے' نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ جس میں مجھے' وزیر قانون صاحب' سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور وزیر مال کو شامل کیا تھا۔ اس کمیٹی کو بنے ہوئے میرے خیال میں ڈیڑھ سال ہو چکا ہے لیکن آج تک اس کی میٹنگ نہیں بلوائی گئی۔ عدالت سے بھی لوگوں کو اسی لیے stays ملے ہیں کہ انھوں نے ناجائز وصولی کی ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر اس کمیٹی کی میٹنگ بلوا دیں تو میں اس میں ثابت کروں گا کہ انھوں نے ناجائز وصولی کی ہے۔

جناب سپیکر : وزیر مال صاحب ! اس سلسلے میں جو کمیٹی تشکیل پائی تھی کیا اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی؟

وزیر مال : چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : آپ چیک کر لیں اور اس کمیٹی کی ایک میٹنگ بلوا لیں۔ اس قسم کے کیسز جن میں لوگوں کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے ضرور relief ملنا چاہیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر ! سید احمد خان منیس صاحب نے فرمایا ہے کہ ہائی کورٹ میں stays ہوتے ہیں۔ میری تحصیل کے ایک زمیندار کو ہائی کورٹ نے relief دیا ہے کہ 1996ء کے زرعی ٹیکس کی ناجائز وصولی کی گئی ہے لہذا اسے واپس کیا جائے۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر مال صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ پچھلے اجلاس میں immovable property پہ 4 روپے دیہی اور 5 روپے شہری کے حساب سے ٹیکس لگایا گیا تھا۔ جبکہ تملیک وارثان اور تبادلے پر کوئی ٹیکس نہیں تھا۔ اگر اس سلسلے میں کوئی آرڈیننس جاری ہوا ہے تو میرے علم میں نہیں ہے۔ انھوں نے تملیک وارثان پر 21 روپے فی ہزار اور تبادلے پر بھی 21 روپے فی ہزار روپے یکم جولائی سے ٹیکس لگایا ہے۔ اجلاس 30 تاریخ کو ختم ہوا ہے اور اب پھر کل سے اجلاس شروع ہے۔ اگر کوئی آرڈیننس جاری کیا گیا ہے تو اسے ہاؤس میں put کیا جانا چاہیے تھا جو کہ نہیں ہوا اور ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر ! میرے خیال میں چشتی صاحب فنانس بل کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : جی وزیر مال صاحب !

وزیر مال: جناب سپیکر! ہم نے تو اس میں کمی کی ہے۔ ساڑھے 17 فی صد کو کم کر کے 5 فی صد کر دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا چشتی صاحب نے relevant ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر : چونکہ ٹیکسوں کے حوالے سے بات چل رہی تھی اور چشتی صاحب اگر اس سلسلے میں انفرمیشن پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ کوئی حرج والی بات نہیں۔

وزیر مال : بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے اس فیس میں کمی کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اگر کمی کی ہے تو یہ اچھی بات ہے' آپ کو ضرور جانی چاہیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! یہ چیز فنانس بل میں آئی تھی کہ from 30th June to onward زمین کا تبادلہ ہو گا یا ہبہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی بھچر صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! جو زرعی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے یہ ایک ظالمانہ ٹیکس ہے اور زمینداروں سے ظالمانہ طریقے سے وصول کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم سے تو وصول کر لیا جاتا ہے لیکن سرکار کے خزانے میں یہ ٹیکس پورا جمع نہیں ہو رہا۔ کیا بورڈ آف ریونیو کوئی ایسا طریقہ اختیار کر رہا ہے کہ یہ foolproof system ہو۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میانوالی میں زمینداروں کے پاس جو رسیدیں ہیں ان کے مطابق سرکار کے خزانے میں پیسہ جمع نہیں ہوا۔ ابھی وزیر موصوف اپنے پٹواریوں پر بڑا ناز فرما رہے تھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جتنی کرپشن اس محکمے میں ہے شاید دنیا میں کہیں نہ ہو۔ جناب والا! وزیر صاحب ایک کمیٹی مقرر کریں جس میں میں ثابت کروں گا کہ میانوالی میں زمینداروں سے جو زرعی ٹیکس جمع ہوا وہ آدھا بھی سرکار کے خزانے میں جمع نہیں ہوا۔ اس ضمن میں وزیر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر مال: جناب والا! میں اس پر یقین نہیں کرتا۔ پنجاب میں ایک consolidated فنڈ ہوتا ہے اور جو پونے دو ارب روپیہ جمع ہوا ہے آخر وہ ٹیکس ہی ہے۔ اگر کوئی ایسی مثال ہے تو وہ دیں ہم اس کے خلاف ایکشن لیتے ہیں۔ اگر کسی نے رسید دی ہے اور پیسہ خزانے میں جمع نہیں ہوا تو ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔ اس کی انسپکشن ہوتی ہے یہ زبانی کلامی بات نہیں ہوتی۔ ضلعوں میں ہمارے TLR جاتے ہیں deficiency اور assessment تک ہم دیکھتے ہیں۔ لاتعداد انسپکشنز ہوئی ہیں میٹنگز ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: بھچر صاحب میانوالی کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔

وزیر مال: جناب والا! مجھے تو یقین نہیں۔ اگر پھر بھی معزز رکن کہتے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں اور اگر کسی نے کیا ہے تو اس کے خلاف ایکشن ہو گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے وصول کیا جائے لیکن سرکاری خزانے میں جمع نہ ہو۔ اگر کہیں ایسا ہوتا ہے تو وہ معطل ہوتا ہے اور E&D رولز کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، بھچر صاحب! اگر آپ کے پاس ایسے ثبوت ہیں تو وہ وزیر صاحب کو دیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! وزیر صاحب ویسے ہی اسے refute کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب refute نہیں کر رہے بلکہ وہ تو آپ کو دعوت دے رہے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ میانوالی تشریف لائیں میں ثابت کروں گا۔ انہوں نے مجھے کیا دعوت دینی ہے' میں نے یہاں کیا کرنا ہے؟ جناب بورڈ آف ریونیو کے کسی ممبر کی سربراہی میں ایک کمیٹی مقرر کریں جو یہ تحقیق کرے۔

جناب سپیکر، اگر آپ کے پاس ایسے ثبوت ہیں تو وہ چاہتے ہیں کہ یہ سامنے آئیں اور وہ اس کے اوپر ایکشن لیں۔ کیوں جی منسٹر صاحب!

وزیر مال، جناب والا! جتنے بندے میں معطل کرتا ہوں میرے خیال میں اتنے کوئی بھی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، بھچر صاحب! آپ کی بات پر منسٹر صاحب انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! بالکل درست ہے۔ ہم ملک کے مفاد کے لیے ٹیکس دیتے ہیں لیکن جب ہمارا پورا ٹیکس سرکار کے خزانے میں جمع ہی نہ ہو تو پھر کیا فائدہ؟ ہم یہ ٹیکس پٹواریوں کے لیے نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، آپ لکھ کر منسٹر صاحب کو دیں وہ اس پر انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں۔میرے خیال میں اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ایک بہت اہم بات ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! پٹواری اس طرح کرتے ہیں کہ مجھے کچے کاغذ پر پانچ ہزار کا نوٹس بھیج دیا۔ پھر میرے ساتھ بیٹھ کر settle down کرتے ہیں۔ پھر بھی اگر میرے ذمے دو ہزار ہے لیکن وہ مجھ سے ساڑھے تین یا چار ہزار وصول کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر وزیر موصوف فرمائیں تو میں اپنے ضلع میں بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ لوگوں کا جو ٹیکس بنتا تھا اس سے بھی ڈیڑھ گنا زیادہ وصول کیا گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے ڈی سی کو بھی درخواستیں دیں اور لوکل کلچ پر تنگ دو کی لیکن اس پر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! آپ ثبوت کے ساتھ تین چار درخواستیں لا کر منسٹر صاحب کو دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جن سے لیا گیا ہے میں انھی کی درخواستیں دلوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چک 1/P تحصیل خان پور میں ناجائز قابضین سے رقبہ وا گزار کرانے کے احکامات

*3151۔**میاں عبدالستار** (PP-234)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چک 1/P تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں کل کتنا رقبہ بقایا سرکار ہے۔

(ب) کتنے رقبے پر کچی آبادی موجود ہے اور کتنے رقبے پر ناجائز قابضین ہیں۔

(ج) کیا حکومت ان ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) چک نمبر 1-P تحصیل خان پور میں کل رقبہ 2621K-4M بقایا سرکار ہے۔

(ب) 840 کنال رقبہ پر کچی آبادی موجود ہے۔ جس میں سے 500 کنال رقبہ پر کچی آبادی منظور شدہ ہے اور 340 کنال پر ناجائز قابضین ہیں۔ جبکہ 800 کنال رقبہ پر حمزہ شوگر ملز نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ بقیہ 981K-4M خالی پڑا ہے۔

(ج) ناجائز قابضین کا سروے ہو رہا ہے۔ سروے مکمل ہونے پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ جب کہ حمزہ شوگر ملز نے سینئر سول جج رحیم یار خان کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی 24-6-99 مقرر ہے۔

موضع واں بھچراں جنوبی میں حکومتی رقبہ کی تفصیل

*3160۔ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا موضع واں بھچراں جنوبی ضلع میانوالی میں رفاہ عامہ کا رقبہ ہے۔ اگر ہے' تو یہ کتنا رقبہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ رقبہ کسی شخص کے زیر قبضہ ہے۔ اگر ہے تو کیا حکومت یہ رقبہ عوام کے مفاد و بھلائی کے لیے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ واں بھچراں شہر سے دور ہے۔ اگر ہے' کیا حکومت عوام کے مفاد و بھلائی کے لیے اسے شہر کے نزدیک الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) موضع واں بھچراں جنوبی ضلع میانوالی میں مطابق ریکارڈ رقبہ تعدادی 1277 کنال 0 مرلہ رفاہ عامہ کے لیے مختص ہے۔

(ب) رقبہ مذکورہ بالا میں سے 927 کنال 15 مرلہ رقبہ مختلف مالکان کے زیر کاشت تھا۔ تاہم ڈپٹی کمشنر میانوالی نے یہ رقبہ سابقہ مالکان سے مورخہ 15-7-99 کو واگزار کرا لیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ رقبہ رفاہ عامہ شہر واں بھچراں سے تقریباً 7/8 کلومیٹر دور فاصلہ پر ہے۔ اندریں صورت رقبہ کا تبادلہ شہر سے ملحقہ رقبہ سے بغیر رضامندی مالکان ممکن نہ ہے۔ کیونکہ شہر کے نزدیک کا رقبہ رفاہ عامہ کے مختص شدہ رقبہ سے کم از کم دس گناہ زیادہ قیمتی ہے۔ شہر کے اندر یا نزدیک کوئی رقبہ سرکار بھی موجود نہ ہے۔

ضلع میانوالی میں پٹواریوں کی تفصیل

*3162۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع میانوالی میں اس وقت کل کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں۔ موضع وار تعداد بتائی جائے۔

(ب) ضلع میانوالی میں اس وقت پٹواریوں کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ کیا حکومت یہ اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ضلع میانوالی میں ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال سے مسلسل کام کرنے والے پٹواریوں کے نام کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) ضلع میانوالی میں اس وقت 172 پٹواری کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت ضلع میانوالی میں 32 اسامیاں خالی ہیں پابندی اٹھنے کے بعد بھرتی کی جائے گی۔

(ج) تحصیل میانوالی اور تحصیل عیسیٰ خیل میں کوئی بھی پٹواری ایک جگہ مسلسل تین سال سے تعینات نہ ہے۔ تحصیل پپلاں میں سات (7) پٹواری عرصہ تین سال سے تعینات تھے۔ جن کو مورخہ 25-06-99 کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

حلقہ پی۔پی 5 میں رقبہ کو لیز پر دینے کی شرائط کی تفصیل

*3262۔ **حاجی ملک عمر فاروق**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 5 میں محکمہ مال کے زیر انتظام کتنا سرکاری رقبہ کس کس جگہ واقع ہے۔

(ب) یہ رقبہ کن کن افراد کو کتنے عرصہ کے لیے اور کب لیز پر اور کن شرائط پر دیا گیا تھا اور اس وقت اس رقبہ کی پوزیشن کیا ہے۔

(ج) کیا ان تمام افراد سے سالانہ لیز کی رقم وصول ہو رہی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) حلقہ پی پی 5 میں محکمہ مال کے زیر انتظام رکھ پنڈ رانجھا میں 11 م ۔ 1960 ک سرکاری رقبہ ہے۔

(ب) یہ سالم رقبہ نواب خان کو پٹہ داری کے تحت 1985ء میں بندوبست تا بندوبست پٹہ پر دیا گیا تھا واجبات قابل وصول 70 روپے لینڈ ریونیو اور 60 روپے مالکانہ تھے پٹہ دار کو چرائی گھاس اور اختیار کاشت حاصل تھا۔ لکڑی وقوعہ رکھ ہذا سے پٹہ دار کا کوئی تعلق نہ تھا اور سوائے پٹہ داری کے کوئی حق نہیں تھا۔ 1955-56ء تک پٹہ کی تجدید ہوتی رہی اس کے بعد پٹہ میں توسیع نہ کی گئی۔ پٹہ دار نواب خان کے فوت ہونے کے بعد رقبہ وارثان محمد اقبال وغیرہ اور اس کے فوت ہونے کے بعد محمد ایوب وغیرہ کے قبضہ کاشت رہا۔ وارثان رٹ پٹیشن نمبر 370-A/1987 عدالت عالیہ ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ راولپنڈی میں دائر کی ہوئی تھی جس کا فیصلہ مورخہ 22-07-99 کو ہوا اور زمین کا انتقال بحق سرکار کر دیا گیا مگر ایک اور رٹ دائر

ہونے پر اس حکم پر مورخہ 06-08-99 تک عمل درامد روک دیا گیا۔

(ج) موجودہ قابضین (وارثان پٹہ دار) سے پٹہ کی رقم وصول نہ ہو رہی ہے کیونکہ پٹہ کی میعاد 1955-56ء میں ختم ہو چکی ہے۔ کارروائی قبضہ مکمل ہونے کے بعد زمین کے واجبات کی وصولی کی کارروائی کی جائے گی۔

ضلع خانیوال میں زرعی اراضی زیر سکیم جرائم پیشہ افراد کو حقوق ملکیت نہ دینے کی وجوہات

*3335۔چودھری فضل الرحمن، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال کے چکوک 19/9-R مشرقی، 19/9-R غربی اور 16/9-R میں زیرسکیم جرائم پیشہ افراد کو 10 ایکڑ فی کنبہ زرعی اراضی الاٹ کی گئی تھی اور اس الاٹمنٹ کو نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن سکیم مذکورہ کے تحت ان کو حقوق ملکیت ابھی تک نہیں ملے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ضمن میں ایک نوٹیفکیشن مورخہ 10-10-83، نمبر 3867-83/2873-713 گورنمنٹ آف پنجاب جاری ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹیان مذکورہ حکومت کے زرعی قرضہ جات سے مستفید نہیں ہو رہے۔

(د) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ الاٹیان کو حقوق ملکیت دیے جانے میں کون سی رکاوٹ حائل ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ نہیں تو حکومت الاٹیان زرعی اراضی زیر سکیم جرائم پیشہ افراد کو حقوق ملکیت کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال کے چکوک ہائے 19/9-R مشرقی، 19/9-R غربی اور 16/9-R میں زیر سکیم جرائم پیشہ افراد تقریباً 10، ایکڑ فی کنبہ کے حساب سے 1927ء تا 1939ء میں زرعی اراضی الاٹ ہوئی اور سکیم مذکورہ کے تحت الاٹیان کو ابھی تک حقوق ملکیت نہیں ملے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے نوٹیفکیشن نمبری 3867-83/2873 مورخہ 10-10-1983 جاری ہوا۔ جس میں الاٹیان جرائم پیشہ سکیم کو حقوق

ملکیت دیے جانے کی اجازت ہوئی' بشرطیکہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے منظور شدہ قیمت داخل خزانہ سرکار کرائیں۔

(ج) چونکہ الامیان کو حقوق ملکیت تفویض نہ ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ زرعی قرضہ جات سے مستفید نہیں ہو رہے۔

(د) نوٹیفکیشن نمبری 3867-83/2873-CIV مورخہ 10-10-83 کی رو سے الامیان جرائم پیشہ سکیم کو حقوق ملکیت دینے کی اجازت ہوئی۔ بشرطیکہ وہ گورنمنٹ کی منظور شدہ / تعین شدہ قیمت ادا کریں۔ قیمت کے تعین کی تجویز محکمہ خزانہ کو ارسال کی گئی ہے۔ جس کی منظوری کے بعد قیمت جمع ہونے اور شرائط تکمیل پر حقوق ملکیت دے دیے جائیں گے۔

ضلع سیالکوٹ میں پٹوار خانہ جات آفس کی تفصیل

*3358۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے پٹوار خانہ جات' گرداور اور قانون گو آفس ہیں۔

(ب) کیا ان میں ہبہ نامہ' انتقال نامہ' رجسٹری' بیع نامہ' فرد جمع بندی' فرد انتقال کی حکومت کے مقرر کردہ نرخوں کی کوئی لسٹ موجود یا آویزاں ہے۔ اگر نہیں' تو اس کا ذمہ دار کون ہے۔

(ج) کیا حکومت ان تمام کی تفصیل تحصیلدار کے آفس کے ساتھ بورڈ پر لکھانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ لوگوں کو صحیح معلومات ہو سکیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں صرف سرکاری طور پر پٹوار خانہ جات: 95 اور گرد آور آفس کوئی نہیں۔ قانونگو (دفتر قانونگو) آفس: 3

(ب) ضلع ہذا کے (پٹوار خانہ جات) میں ہبہ نامہ' انتقال' رجسٹری بیع نامہ' فرد جمع بندی' سرد انتقال حکومت کے مقرر کردہ نرخوں کی لسٹ آویزاں ہیں۔

(ج) تحصیلدار آفس کے باہر بورڈ پر فہرست شرح اجرائے نقول کاغذات بمع فیس انتقال چسپاں ہیں۔

ساحل ہسپتال فیصل آباد کے الاٹ شدہ رقبہ کی تفصیل

*3459۔سید ذیشان الہیٰ شاہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ساحل ہسپتال فیصل آباد کے قیام کے لیے حکومت نے کنٹرول ریٹ پر کل کتنی اراضی

کس ریٹ پر الاٹ کی تھی اور موقع پر کتنی جگہ ہسپتال کے زیر قبضہ ہے۔ مع مکمل عکس شجرہ / حدود اربع تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ الاٹ شدہ اراضی سے کہیں زیادہ رقبہ اور ملحقہ سڑک پر ناجائز قبضہ کر کے ہوٹل ایسٹ ان اور ذاتی رہائش تعمیر کی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) حکومت پنجاب نے ساحل ہسپتال فیصل آباد کے لیے گیارہ کنال چھ مرلے پانچ بٹہ چھ سرساہی 11K-GM-5/6S فروخت کی۔ اس میں سے دس کنال پندرہ مرلے پانچ بٹہ چھ سرساہی 10-K-15M-5/6S بحساب مبلغ بارہ ہزار -/12000 روپے فی مرلہ مبلغ دس فیصد سر چارج فروخت کی۔ اور گیارہ مرلے 11M-OS بحساب ساٹھ ہزار 60,000.00 روپے فی مرلہ بمع دس فیصد سر چارج فروخت کی۔ ہسپتال کی زیر قبضہ گیارہ کنال سترہ مرلے پانچ سرساہی 11K-17M-5S اراضی ہے۔ عکس شجرہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ خرید کردہ رقبے سے ایک کنال ایک مرلہ چار سرساہی زائد رقبے پر ہسپتال کا ناجائز قبضہ تھا جس میں سے دس مرلے سڑک کی توسیع کے لیے استعمال ہو چکا ہے۔ اس وقت گیارہ مرلے چار سرساہی ہسپتال کے ناجائز قبضے میں ہے۔ یہ درست ہے کہ ہوٹل اور ذاتی رہائش اسی رقبہ میں ہے۔

(ج) ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین، جناب ارشد عمران سلہری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار نمبر 2 جناب زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ یہ کل پیش ہوئی تھی لیکن جواب کے لیے pending تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی جو پچھلے دنوں میں وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک میٹنگ میں ٹاؤن پلانر کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں اسے چھوڑ دیا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں ایک Call Attention Notice بھی دیا اور ایک تحریک التوائے کار بھی دی۔ روایات یہ ہیں کہ تحاریک التوائے کار جس طرح آتی ہیں ان کو House میں put کر دینا چاہیے۔ محرک کو اجازت دینی چاہیے کہ وہ اسے پڑھ دے اور حکومت کا نقطہ نظر سن کر Chair اس پر فیصلہ دے۔ لیکن اب عموماً اور خاص طور پر اپوزیشن کے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ جو بھی تحاریک التوائے کار ' تحاریک استحقاق یا Call Attention Notice ہوتے ہیں ان میں صرف یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ،

> I am directed to inform that Mr Speaker has with held his consent of the moving of the subject Adjournment Motion (copy enclosed) under rule 80 Rule 80 says that there should be consent of the Speaker

اور کہا جاتا ہے کہ read with rule 83 (k) کے تحت یہ hypothetical ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے گرفتاری کا حکم دیا۔ بندہ گرفتار ہوا اور پھر اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر یہ contradict کرنا چاہتے ہیں تو اسے ہاؤس میں آ جانا چاہیے' اس کے بعد آپ حکومت کا نقطہ نظر معلوم کریں۔ پھر آپ کا جو فیصلہ ہو گا' وہ Chair کا فیصلہ ہو گا وہ final فیصلہ ہو گا۔ اس لیے آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ اس وقت Chair پر بیٹھے ہیں and you are having full powers of the Speaker تو میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان تحاریک التوائے کار کو آنے دیا کریں۔ Call Attention Notices کو آنے دیا کریں۔ ہم یہاں پر اسی لیے اکٹھے ہوتے ہیں کہ ہم اپنی بات سامنے لائیں اور حکومت اس کا جواب دے اور سپیکر اس کا فیصلہ کرے۔

جناب چیئرمین: جب کوئی تحریک سپیکر صاحب کے پاس جاتی ہے تو جو اس قابل ہوتی ہے کہ یہ ہاؤس میں پیش ہو اسے رولز کے تحت منظور کر لیتے ہیں لیکن جو اس قابل نہیں ہوتی کہ اس کو ہاؤس

میں treat کیا جائے اسے رد کر دیتے ہیں۔ بہر حال آپ یہ دے دیں ہم اسے دوبارہ دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیا میں اسے دوبارہ جمع کرا دوں؟

جناب چیئرمین، آپ دے دیں۔ ہم اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، مہربانی جناب والا!

جناب چیئرمین، جناب زاہد محمود گورایہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 2، pending تھی۔ وزیر پلاننگ و ڈویلپمنٹ نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر صنعت، جناب والا! اگر مناسب ہو تو میرے دوست اسے دوبارہ پڑھ دیں کیونکہ میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، گورایہ صاحب! آپ اسے دوبارہ پڑھ دیں۔

فیصل آباد میں دیہی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں میں ناقص میٹریل کا استعمال

(-----------جاری)

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں دیہی آبادیوں کے لیے مختص فنڈز جو کہ ترقیاتی کاموں کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ منصوبے کمیشن اور ناقص میٹریل کی نذر ہو گئے ہیں۔ ان میں خصوصی طور پر 274 ر ب، 257 ر ب، 271 ر ب اور دیگر آبادیوں میں جو ترقیاتی منصوبے بھاری لاگت سے تیار کیے گئے ہیں ان میں ناقص میٹریل اور سازو سامان استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے ان علاقوں کے مکینوں میں شدید غم و غصہ، اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ کسی بھی وقت احتجاج کر کے امن و امان کا مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ لہذا میری یہ استدعا ہے کہ عوامی اہمیت اور فوری نوعیت کے مسئلہ پر مبنی میری اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور فرمایا جائے اور اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

وزیر صنعت، جناب چیئرمین! اگر اس تحریک کو فنی طور پر دیکھا جائے تو شاید permissible نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس میں کوئی specific مثال quote نہیں کی گئی بلکہ انھوں نے ایک جنرل شکایت

آپ کے سامنے پیش کی ہے ۔ فنی طور پر تو آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں لیکن اس کے علاوہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جواب دے دیں تاکہ معزز رکن مطمئن ہو جائیں۔

وزیر صنعت، جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ معزز ایوان کو یہ علم ہے کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے ڈسٹرکٹ لیول پر ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنائی ہیں اور پاورز کو ڈی سنٹرلائز کر دیا ہے۔ ان کمیٹیوں کے سربراہ بھی ہمارے معزز ممبران ہیں اور ڈپٹی کمشنر اس کے سیکرٹری ہیں۔ علاوہ ازیں پی اینڈ ڈی کا ڈپٹی ڈویلپمنٹ آفیسر اس کو co-ordinate کرے گا۔ یہ کمیٹی 50 لاکھ روپے کے منصوبے منظور کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ identification بھی کرتی ہے' feasibility بھی دیکھتے ہیں' approve بھی کرتے ہیں اس کے بعد اس کو مانیٹر بھی کرتے ہیں۔ میں ایک step اور آگے جاتا ہوں کہ یہ اس کی transparency کو بھی دیکھتے ہیں۔ ہم نے تمام پاورز ڈی سنٹرلائز کر دی ہیں۔ اگر ان دیہاتوں میں سکیمیں چل رہی ہیں اور میرے معزز دوست کو ان پر کوئی شکایت ہے ۔ بہتر تو یہ ہو گا کہ ان کو اس کمیٹی سے رجوع کرنا چاہیے اس میں تمام محکمے موجود ہیں۔یہ معاملہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے ۔ ان کی جو سکیمیں ہیں paving streets or drainage جو ہو رہی ہے ۔ وہ بھی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اگر یہ معاملہ کمیٹی میں لے جائیں تو ان کے پاس تمام پاورز ہیں۔ وہ متعلقہ لوگوں کو سزا بھی دے سکتے ہیں اور ہمیں بھی لکھ سکتے ہیں۔ اور بطور parent department میں بھی اس کے لیے تیار ہوں' یہ میرے ساتھ اس سلسلے میں کوئی میٹنگ کر لیں میں خود بھی اس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہوں۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب چیئرمین، جی زاہد صاحب!

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب چیئرمین! جن چکوک کا میں نے ذکر کیا ہے DDC سے متعلقہ نہیں ہے۔274رب' 271 رب' یہ وہ سکیمیں ہیں جو 1993ء میں شروع ہوئی تھیں اور پچاس پچاس لاکھ روپے کی سکیمیں تھیں اور محکمہ پبلک ہیلتھ کی طرف سے جاری ہوئی تھیں اور ان کے کچھ فنڈز پچھلے سال جاری ہوئے ' اس سال بھی کسی کے 12 لاکھ آ گئے اور کسی کے 15 لاکھ آ گئے ہیں ۔ جب ان لوگوں نے کام شروع کیا ہے تو نہ تو متعلقہ ایم پی اے کو پتا چلا ہے اور نہ ہی ایم این اے کو پتا چلا ہے' ٹھیکیداروں نے رات دن ایک کر کے ناقص اینٹیں استعمال کی ہیں اور جو سیمنٹ کی ratio

ہے وہ بھی کم کر کے ناقص میٹریل لگا کر انھوں نے کام کیا ہے ۔ اس سلسلے میں متعلقہ کونسلروں نے اس کی شکایت بھی کی اور میں خود موقع پر گیا واقعی کام ناقص تھا۔ منسٹر صاحب یہ درست فرما رہے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ کمیٹی لیول کا لوکل مسئلہ ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ سکیمیں نہیں ہیں۔ ان میں سے صرف 257 رب والی جو سکیم تھی وہ ------

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! وزیر موصوف نے اس کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے ' آپ نے specifically یہاں پر ذکر نہیں کیا کہ کون سی سکیم ہے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب والا! میں بتا رہا ہوں' جب وزیر موصوف نے جواب دیا ہے تو میں اس کو counter کر رہا ہوں۔ جناب والا! یہ وہ on going سکیمیں ہیں جو 1993ء میں شروع ہوئی تھیں اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ سکیمیں چل رہی ہیں ۔ ان کے کچھ فنڈز 1998ء میں آئے کچھ 1999ء میں بھی آئے لیکن وہ صحیح طریقے سے استعمال نہیں ہو رہے۔ ان کے متعلق یہ تحریک التوائے کار ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف کیا فرماتے ہیں؟

وزیر صنعت: جناب والا! چاہے وہ نئی سکیمیں ہیں' چاہے وہ on going سکیمیں ہیں ' اس دفعہ آپ بھائیوں سے میں نے اس سلسلے میں میٹنگ بھی کی تھی اور میں پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سکیمیں بھی اسی کمیٹی کے purview میں ہے ' تمام محکموں کے سربراہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں ۔ جہاں تک مانیٹرنگ کا تعلق ہے اس کی چیکنگ کا تعلق ہے یہ کمیٹی مکمل طور پر با اختیار ہے ' اس محکمے کا کوئی ایس ای یا ایکس ای این ہو گا وہ اس کا نوٹس لے سکتے ہیں ۔ ورنہ میں تو حاضر ہوں۔ بیاس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہوں۔ جہاں تک پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے ان کے تو فرائض میں یہ شامل ہے لیکن بطور co-ordinator میں ان کے خلاف ایکشن لے سکتا ہوں۔ اگر یہ چاہیں تو یہ بھی ٹیک اپ کر سکتے ہیں یہ بھی اسی کمیٹی کے متعلقہ ہے جس کی میں بات کر رہا ہوں۔ کوئی سکیم چل رہی ہو چاہے سڑک ہو' سیوریج ہو' کوئی بھی سکیم ہو گائیڈ لائن میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ یہ کمیٹی مکمل طور پر با اختیار ہے ۔ آپ خود بھی اسے ٹیک اپ کریں نہیں تو میں ان شاء اللہ آپ کو مطمئن کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ اس طرح کر لیں ' ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں اگر کوئی ناقص کام ہوا ہے

تو آپ اس کی اس سلسلے میں انسپکشن رکھ لیں۔ زاہد صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ وزیر موصوف سے اس سلسلے میں مل لیں تاکہ یہ چیز سامنے آجائے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: ٹھیک ہے جناب' ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے چیئرمین چودھری طالب صاحب سے discuss کر کے انکوائری کروا دیں۔

جناب چیئرمین: درست ہے۔ اب اس کے بعد آپ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے؟۔۔۔ محرک اسے پریس نہیں کرتے یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور ہو گی۔

وزیر صنعت: جناب والا! میں صبح اس کا نوٹس لینے کے بعد گورایہ صاحب کو خود بتاؤں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ dispose of ہو گئی ہے۔ اس کے بعد کی تحریک التوائے کار نمبر 4 بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ گورایہ صاحب تحریک پیش کریں۔

فیصل آباد آب پاشی نظام کی دیکھ بھال و مرمت کا بروقت نہ ہونا

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد اور اس کے گرد و نواح میں دنیا بھر کے جدید ترین اور منفرد آبپاشی کا نظام دیکھ بھال اور بروقت مرمت نہ ہونے کی وجہ سے توڑ پھوڑ کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے جس سے اس نہایت اہمیت کے حامل آبپاشی کے نظام کے تباہ و برباد ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں 7۔ جون' 1999ء کو فیصل آباد سے شائع ہونے والے ڈیلی "نشتر" کی اشاعت میں صفحہ اول پر ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کے مطابق گوگیرہ برانچ سے نکلنے والی براله نہر میں شگاف پڑنے کی وجہ سے سینکڑوں ایکڑ اراضی جانور اور لاکھوں روپے کی قیمتی املاک متاثر ہوئی ہیں۔ نہروں میں شگاف پڑنے کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ قبل ازیں فیصل آباد ہی کی سرواله راجباہ پر چھ مرتبہ رکھ برانچ میں تین مرتبہ اور ڈیکوٹ ڈسٹری بیوٹری میں بھی دو مرتبہ شگاف پڑنے کی وجہ سے زرعی اراضی سمیت قیمتی املاک کو نقصان پہنچا ان بڑھتے ہوئے نہروں میں شگاف کے واقعات نے عام عوام میں بالعموم اور کسانوں میں بالخصوص بے چینی' اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے جس کی بناء پر کسی بھی وقت امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے' اس لیے میری اس عوامی اہمیت اور فوری نوعیت کے مسئلہ پر مبنی

تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور کیا جائے اور ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کے لیے خصوصی وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کا جواب متعلقہ وزیر صاحب نے دینا ہے انھوں نے گزارش کی تھی کہ اس کو کل کے لیے pend فرما لیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے' اس کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

فیصل آباد شہر میں صفائی کا ناقص انتظام

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت فیصل آباد شہر میں صفائی کا نظام تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ شہر کے بیشتر علاقے غلاظت و گندگی سے بھرے پڑے ہیں۔ سیوریج کے ناقص انتظام کی وجہ سے شہر بھر کی گلیاں پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کئی کئی روز تک سڑکوں پر بکھرے کوڑے کے ڈھیر اٹھائے نہیں جاتے۔ اکثر علاقوں میں کئی کئی ماہ سے جھاڑو نہیں دی گئی۔ کارپوریشن کے افسران عملہ کو منتھلی بڑھانے پر مجبور کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے عملہ صفائی کی حالت بہتر بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ جس سے صورت حال انتہائی سنگین ہو رہی ہے۔ لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں اور احتجاج کرنے پر مجبور ہیں۔ لوگوں کے کسی بھی وقت احتجاج سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن کارپوریشن کے افسران / اہل کاران اس اہم مسئلے سے لاتعلق بنے رہتے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس فوری نوعیت اور عوامی اہمیت کے مسئلے پر مبنی میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس پر بحث کے لیے منظور کرتے ہوئے خصوصی وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ اشفاق سرور صاحب! وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔

وزیر بہبود آبادی (راجا اشفاق سرور): اس سلسلے میں کمشنر فیصل آباد سے رپورٹ طلب کی گئی جس کی

تعمیل میں میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے رپورٹ ارسال کی ہے جس کے مطابق فیصل آباد میں نئی سڑکات کی تعمیر کے بعد صفائی کی حالت بہتر ہو چکی ہے اور تین سو ورک چارج سینٹری ورکرز بھرتی کرکے دن رات صفائی کا کام کرایا جاتا ہے اور صفائی کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے میونسپل ڈسپنسریوں کے تمام میڈیکل افسران کو صفائی کے کام کی نگرانی اور عملے کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جو کہ روزانہ کی کارکردگی رپورٹ دفتر ارسال کرتے ہیں۔ اور اب عملہ صفائی کو تنخواہ کی ادائیگی بذریعہ بینک کی جاتی ہے جس میں سینیٹری ورکر اپنے چیکوں سے خود تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اس طرح ان سینیٹری ورکروں کی تنخواہ میں سے ناجائز کٹوتی کی شکایات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اس میں جناب والا! عرض ہے کہ ان کا اعتراض اس وقت کے مطابق جائز تھا اور اس شہر میں دیکھنے میں لگتا تھا کہ سارا معاملہ کافی disturb ہے۔ اب اس کو بہتر کیا جا رہا ہے ان ساری باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ فیصل آباد میں نئی سڑکیں بن رہی ہیں اور یقیناً بہت اچھی سڑکیں بن رہی ہیں بڑی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ لیکن پھر وہی افسوس کی بات کہ کارپوریشن اپنا رول ادا نہیں کر رہی۔ جو نئی سڑکیں بن رہی ہیں ان پر بھی proper صفائی کا انتظام نہیں جو پہلے پرانی سڑکیں ہیں وہاں پر بھی گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اور عام جو بڑی سڑکات ہیں وہ کوڑا کرکٹ سٹینڈ بنی ہوئی ہیں وہاں پر صفائی کا proper کوئی بندوبست نہیں اور آئے دن لوگ اس پریشانی اور تنگی کی وجہ سے احتجاج بھی کرتے ہیں اور وہ سراپا احتجاج بنے ہوتے ہیں۔ میری جناب منسٹر صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ ان ایریاز میں صفائی کا کوئی خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ سڑکیں تو بہت خوبصورت بن گئی ہیں۔ لیکن گندگی ویسی کی ویسی ہے گٹروں کا پانی کھڑا ہے۔ کوئی جھاڑو نہیں دیا جاتا کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پہلے سڑکیں بن رہی تھیں۔ لیکن یہ آپ کی تحریک التوائے کار پہلے کی ہے غالباً یہ آپ نے جون میں دی تھی۔ اب حالات بہتر ہیں اور صفائی کا نظام بھی بہتر ہو رہا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: کوئی خاص تبدیلی نظر نہیں آ رہی کیونکہ ہم تو وہاں پر رہتے ہیں روزانہ وہاں سے گزرتے ہیں۔ وہی صورت حال ہے یہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ان کے لیے خاص مہربانی کی جائے directions دی جائیں تاکہ صفائی کا نظام بہتر بنایا جا سکے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں اپنے محکمے کو direct کروں گا کہ وہ اس معاملے میں اور بھی توجہ دیں اور ہمارے بھائی کا جو اعتراض ہے اس کو دور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ گورایہ صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ disposed of تصور ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 6 بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ یہ بھی فیصل آباد سے متعلق ہے۔

فیصل آباد میں آلودگی کا پھیلاؤ

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں صنعتی اداروں سے خارج ہونے والے زہریلے دھوئیں کی وجہ سے اور روز بروز بڑھتی ہوئی آلودگی کی وجہ سے ہر دوسرا شہری مختلف قسم کی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو رہا ہے۔ جو کہ محکمہ صحت اور متعلقہ اداروں کے حکام کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ گرد و غبار، گاڑیوں کا دھواں، چمنیوں سے اٹھتا ہوا زہریلا دھواں، کیمیکل ڈائننگ اور پرنٹنگ ملوں کا فاضل پانی صحت عامہ کے لیے انتہائی مضر ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں شدید غم و غصہ اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لیکن محکمہ کی ٹیمیں اور دوسرے متعلقہ ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کسی بھی وقت امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے، لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس فوری نوعیت اور عوامی اہمیت کے حامل مسئلے پر مبنی میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب!

وزیر بہبود آبادی: فیصل آباد میں صنعتی اداروں کے زہریلے دھوئیں کی وجہ سے جو ماحولیاتی آلودگی پھیل رہی ہے اس سلسلے میں ادارہ تحفظ ماحولیات کے افسران سے رابطہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہی

سوال ان کے محکمے کو موصول ہوا ہے اور وہ اس کا مناسب جواب تیار کر رہے ہیں۔یہ صحت کے متعلق نہیں ہے' یہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے متعلق ہے اور وہاں کا مناسب جواب تیار کر رہے ہیں۔ اگر اس کو ان کے لیے pend کر دیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا جواب ضرور دیں گے۔

جناب چیئرمین: گورایہ صاحب اس کو pend کر لیں۔ یہ فزیکل پلاننگ سے متعلق ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 7 بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔

چنیوٹ میں سیوریج کے ناقص نظام کے باعث وبائی امراض کا پھیلنا

چودھری زاہدمحمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چنیوٹ شہر اور اس کے گرد و نواح میں سیوریج کے ناقص نظام کی وجہ سے وہاں خطرناک وبائی امراض مثلاً ملیریا' تپ دق' خسرہ اور ٹائی فائیڈ جیسی خطرناک بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے پرائیوٹ سکولوں اور ملحقہ آبادیوں میں پرائمری سکولوں کے بچوں کو وقت سے پہلے چھٹی کر دی گئی ہے۔ اور لوگوں نے اس سلسلے میں انتظامیہ کے خلاف احتجاج بھی کیا ہے۔ مگر ابھی تک انتظامیہ اور محکمہ صحت کے حکام کے بے حس رویہ کی وجہ سے معاملات جوں کے توں ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں شدید غم و غصہ' اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور کسی بھی وقت امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر فوری نوعیت اور عوامی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب!

وزیر بہبود آبادی: جناب والا! اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر جھنگ سے رپورٹ طلب کی گئی۔ جس کے مطابق سیوریج سکیم جھنگ روڈ 1972ء اور 1973ء میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی مدد سے مکمل کی گئی تھی اس کا ڈیزائن 20 سال کے لیے تھا۔ اس وقت چنیوٹ شہر کی آبادی تقریباً 80 ہزار پر مشتمل تھی۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق یہ تقریباً ایک لاکھ نفوس پر مشتمل تھی جو اب بڑھ کر ایک لاکھ 80 ہزار ہو گئی ہے۔ 1972ء اور 1973ء میں صرف ایک واٹر سپلائی لائن چالو تھی لیکن آبادی میں اضافے کی بناء پر اس وقت 5 واٹر سپلائی سکیمیں چالو ہیں۔ شہر کی حدود میں 6 عدد آئس فیکٹریاں کام

کر رہی ہیں۔ ان آئس فیکٹریوں کے فالتو پانی کی نکاسی بھی اسی سیوریج لائن کے ذریعے ہوتی ہے جس کی وجہ سے برسات کے موسم میں سیوریج لائنوں کی گنجائش کم ہونے کی وجہ سے پانی باہر نکل آتا ہے۔ مزید یہ کہ سیوریج لائن چند مقامات سے شکستہ ہو گئی ہے جس کی بناء پر چند مقامات سے رکاوٹ ہٹائی جا رہی ہے۔ بلدیہ چنیوٹ نے مالی سال 99-1998ء میں سالانہ ترقیاتی بجٹ میں مبلغ 5 لاکھ روپے برائے تعمیر اوپن نالہ مختص کیے تھے تا کہ اس سیوریج لائن پر بوجھ کم ہو سکے تاہم اس مقصد کے لیے موجودہ مالی سال 2000-1999ء میں معقول رقم مختص کی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ 6 کروڑ روپے ہے۔ محکمہ ہذا نے میونسپل کمیٹی سے 15 فی صد بطور میچنگ گرانٹ جو کہ 90 لاکھ روپے بنتی ہے کا تقاضا کیا ہے اس کی ادائیگی کے لیے میونسپل کمیٹی کے پاس کمزور مالی حالت کی بناء پر رقم نہ ہے تاہم اس وقت صورت حال سے نپٹنے کے لیے بلدیہ چنیوٹ نے کھڑے پانی کو نشیبی علاقوں سے باہر نکالنے کے لیے ڈی واٹرنگ سیٹ اور لیبر لگا رکھی ہے۔ اس شہر میں کہیں بھی بیماری یا دوسرے امراض کے پھیلنے کی شکایت نہ ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کے اقدامات کے لیے پیسے بھی مختص کیے گئے ہیں۔ ایک معقول رقم اس سال کے لیے مختص کی جا رہی ہے اور پھر صوبائی حکومت کی پالیسی کے مطابق میچنگ گرانٹ کے حوالے سے بھی 6 کروڑ کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ تو میری گزارش ہوگی کہ ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ محکمے کو اس بیماری کا علم ہے اور اس مجبوری کا علم ہے تو اس پر زور نہ دیں اور میرے ساتھ بیٹھ کر محکمے کے حوالے سے اپنی معارضات ضرور دیں۔ ہم اس پر بھی غور کریں گے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین، راجا صاحب! ان کی یہ تحریک بڑی اہم ہے۔ یہ مفاد عامہ کے حوالے سے بھی ہے کہ جیسے انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہاں پر سیوریج کا مسئلہ ہے' گندا پانی ہے جس وجہ سے پلوشن بھی ہے' پینے کے لیے بھی صاف پانی نہیں مل رہا تو حکومت کو اس میں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ زاہد صاحب! مزید آپ راجا صاحب سے رابطہ کر لیں۔ جو بھی آپ چاہتے ہیں یہ ان شاء اللہ آپ کو مطمئن کریں گے۔

چودھری زاہد محمود گورایا: جناب چیئرمین! وزیر صاحب سے میری تھوڑی سی یہ گزارش ہے کہ یہ بتا دیں کہ یہ فوری طور پر اس کا کیا حل کر رہے ہیں کیوں کہ اس سیور کے ناقص نظام کی وجہ سے لوگوں کو بے شمار مسائل ہیں۔ یہ جو گرانٹیں دے رہے ہیں اس پر تو کافی وقت لگے گا لیکن یہ ان کو وقتی طور پر بہتر کرنے کے لیے فوری طور پر کیا اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: راجا صاحب! اس کو فوری طور پر drain out کرنے کے لیے بندوبست کریں۔

وزیر بہبود آبادی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ dispose of ہوتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ برائے صنعت و معدنی ترقی
کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب چیئرمین: مجلس قائمہ کی رپورٹ برائے صنعت و معدنی ترقی ہے۔ چودھری سعید اقبال صاحب پیش کریں گے۔

چودھری سعید اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین۔

میں مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 14 بابت سال 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 14 بابت سال 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

اب گورنمنٹ بزنس کو لیتے ہیں۔

ہنگامی قوانین

ہنگامی قانون(ترمیم) سرکاری اراضی کی آباد کاری (پنجاب) مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Government business. The Colonization of Government Lands (Punjab) (Amendment) Ordinance 1999 (XXVII of 1999). Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Colonization of Government Lands (Punjab) (Amendment) Ordinance 1999 (XXVII of 1999).

MR CHAIRMAN: The Colonization of Government Lands (Punjab) (Amendment) Ordinance 1999 (XXVII of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Revenue for report by 20th September, 1999.

ہنگامی قانون (چند ٹیکسوں کے خاتمے کے لیے ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Punjab Local Government (Amendment for Abolition of Certain Taxes) Ordinance 1999 (XXIX of 1999). Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Local Government (Amendment for Abolition of Certain Taxes) Ordinance 1999 (XXIX of 1999). Minister for Law.

MR CHAIRMAN: The Punjab Local Government (Amendment for Abolition of Certain Taxes) Ordinance 1999 (XXIX of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Local

Government and Rural Development for report by 20th September, 1999.

ھنگامی قانون ڈیفنس ھاؤسنگ اتھارٹی لاھور مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Defence Housing Authority Lahore Ordinance 1999 (XXXI of 1999) Minister for Law

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Defence Housing Authority Lahore Ordinance 1999 (XXXI of 1999).

MR CHAIRMAN: The Defence Housing Authority Lahore Ordinance 1999 (XXXI of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning for report by 30th September, 1999

ھنگامی قانون (بارہویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Punjab Local Government (Twelveth Amendment) Ordinance 1999 (XXX of 1999). Minister for Law

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Local Government (Twelveth Amendment) Ordinance 1999 (XXX of 1999)

MR CHAIRMAN: The Punjab Local Government (Twelveth Amendment) Ordinance 1999 (XXX of 1999) has been laid on the table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure It is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report by 20th September, 1999

ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Punjab Small Industries Corporation (Amendment) Ordinance 1999 (XXXVII of 1999).Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Small Industries Corporation (Amendment) Ordinance 1999 (XXXVII of 1999)

MR CHAIRMAN: The Punjab Small Industries Corporation (Amendment) Ordinance 1999 (XXXVII of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure It is referred to the Standing Committee on Industries and Mineral Development for report by 20th September, 1999

ہنگامی قانون (ترمیم) سروس ٹریبونلز پنجاب مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 1999 (XXXX of 1999). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 1999 (XXXX of 1999)

MR CHAIRMAN: The Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 1999 (XXXX of 1999) has been laid on the table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Services, General Administration and Information for report by 20th September, 1999.

ہنگامی قانون (ترمیم) بدعنوانی جامعات و بورڈ برائے انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیم پنجاب مجریہ 1999ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR CHAIRMAN: The Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education Malpractices (Amendment) Ordinance 1999 (XXII of 1999). Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education Malpractices (Amendment) Ordinance 1999 (XXII of 1999).

MR CHAIRMAN: The Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education Malpractices (Amendment) Ordinance 1999 (XXII of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (vi) of the Rules of Procedure It is referred to the Standing Committee on Education for report by 20th September, 1999.

مسودہ قانون لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ 1998ء پر بحث

(جاری-----------)

MR CHAIRMAN: Now, we resume consideration on the Lahore College for Women Bill, 1998 on May 10th, 199:

The amendment moved by Mr Saeed Ahmad Khan Manais that the Lahore College for Women Bill, 1998 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999 had been disposed of by the House. In the said motion for consideration the next amendment is from Mr. Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Saeed Akbar Khan, Ch. Khalid Javed

Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

That the Lahore College for Women Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to the Select Committee consisting of the following Members with insturctions to report upto 15th October, 1999

1. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
2. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
3. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
4. Ch Muhammad Zafarullah Cheema, MPA
5. Mian Naveed Tariq, MPA
6. Mr S.A. Hameed, Advisor to C.M.
7. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA
8. Ch. Sultan Mahmood Gondal, MPA
9. Ch. Khalid Javed Waraich, MPA.

MR CHAIRMAN: The motion moved is :

That the Lahore College for Women Bill, 1998 as recommended by Standing Committee on Education be referred to the Select Committee consisting of the following Members with insturctions to report upto 15th October, 1999

1. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
2. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
3. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA

4. Ch Muhammad Zafarullah Cheema, MPA
5. Mian Naveed Tariq, MPA
6. Mr S.A. Hameed. Advisor to C.M.
7. Mian Na'jeeb-ud-Din Awaisi, MPA
8. Ch. Sultan Mahmood Gondal, MPA
9. Ch. Khalid Javed Waraich, MPA

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی' سعید اکبر خان صاحب شروع کریں۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ گورنمنٹ' یہ بھاری مینڈیٹ والی گورنمنٹ برسر اقتدار آئی ہے اور انھوں نے عوام کے ساتھ جو بلند وبانگ دعوے کیے۔ یہ ان تمام وعدوں کو پورا کرنے کے بجائے' ان کے مخالف چلے ہیں اور انھوں نے جو بھی اقدامات اس وقت تک کیے ہیں۔ اس سے عوام کو بجائے کوئی فائدہ پہنچنے کے بجائے نقصان ہوا ہے۔ جو بھی ادارے اس وقت اس صوبے اور ملک میں موجود ہیں۔ ان کی اصلاح کے لیے جو جو اقدامات انھوں نے کیے ہیں۔ ان سے ان اداروں کو نقصان ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! انھوں نے جو بھی اقدامات کیے ہیں۔ اس سے اس صوبہ کے عوام کو سہولت کے بجائے تکلیف ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی اس ترمیم پر گفتگو شروع کروں۔ میں مثال کے طور پر ایک بات کہنے کی جسارت کرتا ہوں۔ انھوں نے اقدامات کیے کہ ضلع ٹیکس' کارپوریشن ٹیکس ختم کیے جاتے ہیں۔ اس پر بحث ہو سکتی ہے کہ کیا فائدہ ہوا اور کیا نقصان ہوا اور کچھ عرصے کے بعد پتا نہیں اس بارے میں ان کو کیا اقدامات کرنے پڑیں۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ جو بھی گورنمنٹ آئی ہے۔اس نے اگر کوئی محکمہ ختم کیا ہے تو اس جو لوگ بےروزگار ہوتے ہیں۔ انھیں سرپلس پول میں رکھ کر ایڈجسٹ کیا جاتا ہے کہ ہمارے اس فیصلے سے کے جو لوگ متاثر ہونے ہیں' ان کی اور ان کے خاندانوں کی زندگی برباد نہ کی جائے اور نئے لوگ بھرتی نہ کیے جائیں اور انھیں ہی ایڈجسٹ کیا جائے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ انھوں نے پچھلے دنوں ہزاروں لوگوں کو ایک ہی آرڈر میں بےروزگار کر کے گھر بھیج دیا اور انھیں compensate نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! کیا حکومتیں عوام کی بھلائی کے لیے اسی طرح کے کام کرتی ہیں؟ کیا اتنا بھاری مینڈیٹ لے کر آنے والی حکومتیں اس طرح سے فیصلے کرتی ہیں؟ جتنے آدمی وہاں سے فارغ ہونے تھے، ان کو re-adjust کیا جاتا لیکن خالی اسامیوں کو بھی ختم کر دیا گیا اور ان لوگوں کو بھی گھر بھیج دیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک آدمی نے دس سال سے اپنے آپ کو adjust کیا تھا۔ اس کو ایک دن کہا جائے کہ اگلے مہینے سے آپ کو جو تنخواہ ملتی تھی وہ بند ہو جائے گی۔ آپ اس خاندان کی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کا کیا حشر ہوگا اور وہ کس طرح اپنا گزر کریں گے۔ اس لیے جن کو روزگار نہیں مل رہے وہ خود کشی کر رہے ہیں۔ جن سے روزگار چھینا جا رہا ہے، وہ خودسوزی کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کالج کا ترمیمی بل زیر بحث ہے۔ اب بات بےروزگاری، نوکریاں دینے، خود کشی کی ہو رہی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ شاید میرے بھائی یہ سمجھتے ہوں کہ اس طرح کی باتیں کر کے وہ کوئی پوائنٹ سکور کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں۔ اس طرح لوگ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، جو باہر لوگ ہیں وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں کہ بات تعلیم کی ہو رہی ہے اور یہ روزگار کی بات کر رہے ہیں۔ یہ کم از کم متعلقہ بات کریں، انھوں نے 17 ترامیم اس میں دی ہوئی ہیں۔ یہ ان ترامیم پر کھل کر بات کریں۔ جو متعلقہ بات ہے وہ کریں۔

جناب سپیکر، جی، سید اکبر خان صاحب۔

جناب سید اکبر خان، میں نے یہ کہا ہے کہ اس حکومت کے اس وقت تک جو اقدامات ہیں۔ اس میں سے یہ بھی ایک اقدام ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین کو خودمختاری دی جا رہی ہے۔ میں اقدامات کی بات کر رہا ہوں اور افادیت کی بات کر رہا ہوں کہ اس سے عام آدمی کو محکمہ تعلیم کو یا تعلیم کو کیا فائدے ہو رہے ہیں۔ میں نے مثال کے طور پر کہا کہ بھاری مینڈیٹ والی حکومت نے اب تک جتنے اقدامات کیے ہیں۔ اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں اسی بات کو link کرتے ہوئے تعلیم پر آ رہا ہوں کہ آپ ایک اور اقدام عام اور غریب آدمی کی بہتری کے لیے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارے تعلیمی نظام میں تفاوت ہے، بہت بڑی تفریق

ہے۔ پرائیویٹ سکول، کالجز اور گورنمنٹ کے سکول، کالجز میں بہت فرق ہے۔ فرق ان بنیادوں پر ہے کہ پرائیویٹ ایجوکیشن بہت مہنگی ہے جو غریب آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے جو بہتر ادارے ہیں۔ جن میں فیس بہت مناسب ہے اور اس میں عام غریب آدمی میرٹ پر آ کر اپنی قابلیت کی بناء پر اور کم خرچے میں اپنی تعلیم مکمل کرتا ہے اور اس کے بعد وہ competition میں آتا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا چانس ہے کہ وہ اس ملک کی اور اس صوبے کی خدمت کر سکے۔ جناب سپیکر! جتنی یہ legislation ہو رہی ہے جس طرح پہلے انہوں نے صحت میں اسی طرح کی legislation کی اور ان کے نتائج بھی آپ کے سامنے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ اس طرح کا کام کروا رہے ہیں کہ ایک اناڑی آدمی جو کہ ڈرائیونگ نہیں جانتا اس کو یہ گاڑی دے رہے ہیں کہ تم گاڑی چلاؤ۔ جس دن گاڑی نہیں رہے گی وہ ضرور ڈرائیور بن جائے گا۔ اگر وہ گاڑی بچ جائے تو وہ خود نہیں رہے گا۔ جناب سپیکر! انہوں نے اٹانومی دی۔ یہ جائز تنقید ہے جو اس وقت عام آدمی وہاں محسوس کر رہا ہے۔ وہاں کا تو نظام ہی نرالا ہو گیا ہے۔ انہوں نے وہاں جو چیف ایگزیکٹو چنا ہے یا بنایا ہے اس کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ وہ کسی کو بھی کان سے پکڑ کر باہر پھینک دیتا ہے۔ اس نے اپنی ایک سٹیٹ بنا لی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی بہتری نہیں ہو رہی اور وہ خود بھی پریشان ہے۔ اس کو maintain کرنے کے لیے، اس کی سوسائٹی اور اس طرح کے کام کرانے کے لیے بھی اس کے محکمے کو پتا ہی نہیں کہ یہ کیا کرنا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طریقے سے اس ایجوکیشن میں اب وہی سسٹم لا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سے اگر کوئی بہتری ہوتی تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ یہ ان انسٹی ٹیوشنز کو اٹانومی دے رہے ہیں جن کی ورکنگ بہت اعلیٰ ہے۔ جو بہت بہتر چل رہے ہیں۔ اگر یہ ان کی ورکنگ بہتر کرنا چاہتے ہیں تو وہ ادارے جن کی کارکردگی خراب ہے اور اس میں بہتری لانے کی کوئی ضرورت ہے تو ان کو select کرتے تاکہ ان میں بہتری لائی جائے۔ جناب سپیکر! یہ لاہور کالج برائے خواتین کو اٹانومی دے رہے ہیں اور ان کو سارا اختیار ہوگا کہ وہ اپنا بجٹ خود maintain کریں گے۔ اپنے source of income خود پیدا کریں گے اور ان کے سارے اخراجات یہ کریں گے۔ جناب سپیکر! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ان کو یہ اٹانومی ملے گی تو اس میں definitely فیسیں بڑھائیں گے۔ جب انہوں نے ان کے اخراجات خود پورے کرنے ہیں تو اور source of income نہیں ہے۔ definitely انہوں نے ان کی فیسیں بڑھانی ہیں۔ تو کیا وہ اپنی کارکردگی کو اور

اپنے بجٹنگ کو بہتر بنانے کے لیے ان کی فیسیں بڑھائیں گے؟ جب کسی غریب آدمی کا بیٹا یا بیٹی میرٹ پر آئے گی تو کیا وہ اس کالج میں پڑھنے کے لائق ہو گی؟ یا وہ اس کے اخراجات پورے کر سکیں گے؟ کیا کوئی ریڑھی والے کی بچی جو بہت لائق ہے وہ اس انسٹی ٹیوشن کی فیس پہلے تو برداشت کر سکتی تھی۔ جب گورنمنٹ اس کا نظام چلاتی تھی اور اس کا نظام بہتر تھا تو اس وقت اس کی کار کردگی بھی بہتر تھی اور اس کے نتائج بھی بہت بہتر تھے۔ کیا وہ ریڑھی والے کی بیٹی اس کالج کے اخراجات پورے کرتے ہوئے اپنی تعلیم مکمل کر سکتی ہے؟ جناب سپیکر! نہیں' اس طریقے سے وہ نہیں کر سکتی۔ انہوں نے جو بھی legislation شروع کی ہے یا کہتے ہیں ہم نے ریکارڈ legislation شروع کی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! آپ اس میں تمام legislation نکال کر دیکھ لیں۔ وہ اس طرح کی ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یا اگر انہوں نے کی ہے تو اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ جس طرح بادشاہ سلامت کے ذہن میں کوئی بات آئے صبح اس کے اوپر کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ آگے بولنے کی کسی کو جسارت بھی نہیں۔ چودھویں امنڈمنٹ سب کے سامنے ہے۔ اس لیے اب بولنے والی بات کسی کے دل اور دماغ میں ہی نہیں رہی۔ اگر کوئی اس ہاؤس میں جائز بات کر بھی دیتا ہے تو اس کو شام کو بلاوا آ جاتا ہے اور پھر اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی جائز بات کی ہو۔ جناب سپیکر! اس تمام نظام سے کوئی بہتری نہیں ہوئی جو اس وقت یہ لاگو کر رہے ہیں یا اس سے پہلے انہوں نے ہیلتھ میں کیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ ہیلتھ کی کسی ایمرجنسی میں جائیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں دوائیاں مفت ملیں گی وہاں ڈاکٹر بھی فالتو ہوں گے۔ جناب سپیکر! اس وقت وہاں کی حالات نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کا جو ہم نے تجربہ کیا اس سے ہمیں کوئی بات ایسی نہیں ملی جس سے عام اور غریب آدمی کو اس سے فائدہ حاصل ہوا ہو۔ جناب سپیکر! اگر ہم نے اپنی سوچ کے مطابق اسی طریقے سے ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ ملک اور یہ صوبہ ہمیشہ تجربہ گاہ رہی ہے۔ جو بھی آتا ہے وہ نیا تجربہ کرتا ہے اور اس تجربے کی بنیاد پر اس نے اپنی خواہشات اور انا کو مطمئن کرنا ہوتا ہے یا چند دوستوں کے' جو ان کے بہت نزدیک ہوتے ہیں' کے مشورے پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن long term نہیں سوچا جاتا کہ اگر یہ خراب ہو جائے تو اس سے نقصان کیا ہو گا؟ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا جو سسٹم ہے اس میں اتنی خرابیاں ہیں کہ جس کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بہتر اقدامات کیے

جائیں۔ اس میں اس طرح کے اقدامات سے' کہ جس طریقے سے اب ہم نے شروع کیے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اور زیادہ ابتری اور خرابی آئے گی۔ اگر ہمارا ایجوکیشن سسٹم خراب سے خراب تر ہوتا گیا تو نہ یہ صوبہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہمارے عوام ترقی کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے basic ایجوکیشن میں اس طرح کی خرابیاں پیدا کر دیں۔ ہم اب ہر چیز کو کمرشلائز کرنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ کچھ ادارے ایسے ہیں آپ ان کو کمرشلائز کریں جس سے اس صوبے کو اور اس کے عوام کو فائدہ ہو گا۔ اس طرح آپ ایجوکیشن کو کمرشلائز نہ کریں۔ لوگ تو احتجاج کر رہے ہیں کہ جو اتنے مہنگے پرائیویٹ سکول ہیں ان کو بھی ختم کیاجائے۔ ان میں کوئی کنٹرول لایا جائے۔ جب وہ اس کو بھی اٹانومی دے کر پرائیویٹائز کر رہے ہیں تو پھر فیسوں کا سٹینڈرڈ بھی انہوں نے اسی طریقے سے رکھنا ہے اور پھر اس میں بھی امراء کے بچے اور بچیاں پڑھ سکیں گی۔ عام غریب آدمی کی بچیاں اس کالج میں داخلہ لینے سے قاصر ہوں گی۔ اس بناء پر کہ وہ اس کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتیں۔ جناب سپیکر!ہمارے صوبے کی اکثریت غریب ہے۔ہمیں کوئی بھی legislation یا کام کرنا ہے تو پہلے ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ذہن میں رکھیں۔ ہم ہمیشہ اپنے اوپر سے شروع کرتے ہیں جو امیر لوگ ہیں ان کا خیال رکھنے کے لیے اور ان کی بہتری کے لیے ہم سوچتے ہیں۔ اسی لیے اس بناء پر ہمیشہ یہ خرابی آتی ہے۔ جناب سپیکر! میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ میری اس امنڈمنٹ کو اس select کمیٹی کو دوبارہ بھیجا جائے کہ وہ اس پر ہماری تمام گزارشات سن کر mind apply کریں اور اس کو re-consider کر کے پھر اپنی رپورٹ پیش کریں تاکہ اس میں صحیح فیصلہ ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' شاہ صاحب! آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں؟ جی فرمائیں۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری طرف سے تجویز ہے کہ یہ جو قانون سازی ہو رہی ہے اس کو مزید کچھ دنوں کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے۔ تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ suggestions آ سکیں۔ ایک select کمیٹی مزید اس پر غور کر سکے اور اس کی خرابیوں کو دور کر سکیں۔ جناب سپیکر! ایک ویلفیئر سٹیٹ میں گورنمنٹ کی بنیادی responsibility ہے کہ وہ اپنے عوام کو بنیادی حقوق فراہم کرے اور ان کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرے۔ کسی قوم کی ترقی میں تعلیم ہی ایک ایسا اہم جز ہے جو اہم کردار ادا کرتا ہے اور معیشت میں بھی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ جو قوم پڑھی لکھی ہے وہ ہر کام کو بہتر انداز میں سرانجام دیتی ہے اور جناب سپیکر!

ویسے ہمارے ملک کی جو آبادی ہے اس میں عورتوں کا تناسب ویسے بھی مردوں سے زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کالج برائے خواتین کو اٹانومی دینے سے جو پہلے ہی یہ حکومت دعویٰ کر چکی ہے کہ ہم عورتوں کے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تعلیم زیادہ مہنگی ہو گی۔ تعلیم مہنگی نہیں بلکہ مشکل ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! اسی فیلڈ میں پہلے بھی یہ حکومت تجربات کر چکی ہے۔ اور ایسے ادارے جو پہلے صرف دو تین ہزار روپے سالانہ فیس وصول کیا کرتے تھے۔ اٹانومی دینے کے بعد وہی ادارے اب بیس سے پچیس ہزار روپے فیس وصول کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ حکومت بنیادی سہولیات پر مزید تجربات کرے۔ اور نہ ہی ہماری معیشت ان کی متحمل ہے۔ کہ اب مزید تجربے ہر فیلڈ میں کیے جائیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ پہلے ہی ہسپتالوں کو جیسے میرے بھائی نے یہاں اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ محکمہ صحت میں بھی یہی اٹانومی دی گئی۔ اور میں نے یہاں اعداد و شمار بتائے تھے کہ جو پہلے مریض کے ٹیسٹ مفت کیے جاتے تھے اب تین تین ہزار روپے تک ایک ٹیسٹ کی فیس رکھ دی گئی ہے جو کہ غریبوں کے لیے ناممکن ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ اس گورنمنٹ کی پالیسی بن چکی ہے کہ جتنی بنیادی سہولیات ہیں انہیں کمرشلائز کیا جا رہا ہے جیسے اکثر ویلفیئر سٹیٹس میں عوام کو علاج مفت فراہم کرتے ہیں بنیادی تعلیم مفت فراہم کرتے ہیں۔ یہاں پہلے ہی بہت سارے پرائیویٹ ادارے ایسے ہیں جو بھاری رقوم وصول کر رہے ہیں۔ جو امراء کے لیے قائم ہو چکے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک کالج جو ہماری بہت ساری آبادی کو ایک سہولت فراہم کر رہا تھا اور lease cause combination کے تحت کم فیسوں کے تحت وہ بنیادی تعلیم بلکہ اعلیٰ تعلیم بھی فراہم کر رہا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت اس کو اٹانومی دی جائے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قدم پرائیویٹائزیشن کی طرف ہے۔ بلکہ pick and choose کی پالیسی کے تحت کیا جا رہا ہے۔ جو ادارے اٹانومی مانگ رہے ہیں ان کو تو اٹانومی دی نہیں جا رہی۔ اور جو ان کی من پسند پالیسیاں ہیں ان کو dictate کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں پھر کہوں گا کہ جیسے انہوں نے پہلے ایک ادارے کا تجربہ بنایا اور پھر اس کی grant-in-aid ان کو بڑھانا پڑی۔ ایک دفعہ grant-in-aid انہوں نے 15 ہزار روپے دی اور پھر اگلے سال چونکہ وہ ادارہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکا ان کو دوبارہ revise کرنا پڑا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے تجربات ہماری معیشت کے لیے بھی نقصان دہ ہیں اور ہماری بنیادی سہولیات مزید اس میں متاثر ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں چاہیئے' پہلے تو اس اسمبلی میں عورتوں کی نمائندگی نہیں ہے دوسرا یہ کہ ہماری قوم کا جو پچاس فی صد حصہ ہے میں نہیں سمجھتا کہ ان کو یہ اٹانومی دے کر ایک ریلیف ملے گا۔ بلکہ ایک مہنگائی بڑھے گی۔ اور ان اداروں کو اٹانومی دینے سے صرف امراء کا طبقہ ہی فائدہ حاصل کر سکے گا۔ میری گزارش یہی ہوگی کہ مزید اس پر غور کیا جائے اور اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ ان میں جو جو flaws ہیں اور ان میں جو مزید suggestions آئی ہیں ان پر غور کیا جائے تا کہ جلد بازی میں قانون سازی میں ریکارڈز تو بن سکتے ہیں لیکن جلد بازی میں پھر flaws رہ جاتے ہیں جیسا کہ آج ہم اسی ایوان میں ایک زرعی ٹیکس کا قانون پاس کیا تھا اور بھاری اکثریت سے کیا تھا۔ اوراسی ایوان کے انہی نمائندوں میں سے ایک نے اس کو ظالمانہ ٹیکس کے نام سے جاتا ہے' کیونکہ وہ اب محسوس کر رہے ہیں کہ جو چیز جلد بازی میں ہوئی اس کا انجام صحیح مثبت نہیں رہا۔ تو یہ تعلیم جو ہمارا بنیادی حق ہے۔ اور جو اس عوام کی بنیادی سہولت ہے اس کو مزید مہنگا کرنا میرے خیال میں جلد بازی ہو گی اور میری تجویز ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس پر مزید غور و خوض ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر قانون صاحب! آپ' یا وزیر تعلیم صاحب! آپ بات کریں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! مجھے آج اس موضوع پر بولنے کا موقع دینے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے دونوں بھائیوں کے ان خیالات کو بھی سنا ہے تو جو بھی arguments انہوں نے دیئے ہیں وہ حقیقت سے ہٹ کر ہیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تعلیم کے اوپر جتنی توجہ درد دل کے ساتھ پنجاب میں خاص طور پر میاں شہباز شریف صاحب دے رہے ہیں میرے خیال میں پنجاب کی پوری تاریخ میں اس سے پہلے تعلیم کے اوپر توجہ نہیں دی گئی اور اگر میرے بھائی اس تعلیم کے موضوع پر اخباروں میں ' یا گورنمنٹ کی پالیسیوں کے اوپر یا میں نے جو بجٹ اجلاس کے دوران تعلیم کے نئے اقدامات جو ہم کر رہے ہیں ان کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تھا اگر وہ ذہن میں رکھیں تو ان شاء اللہ ان کو پتا چلے گا کہ پنجاب کے اندر تعلیم کے میدان میں بہت مثبت تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ اور ایسا کوئی فیصلہ اس حکومت نے اور خاص طور پر میاں شہباز شریف نے سیون کلب کے اندر بیٹھ کر بالکل isolation میں نہیں کیا۔ اس کے اندر ہر چیز کے اوپر اتنی کھل کر بحث ہوئی ہے اور عوام سے اور ہر طبقہ فکر سے ہم نے ہر موڑ پر تجاویز لی ہیں اور اس کے

بعد ان کے اوپر فیصلے کیے ہیں۔ یہ جو لاہور کالج برائے خواتین کی اٹانومی کا بل آپ کے پاس منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے تو میں اس میں گزارش کروں گا کہ اٹانومی کا مطلب ہر گز پرائیویٹائزیشن نہیں۔ اور نہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم مہنگے ادارے بنا دیں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ تعلیمی ادارے جو اپنے initiative کے اوپر ترقی کرنا چاہیں ان کو پورا موقع فراہم کیا جائے کہ ان کو ہم مالی انتظامی اور تعلیمی فیصلے کرنے کی اجازت دیں اور یہ کہ اگر ایک ادارہ جس کو کسی attention کی ضرورت ہے کسی مسائل کے لیے وہ سیکرٹری کی طرف یا سیکرٹریٹ کی طرف دیکھتا ہے۔ یا پھر اس کے پاس ان کے مسائل کے حل کے لیے مختلف مراحل سے بات طے ہوتی ہے' ان کو سال یا دو سال کے بعد ایک جواب دیا جاتا ہے۔ تو اس سے تعلیمی اداروں کا یقیناً ترقی میں قدم اٹھانے میں بہت ہرج ہوتا ہے۔ ہم نے صرف ان کو اٹانومی دے کر یہ کیا ہے کہ ان کو سینئر سیٹیزن کی تحویل میں دے دیا ہے۔ جن کا بورڈ آف گورنرز تعینات کیا جائے گا اور بورڈ آف گورنرز ان کی ساری تعلیمی پالیسیوں کے متعلق انتظامی پالیسیوں کے معاملات میں بغور بحث تحیص کر کے اجازت دیتا ہے یا مسترد کر دیتا ہے۔ اور اس طرح سے وہ وقت ضائع ہونے سے بچاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترقی کی طرف رفتار کو تیز کرنے کا ایک حل ہے۔

لاہور کالج فار ویمن کوئی کل کا سکول یا کالج نہیں ہے جس کو ہم اٹانومی دے رہے ہیں۔ اس کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے 76 سال ہو گئے ہیں۔ اس کالج نے تعلیمی میدان میں اپنی پوری صلاحیت منوائی ہے۔ پھر یہ کہ آج اس کالج میں پانچ ہزار کے لگ بھگ طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ اس کالج میں دس پوسٹ گریجویٹ سبجیکٹس آفر ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں بچیوں کو یونیورسٹی میں co-education میں جانے سے نجات مل جاتی ہے اور یہ کہ اس کالج کو فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب' بڑے غور سے مطالعہ کر رہے ہیں کہ آگے چل کر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ تو ویمن یونیورسٹی کی تیاری کے لیے ہم اس کو اس طرح کی اٹانومی دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے تجربہ کو اس اٹانومی کے ذریعے حاصل کر سکے تاکہ کل کو یہ یونیورسٹی کی شکل اختیار کر سکے۔

جہاں تک میرے بھائی نے یہ کہا کہ غریب طلباء اس میں داخلہ نہیں لے سکیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب میں جتنے پریمیئر انسٹی ٹیوشنز ہیں' گورنمنٹ کالج' کنیئرڈ کالج' لاہور کالج فار ویمن' ہماری جو ویمن یونیورسٹی ہے ان سب میں وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت دس فیصد

مستحق طلباء کی فیسیں معاف ہیں۔ تو merited children کی percentage ان کالجوں میں جو داخلہ لیتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ بتاؤں کہ یہ دس فیصد کوٹا بھی ان کالجوں میں پورا نہیں ہوتا۔ اس سے بھی بہت نیچے سیٹیں خالی رہتی ہیں جن پر فیسیں معاف کرنے کا اعلان کیا ہوا ہے۔ ابھی پچھلے بورڈ میں میٹرک کا جو رزلٹ اناؤنس ہوا ہے' دو لڑکوں کو جب چیف منسٹر صاحب نے خود جا کر انعامات دیے۔ ایک ننکانہ صاحب کے کسی گاؤں کے سکول کا لڑکا تھا اور ایک قصور کے کسی گاؤں کے سکول کا لڑکا تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے ادھر ہی بیٹھے ہوئے کہا کہ بریگیڈیئر صاحب' مجھے شک پڑتا ہے کہ جیسے ان بچوں کا پس منظر بتایا گیا ہے' تو شاید یہ اعلیٰ اداروں میں تعلیم کو afford نہ کر سکیں۔ آپ صرف ان کی فیس تک ہی معاملہ نہ رکھیں کیونکہ یہ دیہاتی علاقوں سے ہیں۔ آپ ان کو گورنمنٹ کالج میں داخل کرائیں اور ان کو کہیں کہ ان کے بورڈنگ کا خرچ بھی سارا کالج سے ہو۔ اس کے اوپر ان دونوں بچے کے گورنمنٹ کالج میں فیس کے علاوہ ان کے تمام اخراجات بورڈنگ ہاؤس یا دوسرے maintenance کے اخراجات سارے معاف کر دیے گئے۔ اس طرح سے یہ حکومت غریب طلباء کی ان شاء اللہ دست گیری کر رہی ہے اور ہر ادارے میں کر رہی ہے اور جیسے میں نے کہا ہے کہ ہر ادارے میں ابھی بھی سیٹیں موجود ہیں' پُر نہیں ہو رہیں۔

جہاں تک معیار کا ذکر ہے۔ مجھے بھی ان اداروں کے بورڈ آف گورنرز کی چیئرمینی کا شرف حاصل ہے' گورنمنٹ کالج میں بھی' لاہور کالج فار ویمن میں بھی یا اور ادارے جو ہمارے ادھر autonomous ہیں جیسے کوئین میری ہے' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بورڈ آف گورنرز تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے اتنے مثبت فیصلے کر رہے ہیں کہ ماسوائے ان بورڈ آف گورنرز کا شکریہ ادا کرنے یا تعریفی کلمات کے میرے پاس کوئی اور الفاظ نہیں اور وہ گورنمنٹ کی interference کو ہر معاملے میں resist کر رہے ہیں جو کہ بہت اچھا قدم ہے اور وہ کالج کے ہر معاملے میں چاہے وہ نصابی ہے' چاہے غیر نصابی ہے' بڑا active interest لیتے ہیں۔ پھر اس کے future plans, expansion اس کی ڈویلپمنٹ کے اندر' اس کے اندر مزید جو آج کل جدید علوم ہیں' کمپیوٹر' سائنس اور ٹیکنالوجی' ان کو متعارف کرانے میں' پالیسز کے اندر ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اب یہ ادارے خدا کے فضل سے بہت سارے ایسے curriculum offer کر رہے ہیں جو عام طور پر گورنمنٹ کالج یا ایسے ادارے جو گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہیں ابھی تک ہم offer نہیں

کر رہے۔ آپ دیکھیں کہ ان کے اندر تعلیم کا معیار ان شاء اللہ دن بدن بہتری کی طرف بڑھ رہا ہے۔

شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ جو ادارے اٹانومی لینا چاہتے ہیں ان کو آپ دیتے نہیں ہیں اور جو آپ کے چہیتے ہیں ان کو آپ دیتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی ادارہ نہیں جو حکومت کا چہیتا ہو۔ حکومت ان کی کار کردگی کو مدنظر رکھتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ایسے ادارے ہیں جو تعلیم کے بین الاقوامی معیار پر اب پورا اتر رہے ہیں اور ہم نے سب کو کہہ رکھا ہے۔ میرا چیف منسٹر صاحب کی منظوری سے ٹارگٹ ہے کہ ہم ہر ضلع میں ہر بڑے کالج کو اٹانومی آفر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ رحیم یار خان میں بھی recommend کریں گے تو ہم ان شاء اللہ حاضر ہیں۔ اگر آپ بھکر میں کروانا چاہیں تو اس کے لیے بھی ہم حاضر ہیں۔ اس لیے اٹانومی میں کوئی تفریق نہیں ہو رہی۔ یہ ہر اس ادارے کو offer ہے جو اس کے لیے تیار ہے اور عام ادارے ابھی اس کے لیے تیار نہیں ہیں۔ میں ان کے لیے یہ کہوں گا کہ وہ تیار نہیں۔ ہم نے ایک دو اداروں کو offer کی انھوں نے کہا کہ نہیں' ابھی ہم اس کے لیے تیار ہی نہیں۔ اگر یہ اپنے علاقے کے کالجز کو تیار کر لیں تو ہم ان شاء اللہ ان کو مایوس نہیں کریں گے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ مجموعی طور پر ان اداروں کو اٹانومی دینے سے ان کے تعلیمی معیار میں بہتری آ رہی ہے اور ایسے اساتذہ جو پڑھانے میں ایک میرٹ رکھتے ہیں ان کالجز کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور ان کالجز میں تعلیم کا معیار ان شاء اللہ دن بدن بہتر سے بہتر ہو رہا ہے۔ اس بنیاد پر میں گزارش کروں گا کہ اس بل کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Lahore College for Women Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October, 1999:-

1. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
2. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
3. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
4. Ch Muhammad Zafarullah Cheema, MPA

5. Mian Naveed Tariq, MPA

6. Mr S.A. Hameed, Adivser to C.M.

7. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA

8. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

9. Ch. Khalid Javed Warraich, MPA

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Lahore College for Women Bill, 1998, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Five amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar

Khan. Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

That in para (ii) of sub-clause (i) of clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, for the word "Government" appearing in line 2, the word "Speaker" be substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in para (ii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, for the word "Government" appearing in line 2, the word "Speaker" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، اب آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے تو افسوس ہے کہ ہماری اس امنڈمنٹ کو بھی وزیر قانون صاحب نے oppose کیا ہے ۔ ہم تو چاہتے تھے کہ یہ جو بورڈ constitute ہو رہا ہے اور اس کو constitute کرنے میں گورنمنٹ کی clause-3 میں جو sub-clause-2 ہے اس سے گورنمنٹ چاہتی ہے کہ،

one member Provincial Assembly preferrably female to be nominated by the Government.

اور ہم نے یہ کہا ہے کہ اگر پراونشل اسمبلی سے کوئی ممبر لینا ہے تو وہ سپیکر کی discretion ہو کہ وہ nominate کرے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی گورنمنٹ ہو گی اسی کا سپیکر ہو گا otherwise اس طریقے سے تو سسٹم ہی نہیں چل سکتا---

جناب سپیکر، نہیں۔ سپیکر گورنمنٹ کا تو نہیں ہوتا وہ independent ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان،وہ گورنمنٹ پارٹی سے elect ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، جناب والا! appoint ہونے کے بعد تو وہ کسی پارٹی کا نہیں ہوتا' وہ independent ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اسی لیے تو ہم یہ خواہش ظاہر کر رہے ہیں کہ اس ہاؤس میں سے سپیکر جس کسی کو بھی بہتر سمجھے گا اور جو بھی اس پوسٹ کے لیے بہتر perform کر سکے گا اس کو nominate کرے گا۔ وہ کسی بھی ایسے شخص کو' ایسے ایم۔پی۔اے کو یا femaleایم۔پی۔اے کو جس کی qualification بہتر ہو گی' اس کی performance بہتر ہو گی' اس کا education میں interest ہو گا اس کو nominate کرے گا۔ تو definitely ایک ممبر کی جتنی ورکنگ سپیکر جانتا ہے شاید گورنمنٹ کو اس کے مقابلے میں اس کی ورکنگ' اس کی قابلیت کی خبر نہیں ہو گی۔ تو ہم نے تو اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم دی ہے کہ اس بورڈ میں کسی ایم۔پی۔اے کے لیے سپیکر کی جو selection ہو گی وہ بہت fair ہو گی۔ تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کو اپنی ہی پارٹی سے elected سپیکر پر بھی confidence نہیں اور اس پر اعتبار نہیں اور اس کو بھی یہ اختیارات نہیں دینا چاہتے ۔ جو عام فہم ہے کہ اگر اسمبلی کے ممبران میں سے سلیکشن ہو تو۔۔۔

وزیر لائیو سٹاک،پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل رکن نے الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ان کو اپنے ہی سپیکر پر اعتماد نہیں' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ فاضل رکن اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کیا یہ ایسے الفاظ ہیں کہ ان کو واپس لیا جائے۔ میں نے کہا کہ انھوں نے oppose کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ nomination کی بات جو گورنمنٹ کے پاس نہیں رکھنا چاہتے ہم کہتے ہیں کہ جو اس بورڈ کے لیے اس ہاؤس میں سے جو بھی معزز ممبر nominate ہوں ان کو گورنمنٹ نامزد نہ کرے ان کو سپیکر کرے۔ گورنمنٹ سپیکر کو لکھے کہ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ اس پورے ایوان میں کون سا ممبر ایسا ہے ۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ راناصاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو شرارت والا عنصر ہے اس کو واپس لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب شرارت تو وزیر قانون صاحب نے شروع کی ہے کہ "میں oppose

کرتا ہوں" کہ ہم nomination کی یہ powers سپیکر کو نہیں دینا چاہتے۔ میں نے تو کوئی شرارت نہیں کی۔ میں نے تو ایک بہتر suggestion دی۔ وہ تو کہتے کہ جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ اگر یہ آپ پر بھروسہ کرتے ہیں تو گورنمنٹ بھی آپ پر بھروسہ کرتی ہے۔ جس کو آپ nominate کرتے ہیں ہم اس کے ساتھ ہیں۔ آپ کی nomination سب کے لیے قابل قبول ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی nomination پر ہمیں اعتراض ہو سکتا ہے آپ جس کو بھی کریں گے، سپیکر جس کو کرے گا اس پر اس ہاؤس میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آپ کے اپنے الفاظ کے مطابق آپ نے فرمایا ہے کہ elect ہونے کے بعد سپیکر پورے ہاؤس کا سپیکر ہوتا ہے اور یہ روایات رہی ہیں۔ ہمارے ساتھ جب زیادتی ہوتی ہے تو ہم آپ کو ایڈریس کرتے ہوئے یہ گزارش کرتے ہیں کہ جناب سپیکر! ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے اور آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں، آپ اس پر ایکشن لیں۔ تو اس بات پر رانا صاحب کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب گورنمنٹ نے کہا کہ ہم یہ nomination کی powers سپیکر کو نہیں دینا چاہتے کیونکہ شاید ان کی سلیکشن ان کی خواہشات کے مطابق نہ ہو یا بہتر نہ ہو۔ اس لیے nomination کی یہ powers ہم اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی رانا صاحب نے "اپنے سپیکر" کے لفظ کو برا مانا ہے۔ میرے خیال میں تو سعید اکبر صاحب نے بڑا صحیح کہا ہے۔ اس وقت ہم ایوان میں بیٹھے ہیں تو ان کی مراد "اپنے سپیکر" سے اس ایوان کے سپیکر سے ہے اس میں ہم لوگ بھی شامل ہیں۔ تو ان کو برا نہیں ماننا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی۔ ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: انھوں نے ایک اچھی بات کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ میں اس ہاؤس کا سپیکر ہوں تو جب یہ سلیکشن آپ کے پاس آئے گی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس پورے ہاؤس میں جن ممبران کی کارکردگی اچھی ہے آپ اس کو جانتے ہیں، اور آپ جانتے ہیں کہ کون سا ممبر کہاں بہتر perform کر سکتا ہے کیونکہ اس چیئر پر بیٹھے ہوئے آپ ہمیشہ یہ judge کرتے رہتے ہیں کہ کس کام کو کون سا ممبر بہتر انداز سے کر سکتا ہے۔ ہم نے اسی بات کو مدنظر

رکھتے ہوئے یہ suggestion دی کیونکہ یہ سلیکشن ہاؤس سے ہوتی ہے ممبرز پراونشل اسمبلی سے ہوتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے بہتر سلیکشن جناب سپیکر کر سکتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے اس گورنمنٹ کو یہ تجویز دی کہ اس ہاؤس کا custodian سپیکر ہے اور وہ اس ہاؤس کے تمام ممبران کی کار کردگی کو بہتر سمجھتا ہے یہ power اس کو دینی چاہیے تاکہ وہ اس بورڈ کے لیے جس کو بہتر سمجھے وہ nominate کرے اور وہ وہاں جا کر اپنی کارکردگی پیش کرے۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر کی پسند شامل نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اسی لیے خاموش ہو گیا کہ میں اپنی یہ بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں ' ان کو تو ہماری بات سمجھ ہی نہیں آتی نہ ہی یہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے میں اس ہاؤس کو بات سناؤں۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا' جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ اس میں ہمارا aim یا مقصد اس طریقے سے نہیں تھا کہ اس ہاؤس سے جو سلیکشن سپیکر کرے گا'--- میں بحیثیت چودھری پرویز الٰہی کی بات نہیں کر رہا میں بحیثیت سپیکر پنجاب اسمبلی کی بات کر رہا ہوں کہ جو سپیکر پنجاب اسمبلی اس ہاؤس سے اس بورڈ کے لیے ایم۔پی۔اے nominate کرے گا وہ ان کی تمام qualities کو مدنظر رکھے گا۔ اس میں ذاتی پسند شامل نہیں ہو گی۔ اس ممبر کی قابلیت ' اس ممبر کا interest اور ایجوکیشن میں اس کے تمام اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بورڈ کے لیے nominate کرے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ جو اس ہاؤس کے سپیکر کی سلیکشن ہو گی یا اس بورڈ کے لیے nomination ہو گی اس آدمی کی وہاں کار کردگی بہت بہتر ہو گی اور اس بورڈ کے تمام ممبران اس کی کارکردگی کو appreciate کریں گے' کیونکہ اس میں سپیکر کی پسند شامل نہیں ہوگی اس میں اس ممبر کی کارکردگی اور قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو اس بورڈ میں ممبر بنائیں گے۔ گورنمنٹ تو ہمیشہ مجبوری کے تحت فیصلے کرتی ہے۔لیکن سپیکر کو کوئی مجبوری نہیں ہوتی ۔ حکومت ہمیشہ اپنی پسند کو مدنظر رکھتی ہے۔ حکومت دیکھتی ہے کہ کون سے ممبران زیادہ آگے پیچھے پھرتے ہیں' کون سے ممبران زیادہ خوشامد کرتے ہیں تاکہ انھیں اس عہدے کے لیے select کیا جائے۔ تو جناب سپیکر! ہماری اس amendment کو منظور کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اسے منظور کرتی ہے تو یہ اس کے لیے بہت ہی بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ جی سعید احمد منیس صاحب !

جناب سعید احمد خان منیس : Mr Speaker, I would like to add a few words to what my honourable friend has already said. جو کچھ میرے بھائی نے کہا ہے' میں اسے endorse کرتا ہوں۔ ہمارا مقصد قطعاً یہ نہیں جو یہاں across the floor سمجھا جا رہا ہے کہ یہ کوئی شرارت ہے۔ ہماری طرف سے یہ نیک نیتی پر مبنی ایک مثبت تجویز ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ in the larger interest of the Government بھی ہے۔ عموماً جو بھی sitting government ہو' میں موجودہ حکومت کی بات نہیں کر رہا' یہ حکومت سدا نہیں رہنی۔ یہ جمہوریت کا ایک vicious circle ہے۔ ہم لوگ چلے جائیں گے تو کوئی اور آ جائے گا۔ آج اس پارٹی کی حکومت ہے تو کل کسی دوسری پارٹی کی حکومت آ سکتی ہے۔ It is a vicious circle. تو جو بھی sitting government ہوتی ہے اس پر criticisms ہوتے ہیں اور بہت زیادہ حد تک یہ تنقید جائز و صحیح ہوتی ہے۔ کیونکہ حکومت کی کچھ سیاسی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ یہاں autonomy کی بات کی جا رہی ہے' ان کا مقصد حکومت کے اختیارات اس autonomous body کو منتقل کرنا ہے تاکہ وہ اپنے فیصلے خود کریں۔ آپ اس ادارے کو اختیارات دے رہے ہیں۔ گویا مقصد یہ ہے کہ اس ادارے کو ذرا neutral انداز سے چلایا جائے۔ دوسری طرف اگر یہ nomination حکومت خود کرے گی تو پھر اس پر لامحالہ تنقید ہو گی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آج تک جتنی بھی کمیٹیاں یا بورڈز بنے ہیں اس میں حکومت کے لوگوں کو نوازا گیا ہے---

حاجی عبدالرزاق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اس لیے اجلاس کو نماز کے لیے adjourn کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب ! ابھی تو وقت ہے۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! ظہر کی نماز تین بجے تک پڑھی جا سکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان : جناب والا ! حاجی صاحب نے point out کیا ہے کہ ڈیڑھ بجے جماعت ہوتی ہے۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری : جناب سپیکر ! جماعت کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔ نماز کے وقت کے اندر اندر جماعت ہو سکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: آپ کی بات درست ہے۔ چونکہ point out ہو گیا ہے اس لیے اگر پندرہ منٹ کے لیے وقفہ کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ کل اخبار میں آئے گا کہ ہاؤس میں نماز کے لیے point out کیا گیا لیکن وقفہ نہیں کیا گیا۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری: سب معزز ممبران کو معلوم ہے کہ اجلاس تھوڑی دیر بعد ختم ہونے والا ہے۔ اجلاس کے بعد بھی جماعت ہو سکتی ہے' ایک مسجد میں دو مرتبہ بھی جماعت ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔ ریا کاری نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے یہ اگر جماعت کے پابند ہیں تو سعید اکبر خان صاحب اور میں ایک مسجد مقرر کر لیتے ہیں' پانچ وقت ہم دونوں وہاں نماز پڑھا کریں گے۔

جناب سپیکر: نماز کے لیے ہمیشہ وقفہ ہوتا رہا ہے لیکن ابھی وقت ہے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو بھی sitting government ہوتی ہے اس پر تنقید کی جاتی ہے۔ میں اسی حکومت کی مثال دے رہا تھا کہ جتنی بھی کمیٹیاں بنی ہیں' خواہ وہ خدمت کمیٹیاں ہوں یا احتساب کمیٹیاں ان میں پارٹی کے لوگوں کو accommodate کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کمیٹیاں صحیح انداز میں اپنا کام سرانجام نہیں دے رہیں' وہ بری طرح سے ناکام ہو گئی ہیں اور عام لوگ ان پر تنقید کر رہے ہیں' اعتراضات کر رہے ہیں۔ بلکہ کئی جگہوں پہ خدمت کمیٹیوں نے پولیس کا رول adopt کر لیا ہوا ہے۔ کل معزز وزیر جنگلات جو کہ میرے لیے محترم اور معزز ہیں نے اپنے ایک جواب میں بھی یہ کہا تھا کہ جو خدمت کمیٹی وہاں شیشم کے درختوں کو دیکھنے کے لیے گئی تھی اس نے محکمہ جنگلات کا کوئی آدمی بھی ساتھ نہیں لیا' اکیلے ہی چلتے پھرتے رہے۔ انھوں نے غلط رپورٹ محکمے اور ایوان کو پیش کر دی ہے۔

Why does the government want to involve itself in this matter? سپیکر ایک neutral post ہے' ایک neutral posture ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا تعلق اکثریتی پارٹی سے ہوتا ہے' اکثریت ہی اسے منتخب کرتی ہے لیکن جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ جب آپ اس کرسی پر بیٹھتے ہیں تو آپ کا posture ایک neutral posture ہوتا ہے۔ اب آپ کا کسی پارٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ یہاں بطور منصف کے فیصلے کر رہے ہیں۔ یہ آپ پر منحصر ہے کہ منصب کا کردار آپ کس طرح ادا کرتے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آج آپ نے فرمایا کہ آپ ایک neutral سپیکر ہیں۔ ہم سب بھی یہی سمجھتے ہیں لیکن آپ کے اپنے منہ سے یہ کہا جانا تاریخ میں بہت

اچھے الفاظ سے لکھا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے جو فیصلے ہوں گے وہ neutral ہوں گے۔ حکومت یہ کہنے کے لیے کیوں adamant ہے کہ حکومت ہی اس کو nominate کرے گی۔ Why not the Speaker? جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ یہ معاملہ اس ایوان کا ہے تو آپ جسے nominate کریں گے حکومت کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح تو یہ خود اپنے خلاف ایک criticism invite کر رہے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے ایک مثبت تجویز آئی ہے کہ آپ سپیکر کو اختیار دے دیں کہ وہ nominate کریں۔ حکومت نے بھی تو اسی ہاؤس سے nomination کرنی ہے۔ چونکہ آپ کی اکثریت ہے لہذا وہ آپ ہی میں سے کسی ایک کو nominate کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو nominate نہ کریں۔ لیکن چونکہ وہ ایک neutral posture ہے اور اگر وہ بہتر سمجھیں گے تو اپوزیشن کو بھی accommodate کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں مثال دیتے ہوئے کہوں گا کہ ایک بل یہاں حکومت نے پیش کیا تھا جس میں کوآپریٹو جج کو nominate کرنا تھا۔ انھوں نے تجویز کیا تھا کہ چیف جسٹس سپریم کورٹ سے وہ اختیارات واپس لے کر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کو دے دیے جائیں۔ تو اس میں ہم نے ایک بڑی مثبت تجویز دی تھی۔ جناب سپیکر! یہ ان دنوں کی بات ہے جب اس ملک میں ایک judicial crisis چل رہا تھا۔ اس وقت میں نے کہا تھا کہ آپ judiciary کو کیوں confuse کرنا چاہتے ہیں' ان کے neutral posture کو کیوں خراب کرنا چاہتے ہیں؟ اور میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی بجائے سینئر ترین جج کوآپریٹو جج بن جائے۔ یہ ایک مثبت تجویز تھی لیکن اسے پذیرائی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ Majority is authority. ۔ آج پھر اسی قسم کی ترمیم ہم نے پیش کی ہے۔ ہم نے یہ ترمیم صدقِ دل اور نیک نیتی سے پیش کی ہے۔ جناب سپیکر! اس کو ایک neutral posture دینے کے لیے میں پھر یہ stress کرتا ہوں۔ کہ یہ صرف ایک neutral posture ہے کہ سپیکر ہم سب کے سپیکر ہیں۔ آج انھوں نے خود ایک بہت بڑی بات کر دی ہے اور اس پر میں بار بار داد دینے سے نہیں رک سکتا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو کبھی بھی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ یہ حکومت کے اپنے مفاد میں ہے کہ وہ ایک neutral posture دے رہی ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری ترمیم کہ حکومت کی بجائے سپیکر ممبر کو نامزد کرے' میں اس پر insist کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اسے پذیرائی بخشی جائے اور اسے

منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے اپنے بھائی سعید اکبر صاحب کے ان الفاظ پر شدید اعتراض ہے۔ انھوں نے کہا کہ اصل شرارت لاء منسٹر نے کی ہے۔ اگر تھوڑا سا حقیقت پسندی سے اس ترمیم کا جائزہ لیا جائے تو میں معذرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال کرنا چاہوں گا کہ یہ شرارت کے تحت ہی دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم خود بولتی ہے کہ یہ شرارت لاءمنسٹر نے کی ہے یا شرارت دینے والے نے کی ہے۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہو گا کہ یہ ترمیم دی ہی شرارت کے لیے گئی ہے۔ جناب والا! آج کوئی نئی بات نہیں ہو رہی کہ ہم لاہور کالج برائے خواتین کو خود مختاری دے رہے ہیں بلکہ ہم نے ہسپتالوں کو خودمختاری دی ہے۔ ہم نے گورنمنٹ کالج کو خود مختاری دی ہے۔ اس وقت ان کے ذہن میں یہ شرارت نہیں آئی اس لیے انھوں نے یہ ترمیم نہیں دی لیکن اب چونکہ ان کے ذہن میں یہ شرارت آئی اور انھوں نے یہ ترمیم دے دی۔ جناب سپیکر! قانون ' قاعدہ اور جو پریکٹس چل رہی ہے ہم نے اس حوالے سے اس ترمیم کو oppose کیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ میں دو چیزیں ہیں' ایک سینٹ اور دوسری سنڈیکیٹ ہے۔ سینٹ میں واضح طور پر الیکشن کا لفظ لکھا گیا ہے کہ سینٹ میں جو صوبائی اسمبلی کے ممبران کی نامزدگی ہو گی وہ بذریعہ الیکشن ہو گی جبکہ سنڈیکیٹ میں قانون کے تحت ہے کہ جو نامزدگی صوبائی اسمبلی کے ممبر کی ہو گی وہ سپیکر صاحب کریں گے۔ اب اگر دیکھا جائے تو سینٹ اور سنڈیکیٹ دونوں پنجاب یونیورسٹی کے ادارے ہیں اور پنجاب یونیورسٹی میں اس کے اپنے دو اداروں میں نامزدگی کے لیے مختلف طریقہ کار رکھا گیا ہے۔ اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ باقی جتنے اداروں میں نامزدگی رکھی گئی ہے وہ حکومت کے حوالے سے ہے۔ اس لیے ہم نے کہا کہ یہاں پر بھی جو نامزدگی ہے وہ حکومت کرے گی۔ اگر کسی جگہ پر بھی اس بات کی مثال موجود ہوتی کہ سپیکر صاحب نامزدگی کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے گورنمنٹ کالج کی بات ہوئی ہے یا دوسرے اداروں کو جو خودمختاری دی ہے اگر وہاں پر سپیکر صاحب نامزدگی کرتے رہے ہیں لیکن آج ہم خدا نخواستہ ان کے اختیارات کو curtail کرنا چاہتے ہیں اور اس میں نئی بات کر رہے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ لیکن جو بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔

اسے ایک شرارت کے طور پر پیدا کرنا اور پھر تاثر یہ دینا جیسے ابھی معزز قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے۔ انھوں نے پرانی مثال دی ہے کہ جب judicial crisis چل رہے تھے اور اس وقت ہائی کورٹ کے اختیار curtail کرنے کی بات دوسرے دن اخبارات میں آ گئی تھی۔ اس وقت بھی خدا نخواستہ کسی شخص نے بھی بد نیتی کے حوالے سے وہ ترمیم نہیں دی تھی۔ لیکن انھوں نے اس کو اس طرح play up کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے آج بہت اچھی بات کی ہے اور آج یہ بات قبل از وقت کر کے انھوں نے اپنے آپ کو خود expose کر دیا ہے تاکہ کل اخبارات میں یہ بات نہ آئے کہ خدا نخواستہ حکومتی بنچز سے اس بات کی کوشش ہو رہی ہے کہ سپیکر صاحب کے اختیارات کو curtail کیا جا رہا ہے۔ انھوں نے اپنے آپ کو expose کیا ہے اور میں واضح طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایک پریکٹس چل رہی ہے صرف اسی پریکٹس کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نامزدگیاں حکومت کرے گی۔ جہاں سپیکر صاحب کی نامزدگی کا تعلق ہے تو آج بھی قوانین موجود ہیں اور قاعدے کے مطابق آپ کرتے ہیں اور اسی موجودہ ایوان میں سے آپ نے کی ہیں۔ اس لیے میں اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہرگز ہماری یہ نیت نہیں۔ ہم نے صرف قانون اور قاعدے کے مطابق بات کی ہے۔ اس لیے میری استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in para (ii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, for the word "Government" appearing in line 2, the word "Speaker" be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti and Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:

That in para (v) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Education" appearing in line 1, the words "Higher Education" be substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That in para (v) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Education" appearing in line 1, the words "Higher Education" be substituted

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ' جناب سپیکر! اس بل کی کلاز' (3) Board of Governors کا سب سیکشن (1) 'The Board of Governors of the College shall consist of the following members.-' اس میں نمبر (v) جس پر ہم نے ترمیم تجویز کی ہے،

Secretaries to Government of the Punjab, Education, Law and Finance Departments or their nominees not below the rank of Additional Secretary;

قبل اس کے کہ میں اس بات کو آگے لے چلوں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ قانون سازی ہو رہی ہے اور اس پر ایک نیا قانون بنایا جا رہا ہے۔ معزز وزیر قانون نے ابھی جو یونیورسٹی کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ سپیکر کے اختیارات موجود ہیں وہ نامزد کرتے ہیں مقصد یہ تھا کہ جو قانون پہلے سے بنا ہوا ہے یہ اسے follow کر رہے ہیں۔ جناب والا! جہاں حکومت اپنے اختیارات decentralize کرتی ہے یا اختیارات ٹرانسفر کرتی ہے تو اسے زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ حکومت اپنے اختیارات منتقل کر رہی ہے اور موجودہ حکومت نے بارہا یہ کہا ہے کہ ہم اپنے

اختیارات منتقل کرنا چاہتے ہیں اور اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو involve کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ، There is always to be someone first to do it. Precedents are always created تو یہ ایک precedent ہے کہ ہمیں ایک ایسا موقع ملا ہوا ہے کہ اس میں نئی قانون سازی ہو رہی ہے اور پتا نہیں اس نے کتنے وقت کے لیے چلنا ہے تو اس نئے قانون میں جتنی بھی تجویز کردہ ترامیم ہوں in the heart of their heart ان کو پسند ہو کہ یہ مان لینی چاہیئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مان لینا چاہیے۔ اب نمبر (v) پر جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ یہ تجویز اس لیے دی گئی ہے کہ اب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ bifurcate کر دیا گیا ہے۔ ایک سیکرٹری کی بجائے اب وہاں پر سیکرٹریز کا جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ وہاں پر تین سیکرٹریز کام کر رہے ہیں۔ ایک کو ایلیمنٹری سیکرٹری کہا جاتا ہے۔ ایک کو ہائر ایجوکیشن کا سیکرٹری کہا جاتا ہے اور ایک سپیشل سیکرٹری برائے سکولز ہیں۔ اب اس میں یہ دیکھیں کہ Secretary of the Government of the Punjab, Education. آیا بورڈ آف گورنرز میں یہ تینوں سیکرٹریز آ کر بیٹھا کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہائر ایجوکیشن کا سیکرٹری ہے جو کہ کالجز کو deal کرتا ہے He is the relevant person جو کہ اس بورڈ آف گورنر کا ممبر ہو اور وہ اجلاس attend کرے اور کارروائی میں حصہ لے۔ اگر یہ تین سیکرٹری نہ ہوتے تو شاید میں یا میرے ساتھی یہ ترمیم ہی نہ دیتے۔ لیکن چونکہ ایجوکیشن کے تین سیکرٹری ہیں اور کالجز کے سیکرٹری کا ہائیر سیکنڈری سے تعلق ہے تو میں نے اس میں دیکھا ہے کہ یہ جو سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم کی رپورٹ ہے' اس میں نمبر 2 پر دیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد قیصر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن' ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ۔ اس سے یہ لگتا ہے کہ ڈاکٹر شہزاد قیصر ہی ہائر ایجوکیشن کے متعلقہ سیکرٹری ہیں۔ اور انھوں نے اس میٹنگ میں شرکت کی ہے۔ یہ میٹنگ جو ہے تینوں سیکرٹریوں نے attend نہیں کی۔ چونکہ وہ متعلقہ آدمی ہے اس نے ہی attend کرنی ہے۔ جناب سپیکر! اب ہم یہ قانون بنا رہے ہیں اور لوگ ہمیں قانون سازی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں' سن رہے ہیں اور یہاں کی جو کارروائی ہے وہ پڑھ بھی رہے ہیں۔ اب جب کہ ہم نیا قانون بنا رہے ہیں تو ہمیں definite ہونا چاہیے۔ ہم تمام ممبر جو یہاں بیٹھے ہیں یہ سب گنے چنے لوگ ہیں اور یہ سات آٹھ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ 248 بندے ایسے ہیں جو کہ اس صوبے کی کریم ہیں۔ کریم کا یہ کام ہے کہ وہ کام ایسا کریں جس پر اعتراضات نہ ہوں' لوگ یہ کہیں کہ انھوں نے اچھا کام کیا ہے اور انھوں نے اپنا mind apply کیا ہے اور انھوں نے کوشش کی ہے کہ قانون سازی کو بہتر انداز سے کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں

یہ عرض کروں گا کہ اگر تو سیکرٹری ایجوکیشن ایک ہوتے تو شاید اس ترمیم کی نوبت بھی نہ آتی۔ چونکہ اس وقت تین سیکرٹری ہیں اور جو متعلقہ سیکرٹری ہے وہ ہائر ایجوکیشن سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے میری جو ترمیم ہے' تجویز ہے میں اس پر stress کرتا ہوں۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایجوکیشن کی بجائے اس کو ہائر ایجوکیشن کر دیا جائے تو اس طرح قانون سازی بہتر انداز میں ہوجائے گی۔ میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ اس کو پذیرائی بخشی جائے اور ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی سعید احمد خان نے بڑی تفصیل سے یہ گزارش کی ہے کہ یہ ترمیم دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ محکمہ تعلیم کو اس وقت تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ان کے سیکرٹری بھی نئے لگا دیے گئے ہیں۔ان کو نام بھی دے دیے گئے ہیں۔ سیکرٹری ایلیمنٹری ایجوکیشن'سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اور سپیشل سیکرٹری۔اس میں صرف سیکرٹری ایجوکیشن لکھ دیا گیا وضاحت نہیں کی گئی کہ ہائر ایجوکیشن سیکرٹری ہی۔ اس کو specific نہیں کیا گیا۔ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ جب جواب دیں گے کہ ہائر ایجوکیشن already ان کی میٹنگ attend کر رہا ہے تو ان کو ہی تصور کیا جاسکتا ہے۔ اسی کو ہی سمجھا جائے کیونکہ وہ کالجز کو deal کرتا ہے۔جناب سپیکر! جب بھی قانون سازی ہوتی ہے وہ بڑی definite ہوتی ہے۔ اس میں کوئی سقم یا خلا نہیں رہنے دیا جاتا تاکہ کل کو کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ جب قانون سازی definite ہو گی تو پھر کسی کو اعتراض کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے' کیونکہ محکمہ تعلیم کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور یہ چونکہ ہائر ایجوکیشن کا معاملہ ہے اور ہائر ایجوکیشن سیکرٹری کا نام بھی سیکرٹری ہائر ایجوکیشن رکھ دیا گیا ہے' اس میں کیا ابہام ہے یا اس میں کیا تکلیف ہے؟ جب ایک آدمی اس کے لیے متعلقہ ہے اسی کا ہی اس کا واسطہ ہے اور جب اس کو پہلے نام بھی دیا جا چکا ہے۔ اس قانون سازی میں جس نے اس کو deal کرنا ہے اور اس بورڈ میں آ کر بیٹھنا ہے' میٹنگ میں شامل ہونا ہے۔ قانون سازی میں بھی اسی طرح کا نام دے کر mention کر دیا گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی خلا رہ گیا تو کل کو تعلیم کے سیکرٹری آپس میں ہی لڑتے رہیں گے کہ کس نے میٹنگ میں جانا ہے؟ جب آپ نے خود ہی ان کو تقسیم کر کے ان کو نام دے دیے ہیں

اور تمام محکمہ تعلیم کو جس طرح سے آپ نے تقسیم کیا ہے اور آپ نے نام دیا ہے اسی نام کے ساتھ اس کو قانون سازی میں آنا چاہیے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ہمیشہ اسی طرح کی قانون سازی کرتے ہیں کہ کوئی mind apply نہیں کرتے اور ایسے ہی کہہ دیتے ہیں کہ جو دل میں آیا وہی کہہ دیا۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو اس کو مان کر اس کی تصحیح کر دی جائے ۔ یہ کوئی ایسا کریڈیٹ نہیں کہ اپوزیشن والے لے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت کسی کے دماغ میں صحیح بات نہ آسکی ہو' اس کو اگر بروقت صحیح کر دیا جائے اس کو adopt کر لیا جائے تو یہ ایک اچھی روایت ہو گی۔ جناب والا! یہ جو اچھی تجاویز ہم دیتے ہیں یہ ان کی ہمیشہ مخالفت کرتے ہیں کہ پہلے روایات ایسی ہیں کہ سپیکر nominate نہیں کرتا گورنمنٹ ہی کرتی ہے۔ہم نے کہا کہ اسی ہاؤس میں سے ہی nomination ہونی ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ شرارت کر رہے ہیں۔ میرے بھائی راجہ بشارت صاحب نے کہا کہ سعید اکبر خان نے شرارت کی ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے شرارت نہیں کی تھی ہم نے تو اچھی بات کی تھی۔رانا اقبال صاحب نے کہا کہ انھوں نے شرارت کی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ شرارت ہے تو یہ شرارت تو پھر وزیر قانون نے شروع کی کہ انھوں نے پھر اس کو oppose کر دیا۔ میں نے تو اس لحاظ سے کہا ورنہ میرا یہ مقصد نہیں تھا' کیونکہ راجہ صاحب تو بڑے منجھے ہوئے سیاست دان ہیں اور نفیس آدمی ہیں ۔ اس لیے میری اب یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم ،جناب سپیکر! جناب سعید اکبر خان صاحب! نے اس پر وقت ضائع کیا ہے ۔ میں یہ اتنا کہوں گا کہ یہ جو تقسیم ہائر' سیکنڈری یا سکول کی' یہ صرف انتظامی پہچان کے لیے کی گئی ہے ۔ قانونی طور پر اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تعلیم کا مطلب تعلیم ہی ہے۔

We all know that Mr Saeed Akbar is there and he belongs to Bhakkar. He does not have to be said that Mr Saeed Akbar from Bhakkar.

ہمیں پتا ہے کہ وہ کہاں سے تشریف لاتے ہیں ۔ اسی طرح جب آپ کہیں گے سیکرٹری تعلیم'

The man who is relevant and dealing with that subject. He will be the one to be the representative

تو ان کو اس پر زور نہیں دینا چاہیے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is :-

> That in para (v) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Education" appearing in line 1, the words "Higher Education" be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEKAER: The third amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chiniotı. Mr Saeed Akbar Khan

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move

> That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education between the word "Government" and semi-colon appearing at the end the words "with a term of office of three years" be inserted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Government" and semi-colon appearing at the end the words "with a term of office of three years" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir

جناب سپیکر: اس کو وزیر قانون نے oppose کیا ہے۔ سعید احمد خان صاحب پہلے آپ بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ پھر کلاز نمبر 3 کی بورڈ آف گورنرز کی جو constitution ہے اس کے بارے میں ایک کلاز ہے۔ جس میں کلاز (vi)

Two distinguished educationists, at least one of whom shall be an alumna of Lahore College for Women to be nominated by the Government.

جناب سپیکر! اس میں جو ہم نے تجویز کیا ہے وہ اس طرح کیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو اکٹھا ہی نہ لے لیا جائے' اگلی اور یہ جو ترمیم ہے اس کو اکٹھا ہی نہ لے لیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جی کیا فرمایا؟

جناب سپیکر: یہ آپ کی اس کے بعد جو ترمیم ہے اس کو اکٹھا لے لیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: یہ ہے تو ایک ہی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ہے تو ایک ہی۔ آپ اس کو پڑھ لیں۔ اس کو move کر دیں۔ پھر اس کے اوپر بات ہو جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس: پھر اس کو ووٹ اکٹھا کریں گے یا علیحدہ علیحدہ کریں گے؟

جناب سپیکر: ووٹ تو علیحدہ علیحدہ ہی ہو گا۔ بحث اکٹھی ہو جائے گی۔ بات تو ایک ہی ہے۔ ووٹنگ الگ الگ ہو گی۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move.-

That in Para (vii) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, betweenthe words "Government" and semi colon appearing at the end, the words "with a term of office of three years" be inserted.

MR SPEAKER: The motion moved is.-

That in Para (vii) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Government" and semi colon appearing at the end, the words "with a term of office of three years" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کلاز 3 جس میں Constitution of the Board of Governors کا دیا ہوا ہے۔ اس میں sub clause 6 and 7 ہے اس میں کلاز (vi) جو کہ میں نے پہلے پڑھ کر سنائی اور کلاز (vii) ہے کہ،

(vii) One social worker involved in a task of social work of national significance to be nominated by the Government.

جناب والا! اس میں جو دونوں کلازز ہیں ان میں کوئی ٹائم پیریڈ specify نہیں کیا ہوا۔ اس سے پہلے جو کلازز ہیں اگر ان کو دیکھا جائے۔ مثلاً نمبر 1 وزیرتعلیم ہے۔ تو وزیرتعلیم کی کوئی term of office بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک ڈیمو کریٹک پراسیس ہے' جو بھی حکومت آئے گی اس میں جو بھی وزیر تعلیم ہوں گے وہ اس کو ہیڈ کریں گے۔ ایک ممبر صوبائی اسمبلی ہے تو جو بھی اسمبلی ہو گی اس میں سے جو بھی نامزد ممبر ہو گا' he has to be a sitting member اس طریقے سے چیئرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ہیں ان کی ریٹائرمنٹ ہوتی ہے۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی کا بھی اسی طریقے سے کہ یہ گورنمنٹ functionaries ہیں' سیکرٹریز ہیں یہ گورنمنٹ functionaries ہیں یہ by

انھوں نے by virtue of their designation designate ہونے ہیں۔ جو بھی سیکرٹریز ہوں گے، اس بورڈ کا ممبر ہونا ہے۔ لیکن جب یہاں آپ educationists پر آتے ہیں اور one social worker پر تو میرے خیال میں یہاں پر آ کر اس کو اتنا open نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ممبرز پھر life long ہوں گے۔ اس میں ہم نے یہ propose کیا ہے کہ اس کا ایک ٹائم پیریڈ specify کر دیا جائے۔ اور ہم نے propose کیا ہے کہ یہ پیریڈ تین سال کا ہو۔ اور تین سال کا یہ ایک ایسا پیریڈ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب ہے۔ اس پیریڈ میں ووٹ آف گورنرز جو مزید بنتے ہیں میرے خیال میں اس میں اس کے مختلف ٹائم فریم ہو سکتے ہیں لیکن میں بھی ایک بورڈ آف گورنرز صادق پبلک سکول کا ممبر ہوں۔ میرے خیال میں اس کا tenure لگ بھگ ایک یا دو سال کا ہے۔ There is certain a time period fixed for that ۔ اس میں جناب والا! جو دو distinguished educationist ہیں ان کو اتنا لمبا عرصہ نہ دیں۔ جن کو نامزد کیا جائے اللہ تعالیٰ ان کو لمبی عمر دے۔ لیکن اگر ان کی عمر سو سال کی ہو جاتی ہے اور وہ capable ہی نہیں ہیں۔ mentally retarded ہو جاتے ہیں اور وہ اس قابل ہی نہیں ہوتے کہ وہ جا کر میٹنگز attend کریں۔ تو میرے خیال میں بورڈ آف گورنرز کے ساتھ یہ ایک زیادتی ہو گی کہ ایک ایسا شخص جو اپنے آپ exert نہیں کر سکتا وہ اپنی contribution نہیں کر سکتا وہ وہاں آ جا نہیں سکتا۔ صرف اس لیے کہ وہ نامزد ہو چکا ہے جب تک اس نے زندہ رہنا ہے وہ اس بورڈ میں رہے۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہو گا۔ اور اسی طریقے سے یہاں تک تو بات ٹھیک ہے

........involved in a task of social work of national significance, to be nominated by the Government ;

گورنمنٹ ہر چیز اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہ رہی ہے۔ تو میں کیا کہہ سکتا ہوں ہم تو پہلے ہی propose کر چکے ہیں جہاں جناب سپیکر کو انھوں نے نامزد کرنے والا اختیار دینا پسند نہیں فرمایا تو پھر کسی اور سوشل ورکر کو تو انھوں نے کیا پسند فرمانا ہے۔ اس میں بھی اسی طریقے سے ہے کہ سوشل ورکر تو پھر life member بن گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں، جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ لائف ممبرز بنانا کوئی مناسب نہیں اور جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون کے گوش گزار کرتا ہوں اور وزیر تعلیم صاحب سے بھی عرض کرتا ہوں کہ اس کو قطعاً انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے اور اگر ایک

ایسی چیز سامنے آ رہی ہو جس میں وہ محسوس بھی کر رہے ہیں اب جیسے پہلے انہوں نے فرمایا کہ ہائر ایجوکیشن اور ایلمنٹری میں فرق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں واضح فرق ہے۔ گورنمنٹ نے اگر اس میں bifurcation کر دی ہے اور ہم ایک لاء بنا رہے ہیں تو اس لاء کو accordingly insert کرنا چاہیے۔ ویسے میں کیا کہہ سکتا ہوں میرے محترم بھائی ہیں۔ انھوں نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ جس طریقے سے موجودہ چیف منسٹر تعلیم پر توجہ دے رہے ہیں پہلے کسی حکومت نے یا کسی وزیر اعلیٰ نے اس قسم کی توجہ نہیں دی گویا کہ وہ خود ان کے گھر میں ہی جھگڑا ڈلوا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے بڑے بھائی جو اب وزیر اعظم پاکستان ہیں اور یہاں چیف منسٹر رہ چکے ہیں۔ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے بھی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی تھی ان سے بھی زیادہ ان کے چھوٹے بھائی تعلیم پر توجہ دے رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی ہو رہی ہے، ہمیں وزن دیکھنا چاہیے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے کیا چیز insert کرنی ہے۔ کیونکہ یہ قوانین لمبے عرصے کے لیے بنتے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کروں گا یہ جو دونوں ترامیم ہیں ان میں term of office of three years جو ہے جیسے ہم نے propose کیا ہے اس کو قبول کیا جائے اور اس کو insert کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ سعید اکبر خان صاحب تو اس پر نہیں بول رہے۔ میرا خیال ہے وہ اس پر نہیں بول رہے۔ جی ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! میں محترم قائد حزب اختلاف کا شکر گزار ہوں کہ وہ آج کل شرارتوں پر زیادہ اترے ہوئے ہیں۔ ان ہی کی حکومت میں ان کے وزرائے اعلیٰ کا یہ حال تھا کہ ہمارے ایک کالج کے پرنسپل گئے تو انھوں نے کہا کہ " کی لین آیاں ایں منڈی'ا اسنے جی اٹانومی۔ اسنے دیو بئی اینوں اٹانومی۔ دیندے کیوں نئیں؟ اوناں آکھیا جناب اسے کوئی بیڑا نہیں ہے کا جیہڑا تسیں میرے ہتھ پھڑا دیو گے"۔ It has a process جن لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ autonomy ہے کیا۔ تو وہ اس کے اوپر کیا بات کریں گے؟ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی terms اس لیے بھی specify نہیں کی گئیں ممبر بورڈ آف گورنرز یا ڈائرکٹرز کہ جناب' ادارے کا جو بھی ہیڈ ہے۔ ہم پرنسپل لگاتے ہیں یا ہیڈ ماسٹر لگاتے ہیں تو اس کی term کو ہم specify نہیں کرتے۔ کیونکہ ایجوکیشن ایک ایسی چیز ہے جہاں پر ادارہ اور ہیڈ دونوں اکٹھے grow کرتے ہیں۔ اور وقت کے لحاظ سے جو ادارے کا ہیڈ ہے

وہ اس ادارے کو contribute کرتا ہے اس کو develop کرنے میں مدد دیتا ہے۔ and they become synonymous over the years۔ آپ دیکھیں کہ تعلیمی اداروں میں اٹھارہ بیس پچیس پچیس سال تک لوگ نوکری کرتے ہیں ان کو کوئی نہیں ہلاتا۔ کیوں کہ They are contributing.The institution is growing with them۔ تو اسی اصول پر جناب والا! اگر بورڈ آف گورنرز ہوگا' ان کی کارکردگی حکومت watch کر رہی ہے اگر اس میں کوئی تنزلی آتی ہے تو The whole board is packed up یہ اس کی فلاسفی ہے۔ اس لیے ہم نے اس میں اس کی term of appointment specify نہیں کی۔ کیوں کہ یہ کوئی انتظامی عہدہ نہیں ہے۔ یہ ایک بہت اہم قسم کا عہدہ ہے جس میں ایک intellectual آدمی کی contribution کی ضرورت ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in para (vi) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Government and semi-colon" appearing at the end, the words "with a term of office of three years" be inserted

(The Motion was lost)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in para (vii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill. as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Government" and semi-colon appearing at the end, the words "with a term of office of three years" be inserted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The fifth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais,

Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker, I move:

> That in para (viii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word "and" appearing at the end be deleted and the following new para (ix) be added thereafter and subsequent para be re-numbered accordingly:-
>
> "(ix) One agriculturist to be nominated by the Aiwan-e-Zaraat, Punjab; and

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That in para (viii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word "and" appearing at the end be deleted and the following new para (ix) be added thereafter and subsequent para be re-numbered accordingly:-
>
> "(ix) One agriculturist to be nominated by the Aiwan-e-Zaraat, Punjab; and

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: اس پر سعید اکبر خان صاحب بات کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو بل کمیٹی کی طرف سے recommend ہو کر آیا ہے اور اس میں بورڈ کو جس طریقے سے constitute کیا گیا ہے اور اس میں جو کلازز رکھی گئی ہیں جیسا کہ

The Board of Governors of the college shall consist of the following members.

جناب سپیکر! اگر آپ آخری سب کلاز کو دیکھیں تو اس میں اس constitute ہونے والے بورڈ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ:

One industrialist to be nominated by the chamber of commerce.

تو ہم نے یہ محسوس کیا کہ اس بورڈ میں انہوں نے تمام اداروں کو نمائندگی دی ہے۔ یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس میں اس بورڈ کی کارکردگی بہتر ہوگی تاکہ تمام مکتبہ فکر کے لوگ اس میں شامل ہوں گے اور وہ اس کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے contribute کریں گے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر کالج میں رورل ایریا سے بھی طلبا آتے ہیں، وہاں داخل ہوتے ہیں اور اس ملک کی اکثریت رورل ایریا سے تعلق رکھتی ہے اور ان کے مسائل بھی ہوتے ہیں اور ان کو داخلے میں بھی کافی تکالیف ہوتی ہیں تو ہم نے اس میں اسی نکتے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ جیسے چیمبر آف کامرس کی نامزدگی پر بھی ان کا ایک نمائندہ ہوگا تو یہاں ایوان زراعت بھی ہے اور اس کا صدر نامزد کرے گا کہ اس بورڈ کے لیے زراعت پیشہ بھی ایک ممبر نامزد کرے گا کہ وہ یہاں اکثریتی آبادی کے لوگوں کی نمائندگی کرے گا اور طلباء کو داخلے کے لیے جو مسائل پیش آتے ہیں تو وہ وہاں بیٹھ کر ان کو حل بھی کریں گے اور ان کے لیے مدد کریں گے۔ جناب سپیکر! اگر میں یہ بات کہوں اور اس ترمیم میں میرا اپنا ذاتی نقطہ نظر یہ بھی تھا کہ جیسا کہ یہ حکومت دیہاتی اور کاشت کاروں کو ہر بات میں اور ہر جگہ نظر انداز کرتی ہے تو ان کو محسوس کرایا جائے کہ اس ملک کے بنانے میں یا اس ملک کو ترقی دینے میں سارا حصہ صنعت کاروں کا نہیں ہے۔ کاشت کار، زمین دار اور اکثریت آبادی کا بھی اس ملک کو ترقی دینے اور اس ملک کو بنانے میں اور اس ملک کی بقاء کے لیے دعا کرنے میں حصہ ہے۔ تو جب آپ اس طرح کی نامزدگی کریں گے تو اس میں ضرور تعصب پیدا ہوگا کہ صنعت کاروں کو کیوں نامزدگی دی جا رہی ہے اور کاشت کاروں کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ جناب سپیکر! یہ اس میں ہزار تاویلیں دیں کہ وہ صنعت کار ہیں انہوں نے عطیات دیئے ہیں، انہوں نے یہ سارا کچھ کرنا ہے اور یہ لاہور میں ہے تو ہم نے اس لیے چیمبر آف کامرس کے صدر کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ نامزد ضرور کرے۔ اگر صنعت کار پڑھا لکھا ہے تو کاشت کار بھی پڑھا لکھا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس بات میں نہیں جانا چاہتا اس میں بحث شروع ہو جائے گی' یہ جان بوجھ کر اکثریتی طبقے کو ہر بات میں نظر انداز کرتے ہیں اور جان بوجھ کر سازش کے تحت اس طریقے سے کرتے ہیں کہ اگر کوئی ٹیکس کی وصولی کی بات ہے تو کاشت کار ٹاپ پر ہیں۔ اگر اس ملک میں سب سے زیادہ زرمبادلہ کمانے کی بات ہے تو وہ زراعت سے آ رہا ہے۔ اگر کسی جگہ نمائندگی دینی ہے تو وہاں ان کو consider نہیں کیا جاتا' ان کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ میں نے تو ذاتی طور پر یہ ترمیم اسی سوچ کے تحت دی ہے کہ اس حکومت کو محسوس کرایا جائے کہ صرف صنعت کار ہی اس ملک کے بنانے میں تگ و دو نہیں کر رہے' حصہ نہیں ادا کر رہے' سب سے زیادہ کاشت کار اس ملک کو بنانے اور اس ملک کی ترقی میں حصہ دار ہیں۔ اب جب آپ نامزدگی کرتے ہیں تو آپ کے ذہن میں ایک ہی طبقہ چھایا ہوا ہے جس طبقے کو' آپ ہر میدان میں نظر انداز کر رہے ہیں اس کو بھی نامزدگی دینی چاہیے۔ اب یہ کہیں گے کہ جناب! یہ کون سی بات ہے' انہوں نے اس بحث میں تعصب کی باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔ جناب سپیکر! ہر آدمی کے عمل سے جب کوئی دوسرا آدمی کوئی بات محسوس کرتا ہے تو پھر وہ اسی نظریے سے پیش کرتا ہے۔ ان کو اس بورڈ کے constitute کرنے اور ممبر شپ دینے کے لیے ان کو صنعت کار یاد تھے۔ اگر ان کے ذہن میں تعصب نہیں تو پھر کاشت کار کا نام کیوں نہیں دے دیا۔ جناب سپیکر! اسی وجہ سے اس ملک میں اس صوبے میں ساؤتھ اور نارتھ کا تعصب پھیل رہا ہے۔ کاشت کار اور صنعت کار کے درمیان یہ تمام تعصب پھیلانے میں گورنمنٹ ذمہ دار ہے اور یہ تعصب پھیلانے میں گورنمنٹ کا حصہ ہے۔ ہم نے اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو realise کرانے کے لیے یہ کہا ہے کہ جب بھی آپ کوئی سلیکشن کریں تو جس طرح آپ دوسرے طبقے کو نمائندگی دینا چاہتے ہیں اسی طرح آپ اس طبقے کو بھی نمائندگی دیں کیونکہ اس کا بھی حصہ ہے اور اس میں پڑھے لکھے اور باشعور لوگ ہیں ۔ وہ لوگ کسی بھی معاملے میں بہترین contribute کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ انہیں سلیکشن میں ضرور یاد رکھا کیجیے' کیونکہ وہ بہت بڑی آبادی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر گورنمنٹ نے کسی تعصب کے بغیر یہ بورڈ constitute کیا ہے تو پھر ضرور ہماری amendment کو consider کریں۔ اور اس طبقہ کو نمائندگی دیں۔ شکریہ۔

وزیر تعلیم، لگتا ہے کہ آج سورج گرہن نہیں دیکھنا۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جیسا کہ معزز وزیر صاحب فرما رہے ہیں اور میرے خیال میں ایڈوائس بھی یہی کیا گیا ہے کہ ڈیڑھ بجے سے لے کر سات بجے تک آپ اندر رہیں۔ میرے خیال میں continue رکھا جائے تو اچھی بات ہے۔ اگر آپ نظر دوڑا کر دیکھیں تو ان کی تعداد کو بھی ہم برداشت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جو amendment ہم نے propose کی ہے میں اپنے بھائی سعید اکبر خان کے views کو endorse کروں گا کہ یہ گورنمنٹ کا بہت ہی discriminatory رویہ ہے جو کہ یہ legislation لے کر آئی ہے اور اس سے تعصب پیدا کیا جارہا ہے کہ agricultures طبقہ جس کو موجودہ گورنمنٹ نے سیکنڈ کلاس کا درجہ دے دیا ہے۔ آپ نے اس میں سوشل ورکر بھی شامل کرلیے ہیں تعلیم یافتہ لوگ بھی آپ نے اس میں شامل کر لیے اور صنعتکار بھی شامل کرلیے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ agriculture کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔ آبادی کا 72% حصہ زراعت سے تعلق رکھتا ہے اور پھر بھی آپ اس کو نمائندگی نہیں دے رہے ہیں۔ ہم نے یہ propose کیا ہے کہ اس میں ایوان زراعت پنجاب کی طرف سے نمائندگی دی جائے ۔ اب ایوان زراعت کے صدر کون ہیں؟ ان کا تعلق حکومتی بنچ سے ہے اور وہ اکرم چیمہ صاحب ہیں۔ اب ہماری amendment کہ غیر جانبدار بندہ سپیکر nominate کرے، تو وہ بھی پسند نہ آئی۔ پھر ہم نے کہا کہ تین سال والی شق رکھ دیں تو وہ بھی پسند نہ آئی۔ اب ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑے طبقے کو نظر انداز کیا جارہا ہے اور اس کو سیکنڈ کلاس تصور کیا جا رہا ہے تو پھر مجھے یقین ہے کہ اپنی سابقہ روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو ترمیم آئی ہے اس کو قطعاً نہیں ماننا اور انھوں نے اس کو oppose کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر تعلیم جو کہ بہت اچھے کاشت کار ہیں۔ وہ زراعت پیشہ کمیونٹی کو support کریں گے۔ یہاں پر جو دوست بیٹھے ہیں، وہ بھی زیادہ زراعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں جنھوں نے ان کو ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے، یہ ان کا خیال ضرور رکھیں گے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے، اس کو support کریں گے۔

جناب سپیکر! آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ ہر معاملے میں دیکھا گیا ہے کہ کاشت کار طبقے کو نظرانداز کیا جاتا ہے یا جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ دوسرے درجے کا شہری تصور کیا جاتا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا، کیونکہ پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ غیر متعلقہ بات ہو رہی ہے۔ لیکن

جب کاشت کاروں کی بات ہوگی تو آپ uplift کو دیکھ لیں' دیہاتی علاقوں اور شہری علاقوں کو دیکھیں تو وہاں بھی discrimination ہے۔ آج ہی زرعی انکم ٹیکس کی بات ہوئی ہے تو اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ ملتان اور بہاول پور ڈویژن نے ٹاپ کیا۔ حکومت نارتھ اور ساؤتھ کی بات کرنے سے بہت گھبراتی ہے۔ میں نارتھ اور ساؤتھ کی بات نہیں کرتا لیکن جو زرعی ڈویژن ہیں' ان میں زرعی انکم ٹیکس ملتان اور بہاولپور سے سب سے زیادہ آ رہے ہیں۔ They are contributing most towards the economy of this province and this country. تو ان کو نظرانداز کیوں کیا جاتا ہے؟ اگر قرضے کی بات ہوتی ہے تو اس میں بھی زراعت پیشہ طبقے کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔ صنعت کار کو اربوں میں قرضے دے دیے جاتے ہیں' ان کو پہلے مل لگانے کے لیے قرضہ دیا جاتا ہے پھر مل چلانے کے لیے قرضہ دے دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو نقصان ہو گیا ہے تو پھر اس کو waive off بھی کر دیا جاتا ہے اور کاشت کار بے چارے کے لیے حکومت بلند بانگ دعوے تو حکومت کر دے گی۔ وہ کہہ دے گی کہ ہم one window operation کے ذریعے 60 بلین کے قرضہ جات اس دفعہ دے رہے ہیں۔ اور جب فصل نہیں ہوتی تو جس بے چارے نے پانچ ہزار روپیہ دینا ہوتا ہے تو اس کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتے ہیں۔ جو اربوں روپے لوٹنے والے ہیں ان کو بلا کر موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ آپ جائیں Emirates کی فلائیٹ سے آج دوبئی چلے جائیں' آپ لندن چلے جائیں' آپ نیو یارک چلے جائیں کیونکہ آپ نے اربوں روپے جمع کروانے ہیں۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ discrimination ہے۔ جناب سپیکر! ہمارا صوبہ زرعی ہے اور جیسے کہا جاتا ہے کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ آپ آج دیکھ لیں کہ حکومت نے اس ریڑھ کی ہڈی کو یہاں کوئی نمائندگی نہیں دی۔ یہ کس طرح کہتے ہیں کہ حکومت کاشت کار طبقے کے لیے کوئی بھلائی کر رہی ہے۔ ابھی کل ہی فلیٹ ریٹ کی بات ہوئی تھی تو میرے ایک بھائی نے اٹھ کر یہ کہہ دیا اور ایسے بھائی نے کہہ دیا جو کہ خود کاشت کار بھی ہیں۔ انھوں نے پچھلے ایک اجلاس میں یہ کہا تھا کہ اربوں ڈالر کا ہم آلو برآمد کر رہے ہیں۔ اب ان کو یہ نہیں پتا کہ ڈالر اور روپے میں فرق کتنا ہے۔ وہ اربوں روپے نہیں اربوں ڈالر کی بات کر گئے اور کل وہ کہتے ہیں کہ فلیٹ ریٹ ان کی حکومت نے کیا ہے اور فلاں حکومت نے مہنگا کیا تھا۔ یہ نہیں سمجھ رہے کہ فلیٹ ریٹ کس گورنمنٹ نے ختم کیا اور غلط فیصلہ کیا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ غلط فیصلہ یہ جلدبازی میں کرتے ہیں اور ہم اب یہ قانون

سازی بھی جلد بازی میں کر رہے ہیں۔ ہم نے آج جو ترامیم دی ہیں۔ اس پر صحیح طریقے سے غوروخوض نہیں ہو رہا اور اس پر mind apply نہیں کیا جا رہا۔ صرف ہاں اور ناں ہو رہی ہے۔ اور آپ نے کل دیکھا کہ ہاں ناں کے وقت بھی چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ refresher course کا بندوبست کریں۔ جیسا کہ کل آپ نے دیکھا کہ ایک پرائیویٹ ممبر کا بل آیا۔ اس میں نہ کسی نے "ہاں" کی اور نہ کسی نے "ناں" کی اور سارے دیکھ رہے تھے کہ معزز وزیر قانون کیا اشارہ کرتے ہیں۔ معزز وزیر قانون صاحب خود غالباً confuse بیٹھے تھے کہ میں دیکھوں کہ باقی جو معزز اراکین اسمبلی ہیں۔ کیا ان کو پتا بھی ہے کہ "ہاں" اور "ناں" کہاں کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں میرا مقصد یہ ہے کہ یہ discrimination جو ہے We should just end this discrimination. یہاں گورنمنٹ جو بھی قوانین بناتی ہے اور یہ ایک نیا قانون بنا رہی ہے۔ آپ یہاں gesture دیں' gesture of good will دیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مکمل طور پر غیر متعلقہ گفتگو ہے۔ جتنی دیر آپ اور ہمیں حکم دیں گے' ہم برداشت کر لیں گے۔ لیکن انھوں نے یہ جو فرمایا ہے کہ لاء منسٹر کل چپ کر کے بیٹھے رہے' وہ پرائیویٹ ممبر بل تھا اور گورنمنٹ نے اس کو oppose نہیں کرنا تھا۔ یہ کہنا کہ ہمیں سمجھ نہیں آئی اور ہم خاموش بیٹھے تھے۔ ہم تو اس لیے خاموش بیٹھے تھے کہ ہم نے اس کو oppose نہیں کرنا تھا۔ پرائیویٹ ممبر بل تھا' ممبران کی اپنی مرضی تھی کہ اس کی حمایت کرتے یا مخالفت کرتے۔ یہ غلط تاثر دیا جا رہا ہے۔ میں پھر دوبارہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف اور صرف gallery سے play کرنے کے لیے معزز قائد حزب اختلاف ہر روز کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کی خود انہیں سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ وہ بات کیا کر گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' جی۔

وزیر آب پاشی، میں بھی عرض کروں گا کہ ہم کبھی ان کی بات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ یہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ ان کا ایک اعلیٰ مقام ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ان میں مداخلت کی جائے۔ جناب والا! میں بڑے ادب کے ساتھ ایک عرض کروں گا کہ ان کا یہ مقام نہیں بنتا کہ یہ

South کی بات کریں۔ یہ لیڈر آف دی اپوزیشن پورے پنجاب کے ہیں۔ انہیں South کی بجائے پورے پنجاب کی بات کرنی چاہیے۔ جب یہ ساؤتھ کی بات کرتے ہیں تو اس سے تعصب ابھرتا ہے اور یہ بہت بری بات ہے۔ میں بڑے ادب سے کہہ رہا ہوں کہ انہیں کم از کم ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: جی' اس میں relevant رہیں۔ اس کو wind up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں relevant ہوں اور بہت ادب کی بات کی ہے۔ مجھے تو بڑی خوشی ہوئی ہے کہ دونوں وزرائے کرام نے یہ بتایا ہے کہ ان کو کل سمجھ آئی تھی۔ بڑی اچھی بات ہے۔ جناب سپیکر! آپ تو اس وقت گورنر تھے۔ آپ تو یہاں تشریف فرما نہیں تھے تو ان کو بطور فنانس منسٹر دو ہی الفاظ آتے تھے۔ باادب یا بہت افسوس۔ اس کے علاوہ انہوں تب بھی کوئی بات نہیں کی۔ آج بھی وہ بڑے ادب سے بات کر رہے ہیں اور میں بڑے مؤدبانہ انداز میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے South کی بات نہیں کی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ discrimination اور تعصب کیوں پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا تھا کہ میں South کی بات نہیں کرنا چاہتا' کیونکہ آپ کو بری لگتی ہے ۔ میں تو پورے پنجاب کی بات کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ 72 فی صد آبادی اس ایگریکلچر طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کو ایگریکلچر منسٹر بھی بنا دیا گیا ہے تو "look after the business of the House" اس کو اگر میں یہ کہوں کہ "کم چلاؤ وزیر" تو پھر یہ ناراض ہوتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ "ڈنگ ٹپاؤ وزیر" تو پھر بھی ان کو غصہ لگے گا۔ لیکن فرق یہ ہے کہ آپ ایگریکلچر منسٹر ہیں۔ اس کو پنجابی میں "کم چلاؤ" کہہ دیتے ہیں۔ گرمکھی میں اس کو "ڈنگ ٹپاؤ" کہتے ہیں۔ پہلے بھی آپ ناراض ہوتے تھے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کو کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہیں کہ ہماری اس امنڈمنٹ کو کیا یہ پذیرائی بخشتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ جو ایگریکلچر' کاشت کار اور زراعت کی ٹھیکے دار بنی ہوئی ہے۔ آج دیکھتا ہوں کہ اس کی یہ مدد کرتے ہیں یا نہیں۔ تو میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل ایک امنڈمنٹ ہے' اس کو پذیرائی بخشیں اور اس کو منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

وزیر آب پاشی: جناب والا! اب عجیب بات ہے کہ ایک تعلیمی ادارے کی بات ہو رہی ہے۔ اس پر یہ

بار بار ایگریکلچر کی cost کو پروموٹ کر رہے ہیں۔ یہاں پر اگر ان کی یہ بات کہ educationists کو بڑھایا جائے تو بڑی عمدہ بات ہوتی اور ہم اس کی مدد بھی کرتے۔ اب سید اکبر خان صاحب کو شاعری پر لگا دیا جائے تو وہ کیا کہیں گے اور سید اکبر خان صاحب کی بجائے جناب سعید احمد خان منیس صاحب کو کسی انڈسٹری میں لگا دیا جائے تو وہ وہاں کیا contribute کریں گے۔ جناب والا! ایگریکلچر کو ہم دوبارہ پروموٹ کرتے ہیں لیکن اس کی تعلیمی ادارے میں کوئی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر جواب دیں گے۔

وزیر قانون، نہیں سر! وہ ایجوکیشن منسٹر صاحب دیں گے۔ جناب سپیکر! میں ایک مختصر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات سمجھنے کی سمجھانے کی اور ایجوکیٹ کرنے کی۔ معزز قائد حزب اختلاف بار بار کرتے ہیں کہ وزراء کو سمجھ نہیں آتی۔ کہتے کہ کوئی "ڈنگ ٹپاؤ" ہے کوئی کیا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارا جو گزشتہ بجٹ اجلاس گزرا ہے اس میں بھی میں نے ایک بات دیکھی ہے اور اس اجلاس میں بھی میں نے دیکھی ہے۔ پھر میں نے اس کی تھوڑی تحقیق کی اور متعلقہ لوگوں سے میں نے رابطہ کر کے ان سے پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے، معظم وٹو صاحب اجلاس میں کیوں نہیں آ رہے تو پتا یہ چلا کہ بڑے وٹو صاحب نے انہیں منع کیا ہے کہ میں نے ان کی شاگردی میں آپ کو دیا تھا کہ آپ کچھ سیکھیں گے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود بے چارے جیل میں چلے گئے۔ انہوں نے کہا جتنا ان کو ان کی کمپنی سے دور رکھا جائے بہتر ہے۔ کہیں ان کا کل نتیجہ یہ نہ نکلے کہ وہ بھی جیل میں ہوں۔

جناب سپیکر، جی، ایجوکیشن منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جس طرح سے یہ۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، انہیں اب بول لینے دیں۔ آپ کو تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ جو مسئلہ ابھی چل رہا ہے اس حوالے سے تو آپ کی ذاتی وضاحت بنتی ہی نہیں ۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، اب بندہ ہی نہیں رہ گیا۔ نام کیوں لیتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں، آپ کا بالکل نام نہیں لیا۔ میں نے خود سنا ہے۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جو اقبال صاحب لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ انہوں نے آپ کا نام نہیں لیا۔ جی، ایجوکیشن منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جس طرح سے سعید اکبر صاحب اس امنڈمنٹ کے اوپر بولتے رہے ہیں یا پہلی امنڈمنٹس جو انہوں نے move کی ہیں۔ مجھے اب جو بھی ان کے پاس ڈگری ہے چاہے میٹرک کا سرٹیفکیٹ ہے یا ایف اے کا ہے اس کو سلوٹ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کو شاید سارے علم آتے ہوں مگر تعلیم میرا خیال ہے کہ نہیں آتی۔ جناب والا! یہ ہم ایگریکلچر یونیورسٹی کے بورڈ آف گورنرز کی بات نہیں کر رہے۔ جدھر ان کو ایوان ایگریکلچر سے بندہ چاہیے۔ یہ ہم ایک female کالج انسٹی ٹیوشن کی بات کر رہے ہیں اور یہ بورڈ آف گورنر کی بات کر رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ایگریکلچر یونیورسٹی کے بورڈ آف گورنرز پر ضرور representative ایگریکلچرسٹ ہوں گے اور ہیں۔ تو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ آج تک کسی لحاظ سے بھی agriculture has never been known to contribute to female education مجھے یہ کسی طریقے سے ثابت کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) دوسرے یہ چیمبر آف کامرس سے اس لیے کہ These females tomorrow have to get a job in the market.

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، پہلے انہیں بات تو مکمل کر لینے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا college of women ٹیکنیکل کالج ہے کہ یہاں انڈسٹریلسٹ کا ہونا ضروری ہے کہ وہ بیٹھ کر contribute نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، اس لیے میں نے کہا ہے کہ انہیں بات مکمل کر لینے دیں۔ آپ کی بات کا بھی جواب آ جائے گا۔

وزیر تعلیم، آپ ذرا مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ میں اس کا بھی جواب دیتا ہوں۔ ایجوکیشن کی آج ایک مارکیٹ ہے اور آج ایجوکیشن کالجز میں اس بات پر تفریق نہیں کی جا رہی کہ کوئی کیا پڑھ رہا ہے۔ اس بات پر تفریق کی جا رہی ہے کہ اس ایجوکیشن کی مارکیٹ میں کیا وقت ہے۔ ********

(نعرہ ہائے تحسین)

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس کو ایجوکیشن ایگریکلچر انسٹی ٹیوشن کر رہے ہیں اور یہ خود بھی ایگریکلچرسٹ ہیں۔ ان کو اس طرح سے باتیں نہیں کرنی چاہئیں کہ ایگریکلچر نے کوئی contribute نہیں کیا۔ اس کا کیا حصہ ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح کی باتیں ریکارڈ پر آئیں گی اور میڈیا میں آئیں گی۔ جناب سپیکر! اس سے 75 فی صد آبادی کی اس ہاؤس میں تضحیک ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جو سید اکبر خان صاحب کی ذات کے حوالے سے جو بات کہی گئی ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنتی۔ جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! آدمی اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ یہ صرف اس امنڈمنٹ کے حوالے سے ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں نے جو بات کہی تھی اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ چلو کوئی بات نہیں۔ یہ صرف اس امنڈمنٹ کے حوالے سے بات کی جائے۔ ٹائم پانچ منٹ کے لیے extend کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب! میں نے یہ کہا تھا کہ agriculture is not known to be contributing to female education. I did not to say anything else. جو انہوں نے بات کی وہ بالکل اس کے الٹ کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، اچھا تو آپ اس امنڈمنٹ کے حوالے سے بات کریں۔

وزیر تعلیم، ٹھیک ہے سر! تو وہ چیمبر آف کامرس کا ذکر اس لیے ہم نے کیا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ ہم ان کو چیمبر آف کامرس سے اس لیے لائے ہیں کہ وہ ہمیں بورڈ آف گورنرز کے اوپر نصیحت کر سکیں کہ مستقبل میں عورتوں کے لیے کس قسم کی job market پیدا ہو رہی ہے۔۔۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر، منیس صاحب! ایک منٹ، ابھی ذرا چلنے تو دیں۔ ابھی نہیں ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔ اس کے بعد آپ اپنی بات کریں۔ اس طرح ایک ایک منٹ کے بعد پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ نے اپنی پوری بات کر لی ہے۔ آپ کی بات کے دوران کسی نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں

اٹھایا۔ تو اس لیے آپ ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اگر صرف حقوق کی بات ہے تو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔ میں خود agriculturist ہوں اور خدا کے فضل سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ زراعت کے بارے میں مجھے ان سب سے زیادہ سمجھ ہے۔ and I am presiding that Board of Governors اس سے زیادہ ان کو representation کہاں سے ملے گی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو بھی amendment seek کر رہے ہیں This is totally irrelevant and it must be rejected.

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is :

> That in para (viii) of sub-clause (1) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word "and" appearing at the end be deleted and the following new para (ix) be added thereafter and subsequent para be re-numbered accordingly:-
>
> "(ix) One agriculturist to be nominated by the Anwan-e-Zaraat, Punjab; and

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

> That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات' 12۔ اگست' 1999ء
(یوم الخمیس' 29۔ ربیع الثانی 1420ھ)

جلد: 16 ۔ شمارہ:3
(بشمول شمارہ جات 1 تا9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ٹرانسپورٹ 'ایکسائز و ٹیکسیشن
اور لائیو سٹاک) ---------------- 2

____نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 30

تحاریک التوائے کار:
فیصل آباد کے آب پاشی نظام کی خستہ حالی (------جاری) ---------------- 39

قرارداد:
بھارت کی طرف سے پاک بحریہ کے طیارہ کو پاکستانی علاقے
میں مار گرانے کی مذمت ---------------- 43

(جاری------)

تحاریک التوائے کار،

فیصل آباد شہر میں آلودگی کا پھیلاؤ (----------جاری) 47

___ضلع بھکر میں سرکاری جنگلات کی ناجائز کٹائی اور فروخت 48

___سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی 54

پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹیں
برائے سال 1995، اور سال 1996، 58

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)،

مسودہ قانون' لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ' 1998، (-------جاری) 58

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولہواں اجلاس)

جمعرات' 12۔ اگست 1999ء

(یوم الخمیس' 29۔ ربیع الثانی' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠

سورۃ النساء آیت 59

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اورحکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور رجوع کرو۔ اگر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا کیا۔

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ٹرانسپورٹ' ایکسائز وٹیکسیشن اور لائیو سٹاک)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ ٹرانسپورٹ' ایکسائز اور لائیو سٹاک کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک رشید احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! طیارے کے شہداء کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔ میرے خیال میں 11 بجے جنازہ ہے۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی کر لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ کے لیے جنازہ شرط نہیں ہے۔ وفات ہونے کے بعد کسی وقت بھی آپ ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ اس لیے اگر مناسب سمجھیں تو پہلے ان کے لیے فاتحہ کر لیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! جیسا کہ کل طے ہوا تھا آج اس سلسلے میں قرارداد بھی پیش ہونی ہے اور قرارداد میں ہی باضابطہ طور پر اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہم ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کریں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ دس منٹ انتظار کر لیا جائے کیونکہ قرارداد آ چکی ہے اور ہم نے اسمبلی میں جمع کروائی ہے۔

جناب سپیکر، وہ متفقہ قرارداد ہے؟

وزیر قانون، جی وہ متفقہ قرارداد ہے۔

جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف سے بات ہو گئی ہے؟

وزیر قانون: جی ہاں' ان سے میری بات ہو گئی ہے۔ متفقہ طور پر قرارداد بھی آئے گی اور فاتحہ خوانی بھی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔-جی بھچر صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1702

وٹرنری آفیسرز کی خالی اسامیوں پر تعیناتی

*1702۔**ملک ممتاز احمد بھچر**، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع میانوالی میں سینئر وٹرنری آفیسر (ایس۔وی۔او) کی اسامی کب سے خالی پڑی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع میانوالی میں کتنے وٹرنری آفیسرز کام کر رہے ہیں کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ کیا حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال):

(الف) ضلع میانوالی میں سینئر وٹرنری آفیسر کی اسامی یکم فروری 1994ء سے خالی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع میانوالی میں دس وٹرنری آفیسر کام کر رہے ہیں اور وٹرنری آفیسرز کی دس اسامیاں خالی ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے وٹرنری افیسرز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کی سفارش کی ہے۔ ان کی دستیابی پر وٹرنری افیسرز کی خالی اسامیاں عنقریب پر کر دیجائیں گی۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہاں دس آدمی posted ہیں لیکن انھوں نے اپنی ڈیوٹیاں سرگودھا وغیرہ میں لگوا رکھی ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان دس افسران کو میانوالی واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ: معزز رکن ان کی نشان دہی کریں۔ میں ان شاء اللہ ان کو وہاں پہنچاؤں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ بٹ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال پھر حاجی امداد حسین صاحب کا ہے لیکن حاجی امداد حسین صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 2664

چوک حافظ لال میں وٹرنری سنٹر کا قیام

*2664۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوک حافظ لال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے مقام پر وٹرنری سنٹر کے قیام کے لئے ضروری ہدایات جاری کی ہیں۔

(ب) حکومت مذکورہ سنٹر کب تک قائم کر رہی ہے اور اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی جا چکی ہے' اور بقیہ کارروائی کب تک مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(رانا محمد اقبال)۔

(الف) ڈائرکٹر اینیمل ہیلتھ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کے حکم نمبری 4720-23 بتاریخ 08-05-99 کے تحت چوک حافظ لال میں وٹرنری سنٹر کے قیام کی منظوری دے دی گئی ہے۔

(ب) جواب جز "الف" میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب بھی نامکمل ہے ' وزیر موصوف نے سوال کے جواب میں اوپر جو بات کی ہے ' نیچے اور اوپر والے سوال کا جواب آپ پڑھیں تو بہت مختلف ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ چوک حافظ لال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے مقام پر وٹرنری سنٹر کے قیام کے لیے ضروری ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ نیچے میں نے پوچھا تھا کہ حکومت مذکورہ سنٹر کب تک قائم کر رہی ہے اور اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی جا چکی ہے اور بقیہ کارروائی کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جناب والا! ایک سکیم منظور ہوگئی ' میرا مطلب ہے کہ اس کے لیے کوئی بجٹ مختص کیا گیا یعنی مزید اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر جب یہ سکیم approve ہوئی ہے' یا انھوں نے اس کی منظوری دی ہے اس کے لیے کوئی

بجٹ بھی رکھا گیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک، جناب والا! جو سنٹر وہاں پر قائم ہے اس پر تعیناتی کی ہم نے بات کی ہے۔ تعیناتی ہم نے کر دی ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس میں مزید ان کی کوئی غلط فہمی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ نے وزیر موصوف کا جواب سنا ہے؟ میں نے سوال کیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ چوک حافظ لال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے مقام پر وٹرنری سنٹر کے قیام کے لیے ضروری ہدایات جاری کی گئی ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہاں پر وٹرنری افسر مقرر کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنا سوال repeat کر دیں۔

جناب سعید اکبر خان، کیا یہ درست ہے کہ چوک حافظ لال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے مقام پر وٹرنری سنٹر کے قیام کے لیے ضروری ہدایات جاری کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے اس سنٹر کی منظوری دے دی ہے اس کی سکیم کی منظوری دے دی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جب سکیم کی منظوری ہو گئی ہے بجٹ کے لیے کچھ پیسے بھی رکھے گئے ہیں یا پہلے سکیم ہی approve ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جو سکیم منظور ہوئی ہے۔۔۔

وزیر لائیو سٹاک، جناب والا! سنٹر بنا ہوا تھا ہم نے اس کو چالو کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس میں جو آپ نے جواب دیا ہے اپنے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ ڈائرکٹر ڈیری ڈویلپمنٹ کے حکم نمبر ظلل کے تحت چوک حافظ لال میں وٹرنری سنٹر کے قیام کی منظوری دے دی گئی ہے۔ کیا سنٹر پہلے سے وہاں پر چل رہا تھا؟

وزیر لائیو سٹاک، جناب والا! سنٹر کی وہاں پر جگہ موجود تھی جس پر ہم نے اپنا آدمی وہاں پر تعینات کیا ہے۔ فی الحال ہم نے اس سنٹر کو دوسرے سنٹر کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ کیونکہ فی الحال ملازمت پر پابندی ہے۔ جوں ہی ملازمت پر پابندی اٹھے گی تو پھر ہم whole time کے لیے آدمی دے دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں آدمی کی بات نہیں انھوں نے تو سنٹر کی بات کی ہے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! سنٹر ہم تو نہیں بناتے۔ سنٹر تو ضلع کونسل بناتی ہے۔

جناب سپیکر: سنٹر وہاں پر موجود ہے۔ کیونکہ آپ کا جو جواب ہے ----

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! سنٹر کی انھوں نے نشان دہی کی اس پر ہم نے عارضی طور پر آدمی کو تعینات کر دیا ہے

جناب سپیکر: نہیں' آپ کے جواب سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ نے وٹرنری سنٹر کے قیام کی منظوری دے دی۔اس حوالے سے انھوں نے ضمنی سوال کیا ہے۔ یا تو پھر آپ کے محکمے کی طرف سے جواب غلط دیا گیا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! یہ جواب اللہ کے فضل سے غلط نہیں ہو سکتا۔ یہ ضروری نہیں کہ وہاں پر محکمہ ہی بلڈنگ بنائے یا ضلع کونسل بنائے۔ وہاں پر اگر کوئی ایسی جگہ ہے تو اس پر ہم اپنا آدمی بھیج دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں پھر تو آپ کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہم نے وہاں پر ایک آفیسر کو depute کر دیا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک: جی وہ تو ہم نے وہاں پر لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ پھر جواب ہونا چاہیے تھا۔ آپ کا تو جواب یہ ہے کہ وہاں آپ نے سنٹر کی منظوری دے دی ہے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ سنٹر کی منظوری کا مطلب یہ نہیں کہ ہم جگہ بھی دیتے ہیں۔سنٹر کی منظوری کا مقصد یہ ہے کہ وہاں پر ہم اپنا سٹاف دیتے ہیں۔ سٹاف عارضی طور پر ہم نے وہاں پر لگا دیا ہے۔ بلڈنگ بنانا محکمہ لائیو سٹاک کی ذمہ داری نہیں' بلکہ ضلع کونسل یا اور کوئی ادارہ اس کو بناتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ خود بھی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں'

میں بھی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور منسٹر صاحب خود بھی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ شاید میرے بھائی رانا اقبال صاحب confuse ہو رہے ہیں۔ محکمہ لائیو سٹاک بھی وٹرنری سنٹرز بناتا ہے اور ان کے وٹرنری سنٹرز محکمے کے ماتحت کام کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ضلع کونسلیں بھی وٹرنری سنٹر بناتی ہیں اور اس میں یہ وٹرنری آفیسر تعینات کرتے ہیں ۔ میرا تو سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں پر سنٹر محکمے نے منظور کیا تھا۔جس کا انھوں نے اپنے جواب میں حوالہ بھی دیا ہے کہ سنٹر کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔ قیام کا مطلب یہ ہے کہ یہ سنٹر محکمہ بنائے گا۔یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے وٹرنری آفیسر تعینات کر دیا ہے ۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ کے جواب میں سنٹر کے قیام کا ذکر نہ ہوتا تو پھر یہ ضمنی سوال نہیں بنتا تھا۔ لیکن چونکہ جواب میں لکھا ہے کہ وٹرنری سنٹر کے قیام کی منظوری دے دی گئی ہے۔اگر وٹرنری سنٹر کے قیام کی منظوری دے دی گئی ہے ۔ اس کا لامحالہ پھر یہی سوال بنتا ہے کہ آپ نے اگر منظوری دی ہے تو اس کا تخمینہ بھی بنا ہوگا۔ لیکن آپ کے ضمنی سوال کے حوالے سے جواب ہے' وہ لکھے ہوئے جواب سے بالکل مختلف ہے۔آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے وہاں پر ایک وٹرنری آفیسر مقرر کر دیا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سنٹر وہاں پر کھول دیا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہاں پر بلڈنگ محکمہ لائیو سٹاک ہی بنائے یا یہ جس طرح فرمارہے ہیں کہ این۔جی۔او بنائے۔ بعض اوقات اس طرح ہوتا ہے کہ دیہات میں کوئی ایک شخص عمارت مہیا کر دیتا ہے جس پر ہم وہاں پر سنٹر قائم کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی ایسی اعتراض والی بات نہیں۔لیکن پھر آپ کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہاں آپ نے ایک وٹرنری آفیسر مقرر کر دیا ہے'لیکن آپ کا وہ جواب نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! پھر ان کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہاں پر سنٹر ضلع کونسل نے قائم کر دیا ہے اور محکمے نے وہاں پر آفیسر بھیج دیا ہے۔ لیکن یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے سنٹر کی منظوری دی ہے۔ اگر سنٹر کی منظوری دی ہے تو لازمی طور پر عمارت بھی منظور کی ہوگی 'سٹاف کی منظوری دی ہوگی اور اس کا

ایک پورا process adopt کیا ہوگا۔ تب کہیں جا کر سنٹر کی منظوری ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف confuse ہو رہے ہیں' یہ clear نہیں ہیں۔لیکن بات کچھ اسی طرح ہے کہ انھوں نے سنٹر کی منظوری دی ہوئی ہے اس کے لیے اب عمارت بنے گی اور اس کے بعد اس کا سٹاف جائے گا۔ میرے علم کے مطابق ایسا ہی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہی کہتا ہوں کہ انھوں نے شاید یہ سوالات پڑھے نہیں' ان کی نظر سے یہ سوال نہیں گزرا ۔ میں اجلاس کے بعد خود ان سے پوچھ لوں گا کہ اصل پوزیشن کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک، جناب والا! ان کی جو ضرورت تھی وہ ہم نے پوری کر دی ہے۔ اگر اس میں ان کو کوئی اعتراض ہے تو بتائیں ۔

جناب سپیکر، ابھی تو سوالات چل رہے ہیں اس دوران آپ مزید انفرمیشن لے لیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2874

تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد کے کوائف

*2874۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد (کچا کھوہ) ضلع خانیوال کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس فارم پر کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس فارم پر کون کون سی فصل کاشت کی گئی ہے۔

(ج) اس فارم کی کتنی اراضی پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ہر فرد کے پاس ناجائز اراضی کی تفصیل فراہم کی جائے نیز ان سے یہ اراضی واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

(د) سال 1996ء سے آج تک اس فارم سے کتنے' کون کون سے جانور اور کن کن افراد کو کتنی

مالیت میں فروخت کیے گئے؟

وزیر لائیو سٹاک(رانا محمد اقبال خان)،

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد (کچھا کھوہ) ضلع خانیوال 13373 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائے اور حصار ڈیل نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس فارم پر جو فصلیں کاشت کی گئی ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی دی گئی ہے۔

(ج) اس فارم کی زمین پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(د) سال 1996ء سے آج تک کل 1135 جانور فروخت کیے گئے۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں اپنے علم کے لیے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جانور وہاں پر نیلام کیے گئے ان میں criteria کیا ہوتا ہے۔ کیا یہ ایک ایک دیا جاتا ہے یا گروپس میں ان کی نیلامی کی جاتی ہے یا عمر کے لحاظ سے یا وزن کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ گوشوارے میں وزیر صاحب کو بھی یہ کاغذ ملے ہیں شاید ان کے علم میں بھی نہ آیا ہو۔ کہیں تو ایک گائے 11 ہزار روپے کی بچی گئی اور کہیں پر 2 ہزار روپے کی ایک گائے بیچی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کا criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی وزیر لائیو سٹاک!

وزیر لائیو سٹاک، جناب والا! اس کا criteria عام طور پر یہی ہے کہ ہماری ڈی ایل ایف کی ٹیم وہاں جاتی ہے وہ چیک کرتی ہے کہ کون سا جانور ایسا ہے جس کو اس قسم کی کوئی بیماری لاحق ہوگئی ہے کہ اس کو herd میں نہ رکھا جائے۔ اس کی وہ رپورٹ بناتے ہیں۔ سال میں دو مرتبہ لیکن اگر کوئی زیادہ ہی ضروری ہو تو اس کو فوری طور پر بھی نیلام کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! سو سو جانور اکٹھا بیمار ہو سکتا ہے۔ وہ بھی بچھڑیاں۔ میں یہاں پر ان کی معلومات کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کوئی نظام دین صاحب ہیں۔ انھوں نے 144 سے 163 تک 2 ہزار روپے فی بچھڑی کے حساب سے 19 بچھڑیاں لی ہیں۔ پھر 397 سے 431 تک 22 سو روپے فی بچھڑی کے حساب سے کچھ بچھڑیاں لی ہیں۔ اور پھر اسی نظام دین صاحب نے 105 سے لے کر 129 تک بھیڑیں خرید کی ہیں۔ باقی بھی اس طرح سے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ایک مثال ہی کافی ہوتی ہے۔ کہ کیا یہ نظام دین صاحب نے کوئی فارم بنایا ہوا ہے۔ اگر ان کا کوئی فارم ہے تو وہ کہاں پر ہے؟

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! میں اس کے بارے میں تو نہیں بتا سکتا کہ ان کا فارم کہیں ہے یا نہیں۔ نیلامی کھلی ہوتی ہے اس میں کوئی آدمی بھی آ کر آکشن میں حصے دار ہو سکتا ہے۔ اس میں تو کوئی ایسی پابندی نہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں ان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ 11 سو میں سے یہ جو پچاس ساٹھ جانور ہیں یہ ایک ہی آدمی کو دیے گئے ہیں۔ باقی کسی کو ایک جانور کسی کو دو جانور دیے گئے ہیں۔ وہ تو اس حساب سے مانے جاتے ہیں اور ان کی قیمت بھی کم ہے۔ اس طرح کوئی میاں رفیق صاحب ہیں۔ کوئی میاں اسماعیل صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ آپ کون سے صفحے سے پڑھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! صفحے سے نہیں میں نمبر بتا دیتا ہوں۔ یہ نمبر 686 سے چلتے ہیں۔ رحمت علی ولد میاں اسماعیل۔ پھر آگے چلتے ہیں محمد یاسین صاحب ہیں۔ جو کہ 760 نمبر تک چلتے ہیں۔یعنی یہ criteria کہ کسی کو ایک جانور دیا جاتا ہے کسی کو سینکڑوں میں یہ کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک: ہم نے اس پر پابندی نہیں لگائی کہ آپ ایک جانور لے سکتے ہیں یا دس۔ جو بھی آکشن میں آئے گا اور آکشن میں highest bidder جو ہو گا اس کو ہی ہم آکشن کے مطابق جانور دیں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! آپ ذرا اس فہرست کو دیکھیں یہ صرف تین چار آدمی ہیں جن کو

blocks میں جانور دیے گئے ہیں۔ باقی کو ایک دو۔ وہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ blocks والا جو مسئلہ ہے اس بارے میں کوئی وضاحت فرما سکیں گے کہ blocks میں لینے کے لیے کوئی اشتہار دیا گیا تھا' نیلامی ہوئی تھی کیا ہوا تھا یعنی سو سو کا block یعنی ایک پورے کا پورا herd دے دیا گیا؟

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! اشتہار کے بغیر تو نیلام نہیں کیے جاتے۔ اشتہار دیے گئے اس کے بعد وہ bidder آئے۔ highest bidder جو تھا اس کو انھوں نے جانور دیے تھے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! مجھے اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن bidder صرف ایک نظام دین ہی ہے بھیڑوں میں بھی اور بچھڑیوں میں بھی؟ وہ نظام دین صاحب کہاں کے رہنے والے ہیں؟ ان کا بائیو ڈیٹا ہمیں بھی پتا چلے ہم ان سے خرید لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ نظام دین صاحب کی کوئی information ہے؟ ایک نظام دین ریڈیو پاکستان میں ہوا کرتے تھے میرا خیال ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔

وزیر لائیو سٹاک: اس پر ان کو یہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ جب کہ یہ open auction اور بذریعہ اخبار اشتہار دیا گیا ہے۔ اس میں جتنے آدمی آئیں گے جو جو شرکت کریں گے جس کی highest bid ہو گی اس کو وہ جانور دیں گے۔

جناب سپیکر: ویسے نظام دین کی information نہیں ہے۔ نظام دین کا نمبر بتا دیں۔ وہ نظام دین تو نہیں جو ریڈیو پاکستان میں ہوا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میرا خیال ہے کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس کا نمبر کون سا ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: یہاں تو سارا نظام دین ہی بھرا پڑا ہے۔ جہاں پر آپ زیادہ دیکھیں گے وہ نظام دین ہو گا۔ جہاں پر یہ ڈیش ڈیش لگے ہوئے ہیں وہ نظام دین ہی ہو گا۔ جہاں نام ختم ہوتے ہیں اور آگے جو ڈیش ڈیش چلے گا وہ نظام دین ہی ہو گا۔ جناب والا! یہ صفحہ 20 دیکھ لیں یہ تین چار آدمی ہیں جو لائیو سٹاک کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ 144 نمبر پر ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: یہ صرف بھیڑیں اور بچھڑیوں کے خریدار ہیں بچھڑا وغیرہ نہیں لیتے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! یہ نظام دین کا پتا خانیوال کا ہے۔ اور یہ انھی کے حلقے کا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے علاقے کا ہی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں نہیں جانتا اس علاقے میں کوئی اس نام کا آدمی۔ میاں نظام دین کے نام کا کوئی آدمی ہمارے علاقے میں نہیں ہے۔ اور ہمارے ممبر مرتضیٰ مرزا صاحب جن کے فارم ہیں شاید ان کو پتا ہو مجھے پتا نہیں۔

وزیر لائیو سٹاک: محترم شاہ صاحب! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ جہاں تک اس کے پتے کا تعلق ہے وہ ہم نے اس کے اوپر درج کیا ہے۔ اس میں اگر ان کو کوئی اعتراض والی بات ہے تو یہ مجھے بتائیں۔ اگر اس آدمی نے کوئی غیر قانونی کام کیا ہے، محکمے نے کیا ہے یا اس آدمی نے کیا ہے تو میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔ اس کے خلاف کارروائی کرتا ہوں۔ شاہ صاحب کا یہ کہہ دینا کہ میں نہیں جانتا کہ خانیوال میں اس نام کا کوئی آدمی ہے۔ کیا یہ خانیوال کے سارے ضلعے کے آدمیوں کے نام بتا سکیں گے۔ میں ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ آپ بتائیں شکر دین ولد احمد دین کس گاؤں کا رہنے والا ہے؟ (قہقہے)

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! وہ میرے بڑے ہی محترم ہیں۔ اگر وہ ناراض ہوتے ہیں تو میں سوال نہیں کرتا۔ میں ان کو ناراض نہیں کر سکتا۔ میں ان کی حد سے زیادہ عزت کرتا ہوں۔ میں آگے ضمنی سوال بھی نہیں کرتا۔ میرا مقصد ان کو ناراض کرنا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: اس میں رانا صاحب ناراض نہیں ہو رہے۔ بلکہ اس میں رانا صاحب کا پوائنٹ بڑا valid ہے کہ صرف ایک آدمی جس کے بارے میں اگر آپ کو کوئی شکایت ہے کہ اس نے رولز اور پروسیجر adopt کیے بغیر آکشن میں حصہ لیا ہے۔ اگر اس طرح کے آپ کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہیں تو وہ ان کو دے دیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! یہ سوال اس لیے put کیا ہے کہ اس معاملے میں ہم میں سے اکثر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس اچھی نسل کے جانور ہوں۔ جب ہم جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جو اس

میں سے خراب ہو گا اس کو ہم بیچیں گے۔ اب جب ہم نے سوال کیا تو پتا چلا کہ وہ میاں نظام دین صاحب ساری اچھی قسم کی بچھڑیاں لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس تو اب تفصیل آ گئی ہے۔ اور چیلا صاحب کے پاس بھی۔ اور ڈسٹرکٹ خانیوال کے منسٹر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ اب اس میں یہ ہے کہ آرام سے بیٹھ کر آپ خود اس کی انکوائری کریں اور دیکھیں کہ اس میں کیا چیز غلط ہے وہ منسٹر کے نوٹس میں لے آئیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو رقبہ کاشت کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ نے جانوروں کو چھوڑ دیا ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں نہیں کہہ سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے پوائنٹ آف آرڈر لے لیں

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب بھی کسی سوال کا جواب آئے اور اس پر کوئی بھی ایم پی اے کوئی خدشہ ظاہر کرے کہ اس میں کوئی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ جب ہمارے سوال فیلڈ میں جاتے ہیں اور ان کا جب جواب آتا ہے تو اس کے لیے افسران کافی تڑپتے ہیں۔ اگر ہم اس کو یہاں lightly لے لیں تو پھر ہمارا وہ رعب اور دبدبہ نہیں رہے گا۔ یا پھر وہ بے قاعدگیوں کو گول مول کر دیتے ہیں۔ تو آپ سے میری یہ تجویز ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس آکشن میں بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ تو آپ یہ ہدایت فرما دیں کہ اس کی انکوائری کر کے آپ کے سامنے یہاں ہاؤس میں اس کی رپورٹ آ جائے گی۔ اگر بے قاعدگی نہیں تو وہ بہتر ہو جائے گا اور اگر کوئی بے قاعدگی ہوگی تو وزیر صاحب خود اس پر ایکشن لے لیں گے۔ جناب سپیکر! جواب میں کچھ وزن ہوتا ہے اور اگر ایم پی اے کھڑے ہو کر خدشہ ظاہر کر رہا ہے کہ نظام دین نے یہ کس طریقے سے کیا ہے۔ اس میں وزیر صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں اور ہمارے سوال کرنے کے طریق کار میں بھی تھوڑا سا اور وزن پڑے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس سے خدانخواستہ آپ کے اوپر ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر محکمہ نیچے کوئی گڑبڑ

کرتا ہے تو آپ تو اسے پکڑ سکتے ہیں۔ اگر اس ہاؤس کا کوئی معزز رکن کوئی چیز پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے تو آپ اس کو پرسنل نہ لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ابھی بھی on the floor of the House کہا ہے کہ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں، سب کو آپ کا احترام ہے۔ لیکن اس طرح کی جو چیز سامنے آئے تو اس کو سوالات کی شکل میں یہاں لانے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ محکمے کے نیچے والے لوگ جو گڑبڑ کر رہے ہیں اور پتا بھی نہیں چلنے دیتے کم از کم وہ چیزیں جب ہاؤس کے اندر ہائی لائٹ ہوتی ہیں تو پھر آپ کو بھی ان کے خلاف ایکشن لینے کا موقع ملتا ہے۔ آپ کے پاس ان کے خلاف ثبوت آتے ہیں۔ جب تک آپ کے سامنے کوئی ثبوت نہ آئے تو آپ کسی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتے، کیوں کہ اگر آپ کسی کے خلاف ثبوت کے بغیر ایکشن لیں گے تو وہ کسی عدالت میں چلے جائیں گے۔ اور اگر آپ انہیں ثبوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑیں گے تو وہ شخص نہ عدالت میں جائے گا بلکہ اسے ان ساری چیزوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس میں ہمارے وزراء صاحبان یا ممبر حضرات خدانخواستہ کسی کی کوئی تضحیک یا بے عزتی والی بات نہیں۔ اس کو آپ پرسنل نہ لیں، بلکہ محکمے کی حد تک اس کو رکھیں ۔ اگر کوئی محکمے میں گڑبڑ کرتا ہے تو اسے پکڑنے کا آپ کا بھی فرض ہے اور ممبران کا فرض ان کی نشان دہی کرنے کا ہے اور وقفہ سوالات کا اہم مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ تو اس میں کوئی پرسنل چیز نہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں نے فصلوں کے بارے میں پوچھا تھا تو یہ گوشوارہ 97-1996ء اور 98-1997ء میرے سامنے ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1996ء میں فصل خریف میں کماد 120 ایکڑ کاشت کیا گیا، گندم 212 ایکڑ اور سال 1997ء میں گندم 212 ایکڑ، 1998ء میں کماد 120 ایکڑ اور گندم 260 ایکڑ کاشت کی گئی ہے۔ میں ان کے بارے میں اتنی وضاحت چاہوں گا کہ ان کی کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک، جناب سپیکر! آپ سپیکر کے طور پر بھی خود ہی اس میں منصف ہیں۔ آپ ہی فرمائیں کہ آیا یہ تازہ سوال بنتا ہے یا اسی میں اس کا جواب دینا میرے لیے ضروری ہے۔ میں اس میں ان سے صرف اتنی گزارش کر دوں گا کہ یہ جو جو چلتے ہیں وہ میں پوری طرح تو شاید نہ بتا سکوں-----

جناب سپیکر، جی ہاں، یہ واقعی تازہ سوال بنتا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک، بہرحال گنے کی پیداوار 12,241 کلو گرام فی ایکڑ ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ اس سے آگے میرا اگلا سوال آ رہا ہے۔ اس فارم پر حکومت نے ایک کروڑ اور 25 سے 30 لاکھ روپے سالانہ خرچ کرنا ہے۔ تو اس لیے میں پوچھ رہا تھا کہ اس کا حساب کتاب کیا ہے یعنی آمدن کتنی ہے اور خرچ کتنا ہے۔ یہ کھاد اور گندم تو فقد آور فصلیں ہیں۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب! اب آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میرا تو یہی تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ پتا کر دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے وہ بعد میں تفصیل دے دیں گے۔ جی' بھچر صاحب۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! اس بحث کو آدھا گھنٹا ہو گیا ہے ہاؤس کو یہ نہیں پتا چل سکا کہ نظام دین کون تھا' اس کا تو فیصلہ کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، 2875۔

تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد کے لئے فنڈز کی فراہمی

*2875۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد (کچا کھوہ) ضلع خانیوال کو کتنی رقم کس کس مقصد کے لیے فراہم کی گئی۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس فارم میں کس کس جانور کا نیا بریڈ پیدا کیا گیا۔

(ج) اس فارم میں سال 1996ء سے آج تک کتنے جانور اور کون کون سی نسل کے کن کن افراد سے خرید کیے گئے۔

(د) اس فارم پر تعینات ملازمین کے نام عہدہ گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) اس وقت اس فارم پر تعینات کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال خان):

(الف) سال 1996ء سے آج تک جتنی رقم تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد خانیوال کو جس مقصد کے لئے فراہم کی گئی۔ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس فارم پر صرف ساہیوال نسل کی گائے اور حصار ڈیل نسل کی بھیڑ کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس میں کوئی نیا بریڈ پیدا نہیں کیا گیا۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک نئے جانور خریدنے کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی' اس لیے کوئی نیا جانور نہیں خریدا گیا۔

(د) فارم ہذا پر تعینات ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت اس فارم پر تعینات کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی زیر عمل نہ ہے۔

جناب والا! میں ایک چیز کا جواب دینا ضروری سمجھتا تھا جو آپ نے مجھے احکام صادر فرمائے ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی یہی گزارش کی تھی کہ اگر کوئی بے قاعدگی یا کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو ان کے نوٹس میں ہے تو وہ براہ مہربانی مجھے بتائیں۔ میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔ جو بھی افسر یا اہل کار اس کا ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو آکشن ہوئی ہے جس میں نظام دین کا بھی ذکر ہے۔ میرا یہ خدشہ ہے کہ اس آکشن میں بے قاعدگی ہوئی ہے۔ رانا صاحب اس کی انکوائری کروائیں اور اس ہاؤس میں اس کی رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سر! اس میں ایک کروڑ 22 لاکھ 20 ہزار 5 سو روپے 97-1996ء میں خرچ ہوئے۔ ایک کروڑ 27 لاکھ 53 ہزار 4 سو روپے 98-1997ء میں خرچ ہوئے اور 99-1998 میں ایک کروڑ 28 لاکھ 76

ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس میں کچھ تنخواہ کے ہیں۔ میں آپ کو اب بے قاعدگی کی ایک دو باتیں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات افسران کی تنخواہ کی ہے۔ یہ 97-1996ء میں تین لاکھ 53 ہزار 8 سو روپے ہے۔ 98-1997ء میں چار لاکھ 2 ہزار 5 سو روپے ہے اور پھر 99-1998ء میں تین لاکھ 53 ہزار کچھ ہے۔ اس میں جو 50 ہزار روپے ہیں' مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا 98-1997ء میں کچھ بڑھ گئے یا چار ہزار روپے مہینے والا کوئی ملازم اور آ گیا' حالانکہ ایک fix چیز ہوتی ہے تو اسے 98-1997ء میں بھی ویسے ہی رہنا چاہیے تھا اور پھر 99-1998ء میں بھی وہی ہے۔ اس کے بعد بجلی کا بل ہے۔ آپ دیکھیں کہ فارم پر بجلی 97-1996ء میں 60, 270/- روپے کی خرچ ہوتی ہے اور 98-1997ء میں 12 لاکھ 4 ہزار روپے کی خرچ ہوتی ہے اور پھر 99-1998ء میں 7 لاکھ کی خرچ ہوتی ہے۔ میں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ میں اڈیٹر ہوں۔ لیکن جو چیز سامنے آئی ہے' آپ ان دو چیزوں میں دیکھیں جو بالکل fix ہیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ سوال نمبر 2875 کو تفصیل سے پڑھیں تو اس کو انھوں نے خود ہی complicated کر دیا ہے۔ انھوں نے پہلے کہا ہے کہ خانیوال میں کتنی رقم کس کس مقصد کے لیے فراہم کی گئی ہے' وہ تفصیل آ گئی ہے۔ اس کے بعد کون سے جانور کس بریڈ کے پیدا کیے گئے ہیں' جانوروں کی بات آ گئی۔ اس کے بعد کون سا عملہ تعینات ہے اور کون سا گریڈ ہے' ان کی تفصیل آ گئی اور اس کے بعد ان کی کار کردگی پر کیا کارروائی ہو رہی ہے' اس کی تفصیل آ گئی۔ یہ اتنا comprehensive سوال ہے کہ پورے محکمہ کی کار کردگی اس ایک سوال میں سمونا مشکل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس میں جو معلومات محکمے کی طرف سے آئی ہیں۔ معزز رکن اپنے سوال کے حوالے سے جو معلومات محکمے نے دی ہیں' وہیں سے وہ سوال کر رہے ہیں' کوئی باہر سے سوال نہیں کر رہے۔ یہ تو محکمے کو سوچنا چاہیے تھا کہ جتنی معلومات مانگی گئی ہیں یا تو اتنی دے۔ محکمے نے اگر ساری معلومات دے دی ہیں تو پھر اس میں سے سوال ہوگا۔ میرے پاس بھی وہ معلومات ہیں۔ اگر معزز رکن کے پاس معلومات کا یہ پلندا ہے تو وہ اس کو دیکھے گا اور پڑھے گا' کیونکہ اس کا سوال ہے اور وہ اس میں سے کوئی

سوال پوچھے گا۔ اس کا جواب بھی تو ملنا چاہیے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔
اس میں جو ابہام پیدا ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سوال کیا ہے اور وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ اگر ایک سال میں بجلی کا بل 60 ہزار آتا ہے' دوسرے سال میں 12 لاکھ اور تیسرے سال میں 7 لاکھ آتا ہے۔ یہ جو تضاد ہے' اس کی آخر کوئی وجہ ہے؟ یا پھر جب بل بڑھا ہے تو اس وقت فوج والے آ گئے تھے۔

وزیر لائیوسٹاک، ایسی بات نہیں۔ بل تو تھوڑا یا زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ کبھی زیادہ خرچ ہو گیا اور کبھی کم خرچ ہو گیا۔ اس میں میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، چلیں جی' ٹھیک ہے۔ اس میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ جی' ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں ملازمین میں دیکھ رہا تھا کہ کسی بیلدار کی 1997ء میں حاضری ہے' کسی کی 1998ء میں ہے۔ میرے علم کے مطابق بین لگا ہوا تھا۔ 1997ء اور 1998ء میں جو درجہ چہارم کے لوگ آئے ہیں' کیا یہ کسی اور فارم سے ٹرانسفر ہوئے یا نئی تقرری تھی؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! ڈاکٹر صاحب پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ جو ملازمین کی فہرست آئی ہے۔ چونکہ بین لگا ہوا تھا' بھرتی تو ہو نہیں سکتے تھے' کیا ان کی ٹرانسفر ہوئی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک، ٹرانسفرز تو ہوتی رہتی ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا ٹرانسفر فارم سے فارم میں ہوئی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک، جی ہاں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ تنخواہوں میں تضاد ہے۔ دوسری بات جو سب سے زیادہ serious ہے' وہ واپڈا کے بلوں کی ہے کہ ایک سال میں بجلی کا بل 60 ہزار ہے' دوسرے سال میں 12 لاکھ اور تیسرے سال میں 7 لاکھ ہے۔ جناب سپیکر! یہ ہاؤس صوبے میں اس طرح کی کوئی بھی بات ہو اس پر کنٹرول کرنے اور انکوائری کرنے کا مجاز ہے کہ جب ایک سال

میں بجلی کا بل 60 ہزار روپے آتا ہے اور دوسرے سال 70 ہزار' 80 ہزار یا ایک لاکھ آ جائے تو قابل فہم ہے۔ لیکن یہ بات کس طرح قابل فہم ہے کہ دوسرے سال 12 لاکھ روپے بل آئے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جناب سپیکر! اس کا بڑی سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے اور منسٹر صاحب کا کام ہے کہ اس ہاؤس کو بتائیں۔ کیونکہ منسٹر صاحب وہاں رہتے تو نہیں ہیں۔ منسٹر صاحب اس فارم کے متعلق جتنے بھی سوال آئے ہیں' ان کی انکوائری کر لیں۔ اگر وہ مطمئن ہوں تو ہاؤس کو بتا دیں کہ وہاں کوئی بے قاعدگی نہیں ہوئی۔ یہاں جو بحث ہوئی ہے' جس سے میں اندازہ لگا سکا ہوں کہ اس فارم میں کافی بے قاعدگیاں ہیں۔ اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور انکوائری کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کی انکوائری کریں گے۔

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! میں اس کی پوری طرح تحقیقات کر لیتا ہوں۔ اگر کوئی بے قاعدگی اس میں ہے تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال عثمان ابراہیم صاحب کا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: سوال نمبر 2958

ایل پی ای پراجیکٹ کے بارے میں وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کی رپورٹ

*2958۔ **جناب عثمان ابراہیم:** کیا وزیر لائیو سٹاک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) LPE پراجیکٹ کے افسران کے خلاف پراجیکٹ سے کروڑوں روپے کے خورد برد کے الزام میں جو انکوائری S&GAD میں ہو رہی ہے' اس میں ان افسران کے خلاف جو چارج شیٹ محکمہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے' اس میں سیمن مادہ تولید کی خریداری میں خورد برد کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے حکومت کو تقریباً 90 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

(ب) کیا سیمن ٹینڈر انکوائری میں دی گئی شرائط کے مطابق خریدا کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیمن 44 لاکھ روپے کی بجائے ایک کروڑ 30 لاکھ روپے کا خریدا گیا؛ کیا اس کی اجازت P&D یا فنانس ڈیپارٹمنٹ سے بھی لی گئی۔ اگر نہیں تو اس بے ضابطگی پر

محکمہ نے کیا کارروائی کی۔ اگر نہیں کی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال)،

(الف) محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ نے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم (C-MIT) کی انکوائری رپورٹ میں شامل شدہ الزامات کی روشنی میں چارج شیٹ تیار کی مذکورہ رپورٹ میں سیمن کی خریداری کو شامل نہ کیا گیا ہے۔

(ب) خرید کیا گیا سیمن ٹینڈر انکوائری میں دی گئی شرائط کے مطابق خریدا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ PC-1 میں سیمن کی خریداری کے لیے 44 لاکھ روپے کی رقم مختص تھی۔ جب کہ یہ سیمن دو اقساط میں ایک کروڑ 14 لاکھ روپے میں خرید کیا گیا اس خریداری کی منظوری اور دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! جز (ج) میں، میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ PC(1) میں جو رقم مختص تھی اس سے زائد جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کے لیے P&D یا فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری حاصل کی گئی ہے؟

جناب سپیکر، یہ زائد رقم کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ---- ذرا خاموشی اختیار کریں، disturb نہ کریں۔ یہاں پریشانی پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ جو سوال آتا ہے، پیچھے آپ باتیں کرتے ہیں اس لیے وہ آپ کی باتوں کی وجہ سے سن نہیں سکتے۔ عثمان ابراہیم صاحب! آپ سوال دہرا دیں۔

جناب عثمان ابراہیم، PC-1 میں جو 40 لاکھ روپے رقم مختص تھی اس سے زائد رقم جو درج کی گئی ہے اس کی منظوری P&D یا فنانس ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کی گئی ہے۔

وزیر لائیو سٹاک، جی ہاں۔ جو زائد خرید کی گئی ہے اس کی ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے پراجیکٹ مینجر کے ڈائریکٹر کو براہ راست خرید کی اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال دیوان عاشق حسین بخاری صاحب کا ہے۔

دیوان عاشق حسین بخاری، سوال نمبر 2959

ایل پی ای پراجیکٹ اے آئی کٹ کی خرید میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

*2959۔ **دیوان عاشق حسین بخاری،** کیا وزیر لائیوسٹاک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔پی پراجیکٹ میں اے۔آئی۔کٹ (مصنوعی نسل کشی کٹ) 18 لاکھ روپے (پی۔سی ون کے مطابق) 40 لاکھ میں خریدی گئی۔ اگر یہ درست ہے تو اس کی خریداری کے لئے اس کی باقاعدہ اجازت پی اینڈ ڈی یا فنانس ڈیپارٹمنٹ سے لی گئی تھی اور اس کٹ کا ابھی تک فیلڈ میں کیا استعمال ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کٹ 12 وولٹ بیٹری سے چلتی ہے اور اے۔آئی ٹیکنیشن جنہوں نے یہ کٹ فیلڈ میں استعمال کرنی ہوتی ہے' کیا ان کو 12 وولٹ کی بیٹری بھی مہیا کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ 225 اے۔ آئی کٹس کے لیے 18 لاکھ روپے کا PC-1 کا تخمینہ تھا۔ جب کہ یہ 40 لاکھ 16 ہزار روپے میں خرید کی گئیں۔ اس کی منظوری فنانس ڈیپارٹمنٹ نے دی ہے۔ یہ کٹس فیلڈ میں استعمال ہو رہی ہیں۔

(ب) اس کٹ کو چلانے کے لیے 12 وولٹ کرنٹ درکار ہے اس لیے اس کٹ کے ساتھ ایک کنورٹر فراہم کیا گیا ہے جو 220 وولٹ کی سپلائی کو 12 وولٹ میں تبدیل کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب راجا محمد خالد خان صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، سوال نمبر 3010

رہائشی ضلع میں کام کرنے والے افسران کا تبادلہ

*3010۔ **میاں عبدالستار** (PP-234)، کیا وزیر آب کاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبے میں کتنے ایکسائز انسپکٹر اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر حکومت کی پالیسی کے خلاف اپنے رہائشی ضلع میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان افسران کو اپنے رہائشی ضلع سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) حکومت کی بھرتی اور ٹرانسفر پالیسی کے تحت ایکسائز انسپکٹرز ڈویژنل کیڈر کی اسامیاں ہیں۔ اس لیے انسپکٹر صاحبان اپنے اپنے ڈویژن میں ہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ البتہ چار ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز جن کی تفصیل حسب ذیل ہے' انتظامی ضرورت کے تحت اپنے اپنے اضلاع میں تعینات ہیں۔

1۔ ایس۔ایم عزیز شاہ	گوجرانوالہ
2۔ محمد اسلم منو	گوجرانوالہ
3۔ امجد ارشاد چیمہ	ساہیوال
4۔ محمد عبداللہ خان	ڈیرہ غازی خان

(ب) حکومت نے محکمہ ہذا کو رواں مالی سال 99-1998ء میں تقریباً پونے پانچ ارب کے ٹیکسوں کی وصولی کا ہدف دیا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے جون 1999ء تک ہر قسم کی ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ تا کہ ٹیکسوں کی وصولی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ تاہم اس کے بعد حکومت ان افسران کے تبادلے پر غور کر سکتی۔

میاں عبدالستار (PP234): جناب سپیکر! یہ اگست کا مہینہ ہے جون تو گزر گیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

میاں عبدالستار (PP234): انہوں نے کہا ہے کہ جون 1999ء تک پابندی ہے۔ لیکن یہ اگست کا مہینہ ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ کیا اب پابندی ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات: نہیں، نہیں۔ اس وقت پابندی نہیں ہے اور تقریباً ان میں سے تین تبدیل بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن جب یہاں سیکرٹری صاحب آئیں گے تو وہ بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں شوکت علی لالیکا صاحب کا ہے۔

میاں شوکت علی لالیکا: 3196۔

جناب سپیکر: 3196۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ کیوں جی منسٹر صاحب! تو پھر اس کو پینڈ نگ کر لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: اس کو پینڈ نگ کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: 3203۔

ڈیری فارم رکھ غلاماں اور کلور کوٹ کی آمدن اور اخراجات

*3203۔ **سردار نعیم اللہ خان شاہانی:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1997ء سے آج تک ڈیری فارم رکھ غلاماں اور کلور کوٹ ضلع بھکر کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔ ان فارموں کی آمدن کن کن مدوں سے ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جز(الف) میں بیان کردہ ڈیری فارموں سے ملحقہ رقبہ کی نیلامی پچھلے سال 32 لاکھ میں ہوئی تھی اور اس سال کی نیلامی سے ان سے کتنی آمدن ہوئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیری فارموں سے ملحقہ رقبہ کی نیلامی کی آمدن پچھلے سال کی نسبت کم ہے، اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی

ہے۔

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال خان):

(الف) سال 1997ء سے آج تک ڈیری فارم رکھ غلاماں اور کلور کوٹ ضلع بھکر کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل گوشوارہ "الف" پر درج ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ بیان کردہ ڈیری فارموں سے ملحقہ رقبہ کی نیلامی ہوئی ہے' بلکہ یہ رقبہ ٹھیکہ پر پٹہ داروں کو دیا گیا ہے۔ جن سے پچھلے سال 52 لاکھ کی آمدن ہوئی ہے جبکہ اس سال 47 لاکھ روپے کی آمدن ہوئی۔

(ج) باقی داران سے پٹہ کی رقم کی وصولی کے لئے ضابطہ کی کارروائی کی جا رہی ہے اور جلد وصولی کی توقع ہے۔ محکمہ اس ضمن میں پوری کوشش کر رہا ہے۔

گوشوارہ "الف"

آمدن

نام فارم	سال	دودھ	اون و کھال	جانور	زراعت	ٹھیکہ زمین	متفرق	میزان
کلور کوٹ	1997-98ء	4.01 لاکھ	0.46 لاکھ	9.53 لاکھ	21.80 لاکھ	19.69 لاکھ	0.11 لاکھ	55.60 لاکھ
کلور کوٹ	1998-99ء	6.46 لاکھ	0.15 لاکھ	11.71 لاکھ	20.48 لاکھ	20.54 لاکھ	0.06 لاکھ	59.38 لاکھ
رکھ غلاماں	1997-98ء	23.70 لاکھ	0.58 لاکھ	17.75 لاکھ	60.02 لاکھ	31.96 لاکھ	9.62 لاکھ	143.69 لاکھ
رکھ غلاماں	1998-99ء	22.56 لاکھ	0.58 لاکھ	24.30 لاکھ	19.41 لاکھ	26.80 لاکھ	3.58 لاکھ	97.23 لاکھ

اخراجات

نام فارم	سال	تنخواہ و الاؤنس	مرمت مشینری	کنٹیجنسی	میزان
کلور کوٹ	1997-98ء	49.16 لاکھ روپے	3.03 لاکھ روپے	29.28 لاکھ روپے	81.47 لاکھ روپے

کلور کوٹ	1998-99ء	49.08۔ایضاً۔	2.32۔ایضاً۔	32.77۔ایضاً۔	84.17۔ایضاً۔
رکھ غلاماں	1997-98ء	99.84۔ایضاً۔	4.56۔ایضاً۔	44 82۔ایضاً۔	149.22۔ایضاً۔
رکھ غلاماں	1998-99ء	103.46۔ایضاً۔	3.12۔ایضاً۔	59 37۔ایضاً۔	165.95۔ایضاً۔

جناب سپیکر: کوئی سپلیمنٹری سوال ہے؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ باقی داران سے پٹے کی رقم کی وصولی کے لیے ضابطے کی کارروائی کی جا رہی ہے۔ آیا کن کن پٹے داروں کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں اور کب تک یہ مکمل ہو گی۔

وزیر لائیو سٹاک: جو باقی داران ہیں ان کے متعلق محکمہ کارروائی کر رہا ہے اور متعلقہ ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ان کا رابطہ ہے۔ نام تو لمبے چوڑے ہوں گے اگر آپ مزید پوچھنا چاہیں گے تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ لیکن اس کے بارے میں' میں اپنے طور پر ایک انکوائری کروا رہا ہوں۔ میں 31 تاریخ کو وہاں گیا تھا تو میرے نوٹس میں کچھ چیزیں آئی تھیں جس کے متعلق میں ہائی لیول پر انکوائری کروا رہا ہوں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: میرا دوسرا ضمنی سوال یہی ہے کہ انہوں نے آمدنی کے گوشوارے میں لکھا ہے کہ رکھ غلاماں میں زراعت کی مد میں 1997-98ء میں 60 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں اور 1998-99ء میں انہوں نے 19 لاکھ خرچ کیے ہیں۔ اس فرق کی وجہ بیان کریں گے۔

وزیر لائیو سٹاک: میرے بھائی! میں نے پہلے اس کے بارے عرض کی ہے کہ میں اس کی مکمل طور پر انکوائری کرواؤں گا کہ اس کی کمی ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ ٹارگٹ پورا کیوں نہیں کیا گیا۔۔۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب سپیکر! انہوں نے نیچے اخراجات میں دیا ہوا ہے۔ سن 1997-98ء میں contingency میں زیادتی ہے۔ 1997-98ء میں 44 لاکھ ہے اور 1998-99ء میں 69.37 لاکھ ہے۔ contingency میں اتنے زیادہ فرق کی وجہ بتائی جائے۔

جناب سپیکر: شاہانی صاحب! آخری آپ نے پڑھا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جی' جی۔ رکھ غلاماں۔ یہ نمبر 3 پر ہے۔ جناب سپیکر! contingency میں

دیکھیں 98-1997ء میں 44.82 لاکھ ہے اور 99-1998ء میں 59.37 لاکھ ہے۔ جناب سپیکر! اس contingency میں اتنا فرق کیوں ہے؟ اور دوسرا سر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ----

جناب سپیکر: نہیں، پہلے یہ ختم ہو جائے پھر اس کے بعد کریں گے۔ اس کی ساری اکٹھی ہی انکوائری ہو جائے گی۔ جی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ 98-1997ء میں 99.84 ہے اور 99-1998ء میں 103.46 ہے۔ جب کہ بین تھا لیکن بین کے باوجود بھرتی پر پابندی عائد کی گئی---

جناب سپیکر: یہ جو آخر میں پڑھ رہے ہیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جی، سر! یہ جو آخر پر تنخواہ اور الاؤنس میں 98-97 میں 99.84 ہے اور 99-98 میں 103.46 ہے۔ جب کہ تنخواہوں اور الاؤنسز میں پابندی تھی اور بھرتی تو ہو نہیں رہی تھی تو اتنی پابندی کے باوجود یہ زیادتی اور بعاوت کیوں ہے؟

وزیر لائیو سٹاک: اس بارے میں یہ کوئی خاص بات نہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس میں جو تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے تو ملازموں کو تنخواہ اسی حساب سے ہی ملے گی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: اس کو پینڈنگ کر لیں۔ اس کی detailed انکوئری کرا کر پھر ہاؤس میں پیش کریں۔

وزیر لائیو سٹاک: اس کے بارے میں کیا انکوائری کرانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! آیا رکھ غلالاں سے جو ناجائز طور پر بڑی قیمتی لکڑی کاٹی گئی ہے، یہ اس کی بھی انکوئری کروا رہے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک: جناب والا! میرے دوست کی انفرمیشن میرے خیال میں غلط ہے۔ اس محکمہ کی ناجائز طور پر لکڑی کسی نے نہیں کاٹی اور نہ ہی کوئی بات ہمارے نوٹس میں آئی ہے۔ لکڑی جو تھی انہوں

نے نیلام کی اور dead dried trees تھے جس کو کہ محکمہ جنگلات نے recommend کیا اور انہوں نے ایک طریق کار بنایا اس کے مطابق انہوں نے نیلام کیا۔ اور میرے بھائی جو فرما رہے ہیں ایسی کوئی بات اگر ان کے نوٹس میں ہے تو مجھے بتائیں' میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔ لیکن فی الحال میرے علم کے مطابق اور محکمے کے متعلق میں جو بات کر رہا ہوں وہ میں یقین اور دعوے سے کر رہا ہوں کہ اس میں لکڑی کے معاملے میں کسی قسم کی کوئی چوری نہیں ہوئی۔ اس بارے میں میں نے مکمل طور پر اپنے طور پر معلوم کیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اور کوئی محکمہ ہو' لیکن میرے محکمے کی لکڑی چوری نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ محمو جاوید اخلاص: سوال نمبر 3334

ریلوے اسٹیشن لاہور کے قرب و جوار سے ٹرانسپورٹ کے اڈوں کا خاتمہ

*3334۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ریلوے اسٹیشن کے قرب و جوار میں واقع تمام ٹرانسپورٹ کے اڈاجات کو ختم کر دیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے متذکرہ اڈوں کے متاثرہ مالکان کو کوئی متبادل جگہ نہ دی ہے۔ جس کی وجہ سے اڈہ مالکان کا بہت نقصان ہوا ہے اور ان سے متعلقہ ہزاروں افراد بے روزگار ہوگئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متاثرہ اڈوں کے مالکان نے نئے اڈوں کی منظوری کے لئے چیئرمین ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور (کمشنر لاہور) کو درخواستیں دے رکھیں ہیں جو ابھی تک زیر التواء میں ہیں۔اگر ایسا ہے تو متذکرہ اتھارٹی کب تک ان درخواست ہائے کو نمٹانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے ریلوے اسٹیشن کے قرب و جوار میں واقع

تمام ٹرانسپورٹ کے اڈہ جات کو ختم کر دیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے متذکرہ اڈوں کے متاثرہ مالکان کو کوئی متبادل جگہ نہ دی ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قرب و جوار میں غیر قانونی اڈہ جات قائم تھے۔ جن کو لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے نئے تعمیر کردہ ویگن سٹینڈ واقع بادامی باغ لاہور نزد واسطی روڈ پر منتقل کر دیے گئے ہیں' جس سے اڈہ مالکان یا ان سے متعلقہ افراد کا روزگار متاثر نہیں ہوا۔

(ج) یہ درست ہے کہ کچھ ٹرانسپورٹروں نے نئے "D" کلاس اڈوں کی منظوری کے لیے درخواستیں دی ہیں۔ جو موٹر وہیکلز رولز کے تحت under process ہیں۔ جیسا کہ (الف) میں واضح کر دیا گیا ہے کہ لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے ریلوے اسٹیشن کے قرب و جوار میں واقع تمام ٹرانسپورٹ اڈہ جات ختم کر دیے ہیں اس لئے تمام نئی درخواستیں برائے منظوری ڈی کلاس سٹینڈ لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی پالیسی کے تحت جلد ہی نمٹا دی جائیں گی؛

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر، میرا ایک تو ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے "D" کلاس سٹینڈ کے لیے درخواستیں دے رکھی ہیں اور جو درخواستیں قانون اور ضابطے کے مطابق درست ہیں اور حکومت کے قائم کردہ معیار کے مطابق ہیں ان کو کتنے عرصے میں اجازت دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ under process ہیں اور ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا۔ کچھ رولز ہم تبدیل کر رہے ہیں کہ "D" کلاس اڈے کے لیے کتنا رقبہ چاہیے۔ جب یہ فائنل ہو جائے گا تو ان درخواستوں کو نپٹا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پالیسی کے حوالے سے حکومت

کا یہ ایک انتہائی مستحسن قدم تھا کہ غیر قانونی اڈے ختم کر کے شہریوں کی مشکلات ختم کی گئی ہیں۔ تو آیا یہ پنجاب کے دوسرے بڑے شہروں بالخصوص راولپنڈی میں مری روڈ پر مریڑ چوک یا کمیٹی چوک میں جو ناجائز اڈے قائم ہیں کیا ان کو بھی ختم کرنے کا یہ ارادے رکھتے ہیں تا کہ لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ جی وزیر ٹرانسپورٹ صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا! جہاں جہاں بھی ناجائز اڈے ہوں گے چاہے وہ جس شہر میں بھی ہوں ان کو ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص۔ اس سلسلے میں جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ بعض لوگوں نے عدالتوں سے stay orders لے رکھے ہیں ۔ اور محکمہ ٹرانسپورٹ باقاعدہ صحیح طریقے سے pursue نہیں کر رہا۔ تو میری وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ خاص طور پر راولپنڈی میں جو کہ مری روڈ کا ایک بڑا ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔ وہاں پر ناجائز اڈے ختم کرنے کے لیے خصوصی اقدامات فرمائے جائیں تو ان کی بڑی نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ یہ راجہ صاحب نے جو بتایا ہے اگر اس قسم کا کوئی خاص مسئلہ ہو تو ضرور ہم کوشش کریں گے۔ لیکن حکومت کی طرف سے پوری کوشش ہے کہ عدالت میں جو کیس ہیں ان کی پیروی کر کے stay vacate کرائے جائیں۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

رانا محمد اقبال۔ جناب والا! میں بقیہ جوابات ایون کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی وزیر ٹرانسپورٹ صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ میں بقیہ جوابات ایوان کے میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات اور ان جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کی اراضی کی نیلامی

*1897(A)۔ **حاجی امداد حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا پنجاب اربن ٹرانسپورٹ (P R T B) کی اراضی سال 98-1997ء میں نیلام ہوئی اور اس نیلامی میں کس کس فرم نے حصہ لیا اور کتنی لاگت کی اراضی نیلام ہوئی۔ اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ نامی ادارہ ختم ہونے کے بعد پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن وجود میں آئی جس کی جائیداد کی نیلامی کا عمل پنجاب نج کاری بورڈ کے زیر اہتمام جاری ہے۔

98-1997ء میں پی آر ٹی سی کی پچپن (55) جائیدادیں بعد از منظوری کیبنٹ کمیٹی برائے نج کاری (CCOP) برائے نیلامی پنجاب نج کاری بورڈ کے حوالے کی گئیں۔

اب تک سولہ (16) جائیدادیں نیلام عام کے ذریعے فروخت کی گئی ہیں جن کی تفصیل خریداران اور لاگت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملازمین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کی تفصیل

*2201۔ **حاجی مقصود احمد بٹ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1995ء سے آج تک کتنے انسپکٹر اور ای۔ٹی۔او بھرتی کئے گئے۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' گریڈ مستقل پتہ اور ذومی سائل کیا کیا ہیں۔ کیا ان کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ تو میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے والے افسران کے عہدہ' گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو بغیر میرٹ اور رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت اور دیگر کوائف کیا کیا ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کو کس کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے۔ سفارش کنندہ کا نام اور عہدہ جات مع سفارش سے بھرتی ہونے والے اہل کاران کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) 1995ء سے لے کر جنوری 1999ء تک کل آٹھ ای۔ٹی۔او اور 67 انسپکٹران بوساطت پنجاب پبلک سروس کمشن بھرتی کئے گئے۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کوئی بھی ای۔ٹی۔او اور انسپکٹر بغیر میرٹ اور رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست میں درج ملازمین میرٹ پر بوساطت پنجاب پبلک سروس کمشن بھرتی کئے گئے۔

(ج) مندرجہ بالا تمام ملازمین پنجاب پبلک سروس کمشن کی سفارش پر بھرتی کئے گئے۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبے میں انسپکٹر اور ای۔ٹی۔او کی تین سال سے زائد عرصہ تعینات رہنے کی وجوہات

*2202۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبے میں کتنے انسپکٹر اور ای۔ٹی۔او کس کس جگہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔

(ج) اس وقت کتنے انسپکٹر اور ای۔ٹی۔او لاہور میں تعینات ہیں۔ ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اس وقت کتنے ملازمین ایسے ہیں جو لاہور میں مختلف جگہوں پر عرصہ تین سال سے زائد تعینات چلے آ رہے ہیں اور ان کو لاہور سے باہر تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) اس وقت صوبہ میں 636 انسپکٹر اور 58 ای۔ٹی۔او مختلف جگہوں پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جن کے نام' جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی ہے۔

(ب) کل 325 انسپکٹران اور 3 ای۔ٹی۔او عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی ضلع میں تعینات ہیں۔ جن کی نشان دہی ضمیمہ(الف) پر کر دی گئی ہے۔ البتہ ان میں سے بیشتر کی سیٹیں تبدیل ہوتی رہی ہیں۔

(ج) اس وقت لاہور میں 200 انسپکٹران اور 13 ای۔ٹی۔او تعینات ہیں۔ تفصیل ضمیمہ(ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) اس وقت لاہور میں مختلف جگہوں پر عرصہ تین سال سے زائد 134 انسپکٹران اور ایک ای ٹی او تعینات چلے آرہے ہیں۔ لاہور میں تعینات ای۔ٹی۔او صاحبان جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد تھا ان میں سے بیشتر کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ البتہ ملازمت کے قواعد و ضوابط کے تحت انسپکٹران اور ذیلی عملہ صرف اپنے ڈویژن میں ہی تعینات ہو سکتے ہیں۔ لاہور سے باہر اضلاع میں پوسٹیں کم ہونے کی وجہ سے ان ملازمین کی اکثر لاہور میں سیٹیں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں عملہ کے فرائض اس حوالے سے اہم ہیں کہ انہوں نے حکومتی محصولات اکٹھا کرنا ہوتے ہیں۔ اس لئے محکمہ میں عموماً دوران سال تبادلے نہیں کئے جاتے بلکہ تبادلوں پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ چند اہل کار جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے' ان کو تبادلوں پر پابندی اٹھنے کے بعد لاہور سے باہر تعینات کیا جا سکتا ہے۔

سرکاری افیون فیکٹریوں کی آمدن اور ملازمین کی تفصیل

*2342۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں افیون کتنی سرکاری فیکٹریاں کہاں کہاں واقع ہیں۔ ہر فیکٹری کی اراضی اور ملازمین کی تعداد کیا ہے۔ ان فیکٹریوں کی سال 1997ء اور 1998ء کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) سال 1997ء سے آج تک ان فیکٹریوں کے کتنے ملازمین افیون کی گولیاں بلیک میں فروخت کرتے ہوئے پکڑے گئے اور ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

اگر کسی کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ہر فیکٹری افیون کے انچارج کا نام عہدہ اور موجودہ تعیناتی بتائی جائے اور جو اہل کار تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام' عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے اور ان کا تبادلہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) افیون کی گولیاں کہاں کہاں استعمال ہوتی ہیں اور افیون کی گولی کی قیمت کیا ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) صوبہ پنجاب میں ایک ہی افیون فیکٹری ہے۔ جو کہ لاہور شہر میں شادمان A-847 میں واقع ہے۔ جس کا رقبہ تقریباً 2 کنال پر مشتمل ہے۔ کل ملازمین کی تعداد اکتیس ہے۔ جن میں سے اکیس ڈیوٹی پر کام کر رہے ہیں۔ باقی اسامیاں خالی ہیں۔ یہ ملازمین افیون فیکٹری کے مستقل ملازم ہیں۔ مالی سال 98-1997ء کی کل آمدنی 88 لاکھ روپے تھی۔ جبکہ اخراجات -/9,35,000 روپے تھے۔ مالی سال 99-1998ء کی آمدنی کا تخمینہ 80 لاکھ روپے ہے۔ جبکہ دسمبر 1998ء تک کے اخراجات -/4,14,170 روپے تھے۔

(ب) سال 1997ء سے آج تک اس فیکٹری میں کوئی بھی ملازم افیون کی گولیاں بلیک میں فروخت کرتے ہوئے نہیں پکڑا گیا۔ تاہم مورخہ 98-11-28 کو مینجر فیکٹری شیخ عبدالحمید اور دو ملازمین گلزار جاوید لیبر اور سکندر نذیر سپاہی کے خلاف افیون چوری کرنے کا پرچہ محکمہ نے خود درج کروایا ہے۔

(ج) موجودہ مینجر کا نام مسٹر اقبال احمد قریشی ہے۔ جن کی تعیناتی کے احکامات مورخہ 98-11-30 کو ہوئے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ افیون فیکٹری میں اکتیس اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ جب کہ اس وقت صرف اکیس افراد کام کر رہے ہیں۔ بقایا دس اسامیاں بوجہ "BAN" پر نہ کی جا سکی ہیں۔ یہ ملازمین افیون فیکٹری کے مستقل ملازم ہیں۔ کوئی اور فیکٹری نہ ہونے کی وجہ سے ان مستقل ملازمین کا کہیں اور تبادلہ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم عرصہ تین سال سے زائد کام کرنے والے اہل کاروں کی تفصیل (بطور جھنڈی "الف") درج ذیل ہے۔

(د) افیون کے عادی مریضوں کو متعلقہ سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر کی تجویز کردہ تشخیص کے مطابق گولیاں دی جاتی ہیں اور سرکاری قیمت -/5 روپے فی گولی ہے۔

جھنڈی (الف)

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیل	تعیناتی کی تفصیل	مدت ملازمت	تبادلہ نہ کرنے وجہ
1۔	تصور احمد بھٹی	اکاؤنٹنٹ	11	فیکٹری کے کمرشل اکاؤنٹ کے لئے	9 سال	کوئی اور فیکٹری نہ ہونے کی وجہ سے تبادلہ نہیں کیا جا سکتا۔
2۔	محمد شریف	جونیئر کلرک	5	جونیئر کلرک ٹائپسٹ	12 سال	۔ایضاً۔
3۔	عمران مصطفیٰ	لیبارٹری اسسٹنٹ	5	اسسٹنٹ ٹو کیمیکل اسسٹنٹ	9 سال	۔ایضاً۔
4۔	محمد حنیف	سپاہی	1	دفتری	15 سال	۔ایضاً۔
5۔	سکندر نذیر	سپاہی	1	منیجر کا سپاہی	15 سال	۔ایضاً۔
6۔	محمد اعجاز	حوالدار	1	فیکٹری گارڈ انچارج	20 سال	۔ایضاً۔
7۔	محمد اقبال	فیکٹری گارڈ	1	فیکٹری گارڈ	15 سال	۔ایضاً۔
8۔	غلام قادر	فیکٹری گارڈ	1	فیکٹری گارڈ	12 سال	۔ایضاً۔
9۔	محمد صدیق	لیبرر	1	لیبرر	8 سال	۔ایضاً۔
10۔	سعید احمد	لیبرر	1	لیبرر	4 سال	۔ایضاً۔
11۔	محمد رفیق انجم	لیبرر	1	لیبرر	4 سال	۔ایضاً۔
12۔	گلزار جاوید	لیبرر	1	لیبرر	8 سال	۔ایضاً۔

ڈائرکٹر جنرل ایکسٹینشن کی تعیناتی

*2960۔راجہ محمد خالد خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ ڈائرکٹر جنرل (ایکسٹینشن) کا محکمہ کی سنیارٹی لسٹ میں کون سا اور کتنا نمبر ہے اور وہ کس سپے سکیل میں کام کر رہا ہے۔ موجودہ ڈی۔جی کے علاوہ اگر کوئی اہل کار اس سے زیادہ سپے

سکیل میں کام کر رہا ہے اور سینئر بھی ہے، وہ اہل کار کس اسامی پر کام کر رہا ہے۔ اس اسامی کا نام بتایا جائے۔

(ب) موجودہ ڈی۔جی ایکٹینشن کتنے عرصے سے کرنٹ چارج کی بنیاد پر اس اسامی پر کام کر رہا ہے۔

(ج) کیا محکمہ میں موجودہ حکومت کی میرٹ پالیسی سے عمل کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو پھر سینئر آدمی کی موجودگی میں جونیئر اور اس سے کم پے سکیل کے اہلکار کو کرنٹ چارج کی بنیاد پر کیوں لگایا گیا ہے کیا یہ حکومت کی میرٹ پالیسی کے خلاف نہیں ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ڈی۔جی ملک سجاد ظہیر کے آرڈر کرنٹ چارج کی بنیاد پر کئے گئے ہیں جبکہ officiating بنیاد پر سلیکٹ کیا گیا اہل کار موجود ہے اگر ایسا ہے تو موجودہ ڈی۔جی میں کون سی غیر معمولی صلاحیت یا ڈگری ان کے پاس موجود ہے جس کی وجہ سے حق دار اہل کار سے حق تلفی کی جارہی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال)۔

(الف) موجودہ ڈائرکٹر جنرل سنیارٹی میں دوسرے نمبر پر ہیں اور وہ گریڈ 19 میں ریگولر move over 20 میں کام کر رہے ہیں۔ چودھری محمد شفیع گل ڈائرکٹر پی اینڈ ای موجودہ ڈائرکٹر جنرل سے سینئر ہیں اور وہ بھی گریڈ 20 میں بطور ڈائرکٹر پی اینڈ ای اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) موجودہ ڈائرکٹر جنرل 16-4-97 سے اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔ حکومت نے انتظامی امور میں رکاوٹ پیش آنے کی وجہ سے سجاد ظہیر ملک کو مورخہ 16-4-97 سے ڈائرکٹر جنرل(توسیع) کی پوسٹ پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر تعینات کیا اور وہ اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔

(ج) سنیارٹی نمبر 1 کے آفیسر بھی گریڈ 20 میں بطور ڈائرکٹر پی اینڈ ای کام کر رہے ہیں اور سنیارٹی نمبر 2 کے آفیسر بھی گریڈ 20 میں کرنٹ چارج پر کام کر رہے ہیں۔ جو کہ موجودہ حکومت کی منظوری سے ہی تعینات ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ موجودہ ڈی۔جی کو کرنٹ چارج کی بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے۔ اور officiating بنیاد پر سلیکٹ کیے گئے آفیسر بھی گریڈ 20 میں ڈائریکٹر پی اینڈ ای کام کر رہے ہیں۔ اس میں کسی اہل کار کی حق تلفی نہ ہے۔

محکمہ میں وٹرنری ڈاکٹرز' اے۔آئی ٹیکنیشن اور وٹرنری اسسٹنٹوں کے تبادلہ کی تفصیل

*2994۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1998ء سے 28 فروری 1999ء تک ڈائرکٹر (امپروومنٹ) پنجاب لائیو سٹاف و ڈیری ڈویلپمنٹ نے کتنے وٹرنری ڈاکٹرز' اے۔آئی۔ ٹیکنیشن اور وٹرنری اسسٹنٹوں کو تبدیل کیا۔ اس کی تفصیل مع وجہ تبادلہ فراہم کی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا ٹرانسفر آرڈر (1) متعلقہ برانچ (2) سٹینو رجسٹر (3) ڈائرکٹر فارمز دفتر رجسٹر میں درج کیے گئے ہیں۔ اگر ہاں تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کیا مذکورہ بالا تبادلے قواعد کے تحت مجاز افسر نے تمام قانونی تقاضے پورے کیے' اگر نہیں تو اس بدعنوانی پر متعلقہ افسر / اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال)،

(الف) ڈائرکٹوریٹ آف بریڈ امپروومنٹ L&DD پنجاب لاہور کے زیر سایہ یکم جنوری 1998ء سے 28 فروری 1999ء تک 32 وٹرنری افسران' 115۔ اے۔آئی ٹیکنیشن اور گیارہ وٹرنری اسسٹنٹوں کو تبدیل کیا گیا۔ ان میں سے گیارہ اہل کاروں کے تبادلے ایڈمنسٹریٹو گراؤنڈ پر اور 147 اہل کاروں کے تبادلے دیگر انتظامی وجہ سے کیے گئے۔

(ب) جتنے بھی تبادلے ہوئے ان میں سے 118 اہل کاروں کا تبادلہ متعلقہ برانچ سے اور 36 اہل کاروں کا تبادلہ سٹینو رجسٹر کے مطابق اور 14 اہلکاروں کا تبادلہ ڈائرکٹر فارمز کے رجسٹر کے مطابق ہوا بوجہ ڈائرکٹر کے پاس اس وقت دونوں دفتروں کا چارج تھا۔

(ج) تمام تبادلے افسر مجاز نے قواعد کے مطابق کئے۔

الہ داد کیٹل فارم کے کوائف

*3401۔ملک غلام مرتضیٰ میتلا، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل جہانیاں میں الہ داد کیٹل فارم کب قائم ہوا اور اس کا رقبہ کتنا ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کس کے کنٹرول میں ہے اور اس وقت وہاں کتنے مویشی رکھے ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ فارم کی سال 98-1997ء اور سال 99-1998ء کی آمدن کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال)،

(الف) پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ کے ختم ہونے کے بعد مورخہ 86-10-5 سے ڈائرکٹر لائیو سٹاک فارمز پنجاب کے زیر انتظام آیا اور اس کا رقبہ 12117 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ فارم ڈائرکٹر لائیو سٹاک فارمز پنجاب کے زیر کنٹرول ہے۔ اس فارم پر لوحی نسل کی 397 بھیڑیں اور بیتل نسل کی 142 بکیریاں رکھی ہوئی ہیں۔

(ج) آمدن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

	1997-98ء	1998-99ء
1۔ آمدن جانوراں	3,44,000 روپے	2,14,000 روپے
2۔ آمدن زراعت	6,68,000 روپے	8,50,000 روپے
3۔ آمدن بوساطت مزارعین	15,20,000 روپے	24,13,000 روپے
ٹوٹل آمدن	25,32,000 روپے	34,77,000 روپے

وٹرنری ڈاکٹرز اور اینمل ہسبینڈری ڈاکٹرز کی تعداد

*3497۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وٹرنری ڈاکٹرز اور اینمل ہسبنڈری کے ڈاکٹرز میں کیا فرق ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شفاخانہ حیوانات میں وٹرنری ڈاکٹر اور اینمل ہسبینڈری دونوں ڈاکٹرز کا ہونا

ضروری ہوتا ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں کتنے شفاخانہ حیوانات کس کس جگہ پر واقع ہیں اور ان میں تعینات وٹرنری اور اینمل ہسبنڈری ڈاکٹرز کی تفصیل بتائی جائے نیز ان کا عرصہ تعیناتی اور ان کی کار کردگی کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر لائیو سٹاک (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) وٹرنری ڈاکٹر DVM ڈگری کا حامل ہوتا ہے اور اسے اس ڈگری کی وجہ سے میڈیسن اور سرجری میں پریکٹس کی اجازت ہوتی ہے جبکہ بی ایس سی (اے ایچ) ایک علیحدہ ڈگری ہے۔ اس کے حامل سائنس دان جانوروں کی نگہداشت ان کی خوارک اور دیکھ بھال کا علم رکھتے ہیں۔

(ب) نہیں، شفاخانہ حیوانات میں صرف وٹرنری ڈاکٹر ہی تعنیات ہوتا ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں 24 شفاخانہ حیوانات اور ایک عدد لیبارٹری تشخیص امراض حیوانات واقع ہیں۔ یہ جس جس جگہ واقع ہیں اور وہاں پر تعینات وٹرنری ڈاکٹرز /اینمل ہسبنڈری ڈاکٹرز کا عرصہ تعیناتی اور کار کردگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ ایک رانا ثناء اللہ صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ یہ پینڈنگ چلا آرہا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کی ابھی رپورٹ آئی ہے اور آج ساڑھے بارہ بجے میں نے متعلقہ ایس ایس پی صاحب کو بلایا ہوا ہے ۔تو ان شاء اللہ تعالیٰ پیر کے روز میں اس کی رپورٹ پیش کر دوں گا۔ میری استدعا ہے کہ اس کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب ! اس کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ انہوں نے ایس ایس پی صاحب کو بلایا ہوا ہے موجودہ صورت حال آجائے گی ۔ تو اس کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے

فیصل آباد کے آب پاشی نظام کی خستہ حالی

(----------جاری)

جناب سپیکر: اب ہم adjournment motions ٹیک اپ کرتے ہیں۔ یہ adjournment motion آب پاشی کے نظام کی مناسب دیکھ بھال کی غالباً پینڈنگ ہے جو کہ چودھری زاہد محمود گورایا صاحب کی ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا اس کو پڑھ لیں؟

جناب سپیکر: جی پڑھ لیجیے۔ جی وزیر آب پاشی صاحب! آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال): جناب سپیکر! adjournment motion نمبر 4 کے بارے میں عرض ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ نہروں کی حالت درست نہیں۔ لیکن اس کے باوجود نہریں اپنے منظور شدہ پانی کے مطابق چل رہی ہیں اور باغات کے رقبہ جات کو زائد سپلائی کی وجہ سے اور دیگر نئے رقبے کی شمولیت کی وجہ سے زیادہ پانی درکار ہے جس کی وجہ سے نہروں کی اہمیت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جس کی منظوری کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر نہروں کو منظور شدہ وارہ بندی پروگرام کے مطابق چلایا جا رہا ہے۔ تاہم برالہ برانچ کی برجی نمبر 233R اور 232 مورخہ 5/6/99 کو جو شگاف ہوا تھا اس کو فوری طور پر بند کر دیا گیا اور پانی کی سپلائی بحال کر دی گئی۔ اس شگاف سے نہ کوئی جانی اور نہ ہی کوئی زیادہ مالی نقصان ہوا ہے۔ نہروں کے کناروں کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف منصوبہ جات تیار کر لیے گئے ہیں ان منصوبوں کی منظوری اور عمل در آمد کے بعد ان شاء اللہ نہروں کی حالت بہتر ہو جائے گی اور پانی کی سپلائی میں تسلسل پیدا ہو جائے گا۔ اور وارہ بندی کی ضرورت نہ رہے گی۔

جناب سپیکر! رکھ برانچ کے بارے میں عرض ہے کہ یہ نہر 1892ء میں بگام ہیڈ نانوں والہ سے 1145 کیوسک ڈسچارج برائے 3 لاکھ 30 ہزار ایکڑ زرعی اراضی کو سیراب کرنے کے لیے مین لائن لوئر برجی

2 لاکھ 293 سے نکالی گئی ہے۔ اس کی کل لمبائی 55.49 میل ہے اور ضلع حافظ آباد، ضلع شیخوپورہ اور ضلع فیصل آباد سے گزرتی ہے۔ ان اضلاع کے زرعی رقبہ جات کو سیراب کرتی ہے۔ رکھ برانچ کے کناروں کی مضبوطی کے لیے ضروری منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔ اس منصوبے کی منظوری اور عمل درآمد کے بعد نہر کی حالت بہتر ہو جائے گی اور پانی کی سپلائی میں تسلسل پیدا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! سر والہ راجباہ نہر رکھ برانچ سے نکل کر شہر فیصل آباد کے مضافات میں سے گزرتا ہے۔ زرعی اراضی 1400 ایکڑ کو سیراب کرتا ہے۔ اس کی ٹیل پوزیشن بھی تسلی بخش ہے اور یہ راجباہ 7 میل لمبا ہے۔ اس پر امسال 99-1998 میں کوئی شگاف نہ ہوا ہے اور راجباہ اپنے منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق چل رہا ہے۔ اس کا منظور شدہ ڈسچارج 45 کیوسک ہے۔ جناب سپیکر! اس صورت حال کے پیش نظر میری اپنے محترم بھائی سے استدعا ہے کہ وہ اس کو press نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، گورایہ صاحب! ٹھیک ہے۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔ تو آپ press نہیں کرتے؟

جناب زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ بیشتر باتوں کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ کچھ یہاں شور تھا اور کچھ چودھری صاحب بڑا آہستہ بولے ہیں، پتا ہی نہیں چلا کیا کہہ گئے ہیں۔ تو ذرا مہربانی کریں، اگر مائیک آگے کر کے دوبارہ بول دیں۔ بالکل ہی پتا نہیں چلا۔ چودھری صاحب ویسے ہی بڑا آہستہ بولتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ زبانی بتا دیں۔ ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی تسلی کے لیے اس کو دہرا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس میں سے جو اس کی main چیزیں ہیں وہ آپ بتا دیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! ان کی main شکایت یہ ہے کہ جن نہروں کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان کے اوپر وارہ بندی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کا ذرا مائیک ٹھیک کر دیں۔ آواز کم آ رہی ہے۔ یہ ذرا ٹھیک کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ دوسرا مائیک لے لیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جی، بہتر جناب۔ جناب سپیکر! میرے محترم بھائی کو اعتراض تھا کہ اس میں وارہ بندی جو ہے وہ کیوں ہے؟ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ان نہروں کی حالت کا واقعی وہ درست فرما رہے ہیں کہ کہیں کہیں ٹھیک نہیں ہے۔ یہ اتنا پرانا سسٹم ہو گیا ہے کہ خرابی ہے، کنارے درست نہیں ہیں۔ پورا ڈسچارج نہیں لے رہیں۔ لیکن جو بھی صورت حال ہے اس کو چلانے کے لیے ہمارا محکمہ مکمل طور پر اپنی کوششیں کر رہا ہے۔ اس میں جہاں پر وارہ بندی ہے، اس کے لیے ہم باقاعدہ ڈپٹی کمشنر اور متعلقہ ایم۔ این۔ اے اور ایم۔ پی۔ اے کو اطلاع دیتے ہیں کہ اس مجبوری کی وجہ سے ہم وارہ بندی کر رہے ہیں۔ اس میں میرے بھائی کو اعتراض ہے کہ وارہ بندی کیوں ہے اور پانی کی کمی کیوں ہے؟ اس کے بارے میں، میں نے پوری ان نہروں کی تفصیل بھی بتائی ہے اور ان کے لیے جو کنارے درست کرنے کے ہمارے پروگرام ہیں وہ مرحلہ وار جوں جوں فنڈز فراہم ہوتے ہیں، ہم چلا رہے ہیں اور ان کناروں کو درست بھی کر رہے ہیں تا کہ یہ وارہ بندی ختم کر کے باقاعدہ طور پر ان کو چلایا جائے اور ان سے پورا ڈسچارج لیا جائے تا کہ ہمارے کاشت کار بھائیوں کو دقت نہ ہو۔ اس کے بارے میں، میں نے پوری تفصیل عرض کر دی ہے۔ اگر میرے بھائی کو اس کے بارے میں کوئی اور اعتراض ہے تو میں اس کا بھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، جی، گورایہ صاحب!

جناب زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار اس مقصد کے لیے تھی کہ نہروں میں شگاف کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں اور آج تک محکمہ نے کوئی solid steps نہیں اٹھائے جس کی وجہ سے نہروں میں شگاف کی روک تھام کی جا سکے۔ اس میں سب سے بڑی وجہ جو نظر آئی وہ یہ ہے کہ canal banks نہیں ہیں۔ نہروں کے کنارے ٹوٹے پھوٹے ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ان میں جانور نہاتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے بھی محکمہ ان کے چالان نہیں کرتا کہ بھینسیں سارا دن ان میں نہا رہی ہیں اور جو کنارے پہلے ہی خستہ حالت میں ہیں وہ بھی ٹوٹتے پھوٹتے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں محکمہ نے کیا کیا ہے؟ دوسری بات جس طرح چودھری صاحب نے ابھی فرمایا کہ بھل صفائی کی جاتی ہے۔ بھل صفائی کے دنوں میں ایک سرسری سی campaign چلتی ہے۔ تھوڑی سی نہروں میں بھل صفائی کی جاتی ہے اور

باقی محکمہ پیسے ویسے ہی کھا جاتا ہے۔ اس طرح یہ process مکمل کر دیا جاتا ہے۔ کسان بے چارے ویسے کے ویسے پریشان حال بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کا کوئی مستقل حل نہیں؟ اس کے متعلق منسٹر صاحب فرمائیں کہ محکمے نے canal banks کو بہتر بنانے کے لیے کیا کیا ہے؟ بھینسیں جو کنارے توڑ دیتی ہیں ان کے متعلق کیوں نہیں ان کے چالان کیے جاتے؟ اور بھل صفائی کے نظام کو مؤثر کس طرح بنایا جائے گا؟ اس کے متعلق ذرا بتائیں تا کہ ہمیں پتا چلے کہ محکمے کی کیا progress ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! مجھے اپنے چھوٹے بھائی کی ایک بات پر اعتراض ہے کہ جو یہ فرما رہے ہیں کہ بھل صفائی میں محکمہ پیسے کھا جاتا ہے اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ میں اپنے محترم بھائی کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ اس دفعہ پنجاب کے اندر جتنی اچھے طریقے سے ہمارے محکمے نے بھل صفائی کی ہے اور اپنی مدد آپ کے تحت کاشت کاروں نے کی ہے' اس کی مثال نہیں ملتی۔ پندرہ پندرہ' سولہ سولہ سال تک جن ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچتا تھا ان ٹیلوں کے اوپر ہم نے پانی پہنچایا ہے۔ اس کوشش کو صرف یہ کہہ دینا کہ کوئی کام نہیں ہوا' یہ مناسب نہیں ہے۔ باقی جو ان کی بات ہے وہ درست ہے' میں نے سبھی نہروں کی حالت عرض کی ہے۔ اب جس نہر کی یہ بات کر رہے ہیں وہ 1892ء کی بنی ہوئی ہے۔ اس کا آپ دیکھیں کہ اس کی عمر کتنی ہو گئی ہے اور اس کی حالت اب کیا ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں۔ محکمہ اپنی پوری کوشش کر رہا ہے اور نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت ہم مرحلہ وار ساری نہروں کو درست کرنے کے لیے پروگرام مربوط کر رہے ہیں اور اس میں جوں جوں باری آتی ہے' ساری نہروں کو فنڈز دے کر ان کے کناروں کو درست کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ چالان نہیں کر رہے۔ محکمے کے پاس جہاں کہ اس قسم کی شکایت آتی ہے وہ تو ہم ان کو گھاٹ منظور کر کے دیتے ہیں کہ اپنے مویشی گھاٹ سے گزاریں۔ اس کے باوجود ہمارے کاشت کار بھائی جہاں سے ان کا دل کرتا ہے وہ کر لیتے ہیں لیکن چالان بھی ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان کو وہ چالان بھگتنا بھی پڑتا ہے اور سزا بھی ملتی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ محکمہ چالان نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ گورایہ صاحب press نہیں کرتے اور یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی پینڈنگ ہے اور یہ بھی زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے۔ میرا خیال

ہے کہ اس کو ٹیک اپ کرنے سے پہلے وہ قرار داد ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ کی یہ تحریک التوائے کار لے لیں گے۔ جی لا منسٹر صاحب!

قرارداد

بھارت کی طرف سے پاک بحریہ کے طیارہ کو پاکستانی علاقے میں مار گرانے کی مذمت

وزیر قانون: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 32 اور قاعدہ (2) 115 کو معطل کر کے بھارت کے جارحانہ اقدام کی بابت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 32 اور قاعدہ (2) 115 کو معطل کر کے بھارت کے جارحانہ اقدام کی بابت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(مخالفت نہ کی گئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 32 اور قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے بھارت کے جارحانہ اقدام کی بابت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب وزیر قانون صاحب قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارت کی طرف سے پاک بحریہ کے غیر مسلح طیارے کو

پاکستانی علاقے میں مار گرانے کے واقعے کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے اراکین کے نزدیک بھارت کا یہ جارحانہ اقدام خطے میں اپنی بالادستی قائم کرنے کی پالیسی کا تسلسل ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا اور آخر کار اسے منہ کی کھانی پڑے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کی اس ننگی جارحیت کے بعد عالمی برادری کی طرف سے بھارت کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی ٹھوس بنیادیں فراہم ہو گئی ہیں لہذا ہمارے مکار دشمن بھارت کو بین الاقوامی دہشت گرد ملک قرار دیا جائے ۔ پنجاب اسمبلی کے ارکان اس واقعے کی نہ صرف پرزور مذمت کرتے ہیں بلکہ اس امر کا واشگاف اعلان بھی کرتے ہیں کہ پاکستان کی سلامتی، بقا اور یک جہتی کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی اور پوری پاکستانی قوم بھارت کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے اتحاد و یگانگت کا بے مثال مظاہرہ کرے گی ۔ پنجاب اسمبلی اس الم ناک سانحے میں شہید ہونے والوں کے لواحقین اور پوری قوم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارت کی طرف سے پاک بحریہ کے غیر مسلح طیارے کو پاکستانی علاقے میں مار گرانے کے واقعے کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے اراکین کے نزدیک بھارت کا یہ جارحانہ اقدام خطے میں اپنی بالادستی قائم کرنے کی پالیسی کا تسلسل ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا اور آخر کار اسے منہ کی کھانی پڑے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کی اس ننگی جارحیت کے بعد عالمی برادری کی طرف سے بھارت کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی ٹھوس بنیادیں فراہم ہو گئی ہیں، لہذا ہمارے مکار دشمن بھارت کو بین الاقوامی دہشت گرد ملک قرار دیا جائے ۔ پنجاب اسمبلی کے ارکان اس واقعے کی نہ صرف پرزور

مذمت کرتے ہیں بلکہ اس امر کا واشگاف اعلان بھی کرتے ہیں کہ پاکستان کی سلامتی، بقا اور یک جہتی کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی اور پوری پاکستانی قوم بھارت کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے اتحاد و یگانگت کا بے مثال مظاہرہ کرے گی ۔ پنجاب اسمبلی اس الم ناک سانحے میں شہید ہونے والوں کے لواحقین اور پوری قوم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔"

(مخالفت نہ کی گئی)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

"کہ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارت کی طرف سے پاک بحریہ کے غیر مسلح طیارے کو پاکستانی علاقے میں مار گرانے کے واقعے کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے اراکین کے نزدیک بھارت کا یہ جارحانہ اقدام خطے میں اپنی بالا دستی قائم کرنے کی پالیسی کا تسلسل ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا اور آخر کار اسے منہ کی کھانی پڑے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت کی اس ننگی جارحیت کے بعد عالمی برادری کی طرف سے بھارت کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی ٹھوس بنیادیں فراہم ہو گئی ہیں لہذا ہمارے مکار دشمن بھارت کو بین الاقوامی دہشت گرد ملک قرار دیا جائے ۔ پنجاب اسمبلی کے ارکان اس واقعے کی نہ صرف پرزور مذمت کرتے ہیں بلکہ اس امر کا واشگاف اعلان بھی کرتے ہیں کہ پاکستان کی سلامتی، بقا اور یک جہتی کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی اور پوری پاکستانی قوم بھارت کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے اتحاد و یگانگت کا بے مثال مظاہرہ کرے گی ۔ پنجاب اسمبلی اس الم ناک سانحے میں شہید ہونے والوں کے لواحقین اور پوری قوم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب شہیدوں کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کا یہ فعل نہایت ہی شرم ناک تھا لیکن---

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ متفقہ قرارداد آ گئی ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں پھر اور بولنا شروع کر دیں گے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! یہ اہم بات ہے اگر آپ جازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب متفقہ قرارداد کے بعد اس کی اجازت ٹھیک نہیں لگے گی۔ اب جو pending business ہے اس میں ایک تحریک التوائے کار زاہد محمود گورایہ صاحب کی ہے یہ pending ہے۔ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بھی انتہائی مشکور ہوں۔ میں نے کل ایک قرارداد پیش کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا اور آنریبل منسٹر صاحب نے بھی یہ فرمایا تھا کہ یہ متفقہ طور پر لائی جائے۔ آج صبح ہم نے بیٹھ کر یہ متفقہ قرارداد draft کی اور میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کا بھی اور گورنمنٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس میں ہم نے جو ترمیم propose کی اس کو بھی اس میں insert کر دیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسی قسم کا کام یہ مسلسل کرتے رہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی بقا، جمہوریت کا پھیلاؤ اور اس معزز ایوان کے وقار میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ میں یہی چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا اور آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ جی۔۔۔ اب زاہد محمود گورایہ صاحب کی pending تحریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب۔

فیصل آباد شہر میں آلودگی کا پھیلاؤ

(۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری)

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں قائم صنعتی اداروں سے خارج ہونے والے دھواں اور فاضل آلودہ پانی کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ پاکستان کے ماحولیاتی تحفظ کے ایکٹ مجریہ 1997ء کے تحت ماحول آلودہ کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے مطلوبہ قانونی کارروائی تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ مورخہ 02-6-99 کو وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کے لیے ماحولیاتی ٹربیونل کے سربراہ کا تقرر کر دیا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے ماحول آلودہ کرنے والی بڑی بڑی صنعتوں کی فہرست تیار کر لی ہے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں اور ماحولیاتی آلودگی کا تعلق ہے پنجاب بھر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے 1997ء میں ماحولیاتی سکواڈ قائم کیے گئے ہیں جن کے ذریعے تمام اضلاع بشمول فیصل آباد میں مرحلہ وار ایک خصوصی مہم چلائی جا رہی ہے جس میں جدید آلات کے ذریعے گاڑیوں کے دھواں اور شور کی پیمائش کرنے کے بعد معیار سے زیادہ دھوئیں چھوڑنے والے اور شور مچانے والی گاڑیوں کے خلاف بھرپور کارروائی کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ارشد عمران سلہری صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس ضمن میں فیصل آباد میں مورخہ 21 ستمبر 1998ء سے 3۔ اکتوبر 1998ء تک ایک خصوصی مہم چلائی گئی اور اب دوبارہ یکم جولائی 1999ء سے فیصل آباد میں ماحول آلودہ کرنے والی گاڑیوں کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے اور یہ ایک مسلسل عمل ہے اور اس کو جاری رکھا جائے گا۔

جناب چیئرمین! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس ٹربیونل کا میں نے اوپر ذکر کیا

ہے یہ قائم ہوا ہے اس کو خصوصی طور پر ہم یہ بھجوا رہے ہیں' یہ فیصل آباد کا مسئلہ ہے اس کو ترجیحی بنیادوں پر وہ take up کریں اور اس مسئلے کے حل کے لیے اقدامات کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محرک کا بنیادی طور پر مقصد حکومت کی توجہ مبذول کرانا تھا' لہٰذا میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے ہماری توجہ مبذول کروائی ہے ان شاء اللہ اس کے مطابق کارروائی کی جائے گی اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی۔ گورایہ صاحب ! اس جواب سے آپ مطمئن ہوں گے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! وزیر قانون کے اس جواب سے میں مطمئن ہوں۔

جناب چیئرمین، تو اس کو اب dispose of کیا جاتا ہے---- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ مولانا صاحب ایوان میں تشریف فرما نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی آگے بھی تحریکیں ہیں وہ بے شک رہنے دیں۔ لیکن اس تحریک کا جواب آ گیا ہے ۔ جناب اگر آپ یہ تحریک پڑھیں گے تو اس میں کسی specific مسئلے کا ذکر نہیں۔ انھوں نے جنرل بات کی ہے تو اس کو dispose of فرما دیں۔ اگر وہ دوبارہ دیں گے اور اگر وہ کوئی specific معاملہ point out کریں گے تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ --- اگلی تحریک التوائے نمبر 9 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ جی خان صاحب۔

ضلع بھکر میں سرکاری جنگلات کی ناجائز کٹائی اور فروخت

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر کی تحصیل کلور کوٹ کے پٹواری کیف الاسلام نے مقامی سیاسی شخصیتوں کے ایماء پر اور ذاتی اثر و رسوخ سے رکھ غلاماں ڈیری فارم تحصیل کلورکوٹ پر لکڑی کی نیلامی اپنے بھائی اور عزیزوں کے نام کروا لی ہے۔

اس تھوڑی سی نیلامی کو بہانا بنا کر وہاں کی از حد قیمتی لکڑی جو نیلام میں شامل نہ تھی اس کو کاٹ کر بیچ رہے ہیں۔ مزید براں اس کے ساتھ محکمہ جنگلات کا ملحقہ رقبہ بھی ہے جس سے پٹواری مذکور کے بھائی اور عزیز لاکھوں روپے کی قیمتی لکڑی دن رات کاٹ کر بیچنے میں مصروف ہیں۔ سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے علاقے کے چند اشخاص اور وہاں کی مقامی انتظامیہ بھی قومی خزانے کو شدید نقصان پہنچانے میں برابر کی حصے دار ہے جس سے صوبےبھر کے عوام میں شدید غم و غصہ اور ہیجان پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر متذکرہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مال : جناب چیئرمین ! اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈپٹی کمشنر بھکر نے بتایا ہے کہ ڈویژنل فارسٹ آفیسر بھکر کی تحریری چٹھی مورخہ 9-7-99 جس میں ڈپٹی کمشنر بھکر کو گورنمنٹ فارسٹ کلور کوٹ رینج سے درختوں کی ناجائز کٹائی اور چوری کی بابت رپورٹ کی ہے۔ ان مجرموں کے خلاف مہتمم پولیس صاحب بھکر کو مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا گیا اور معاملے کی تحقیقات کے لیے ذیل کمیٹی تشکیل دی گئی ۔

1۔ اسسٹنٹ کمشنر کلور کوٹ(قائم مقام)

2۔ سپرنٹنڈنٹ لائیو سٹاک فارم کلور کوٹ

3۔ ڈویژنل فارسٹ آفیسر بھکر

4۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد اقبال ممبر ضلعی خدمت کمیٹی بھکر

کمیٹی نے رپورٹ پیش کی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ لائیو سٹاک فارم کلور کوٹ نے تقریباً 1700 درختوں کی نیلامی کی ہے مگر ٹھیکےداروں نے مورخہ 29 ۔ اپریل تا 22 جون 1999ء کے درمیانی عرصہ میں اس نیلامی کی آڑ میں ملحقہ سرکاری جنگلات سے بھی لکڑی کی ناجائز کٹائی کر لی۔ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اس ناجائز کٹائی میں معطل شدہ پٹواری کیف الاسلام کے علاوہ محکمہ جنگلات کے گارڈ نثار احمد' بلاک آفیسر چاندی چوک ' سلطان احمد گارڈ' محمد رفیع گارڈ وغیرہ ملوث پائے گئے۔ مگر اس وقت کے ساتھ ڈی ایس پی کلور کوٹ نے ڈویژنل فارسٹ آفیسر کی تحریری رپورٹ بابت کٹائی درختان پر ملزمان کے خلاف بروقت کارروائی نہ کی۔

جملہ ملزمان بشمول معطل شدہ پٹواری کیف الاسلام کے خلاف مورخہ 10-7-99 کو ایف آئی آر

نمبر206,208 تھانہ کلور کوٹ میں درج ہو چکی ہیں۔ ملزمان کو گرفتار کر کے ناجائز لکڑی برآمد کر لی گئی ہے اور مزید تفتیش جاری ہے۔ جبکہ ضلع بھکر کی حدود میں دفعہ 144 ض۔ف سرکاری جنگلات سے لکڑی کاٹنے پر پابندی ہے۔ زیادہ تر ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور بقیہ کی گرفتاری کی کوششیں جاری ہیں۔

جناب والا! اس سلسلے میں تمام ایکشن ہو چکا ہے۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو disposed of قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان صاحب! جیسا کہ وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے اور محکمے نے ایکشن بھی لے لیا ہے۔ تو میرے خیال میں اب آپ اسے press نہیں کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ نہایت ہی serious معاملہ ہے۔ انتظامیہ کے سربراہ نے اپنے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ ڈی ایس پی نے DFO کے کہنے پر پرچہ درج نہیں کیا۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کے background میں کیا کیا عوامل ہیں۔ جب میری طرف سے تحریک التوائے کار دی گئی اور اعلیٰ افسران کے نوٹس میں یہ بات آئی تو پھر انھوں نے پرچہ درج کیا۔ میری وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ اس معاملے کی نئے سرے سے کسی ایمان دار آفیسر سے independently انکوائری کروائیں تاکہ۔۔۔

جناب نجیب اللہ خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ان کا تو کسی نے نام ہی نہیں لیا۔ ******************

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان صاحب! نجیب اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی نجیب اللہ خان صاحب!

جناب نجیب اللہ خان نیازی: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اکثر اس floor پہ کھڑے ہو کر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ ********************** انھوں نے یہ کہا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کے بعد پرچہ درج ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ پرچہ میرے کہنے پر درج ہوا ہے، میں

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

نے درج کروایا ہے۔ آپ اس floor پر DFO کو بلوالیں۔ اگر یہ پرچہ میرے کہنے پر درج نہ ہوا ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ **

جناب چیئرمین : نجیب اللہ خان صاحب ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا میں اسے rule out کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب چیئرمین ! نہ تو ان کا نام لیا گیا اور نہ ہی میں نے موصوف کے بارے میں کوئی بات کہی ہے۔ میں نے تو اپنی تحریک التوائے کار کے بارے میں بات کی ہے۔ اس سارے معاملے کی background میں موصوف خود ہیں۔ ************************************

جناب نجیب اللہ خان نیازی ************************************

جناب چیئرمین : نیازی صاحب ! یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔ مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجیب اللہ خان : **

جناب چیئرمین : نجیب اللہ صاحب ! آپ اس ہاؤس کے ممبر ہیں' ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں۔ آپ کو جب چیئر کہہ رہی ہے کہ بیٹھ جائیں تو آپ کو بیٹھ جانا چاہیے۔ آپ نے بغیر اجازت کے جتنی بھی تقریر کی ہے' جو کچھ کہا ہے میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے بھی اگر کوئی ایسی بات کہی گئی ہے تو اسے بھی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات ' ماہی پروری و جنگلی حیوانات : جناب چیئرمین ! اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے میں آپ سے کچھ گزارش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین : جی فرمایئے !

وزیر جنگلات' ماہی پروری و جنگلی حیوانات : جناب والا ! چونکہ اس تحریک التوائے کار سے محکمہ جنگلات کا بھی تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں ایک پٹواری بھی ملوث ہے جس کا جواب وزیر مال صاحب نے دیا ہے۔ جناب والا ! محکمہ لائیو سٹاک نے درخت نیلام کیے اور اس کی آڑ میں تقریباً 11/12

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

ملزمان نے وقتاً فوقتاً محکمہ جنگلات کے درخت کاٹے۔ DFO نے اس کا فوری ایکشن لیا اور ڈی سی صاحب تک یہ معاملہ پہنچا۔ انھوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی میں خدمت کمیٹی کے ممبر کرنل (ریٹائرڈ) اقبال صاحب بھی شامل تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہاں سے درخت چوری ہوتے ہیں۔ ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اور آج کی رپورٹ کے مطابق 18 ملزمان میں سے 11 گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان میں پٹواری کیف الاسلام بھی شامل ہے۔ ان شاء اللہ باقی ملزمان بھی چند دنوں میں گرفتار ہو جائیں گے اور ان سب کے خلاف سخت سے سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ اس معاملے میں جنگلات کے جو ملازمین ملوث ہیں ان کے خلاف بھی ایف آئی آر درج ہو چکی ہے جبکہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں سینئر افسران جن کی لاپرواہی سے یہ درخت کاٹے گئے ہیں ان کے خلاف بھی میں نے انکوائری initiate کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ لہذا میں اپنے بھائی سعید اکبر خان صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک کو press نہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان ۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ایکشن لے رہے ہیں۔ لیکن میں اسبات پر insist کرتا ہوں کہ اس معاملے کی large scale پر انکوائری کروائی جائے۔ میں ثابت کروں گا کہ اس میں کون ملوث ہے۔ میں یہاں پر کسی کا نام نہیں لیتا ' میں نے پہلے بھی نام نہیں لیا تھا۔ جب آپ انکوائری کروائیں گے تو خود بخود ثابت ہو جائے گا' لوگ گواہی دیں گے کہ کس کے ایماء پر یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میری وزیر صاحب سے on the floor of the House درخواست ہے کہ اس معاملے کی detailed انکوائری کروائی جائے۔ باہر سے کوئی ٹیم بھیجی جائے جو وہاں جا کر انکوائری کرے کہ اتنے زیادہ درخت کیوں کاٹے گئے ہیں۔ جتنے جنگلات کلور کوٹ میں چوری کاٹے گئے ہیں اتنے بھکر کی تاریخ میں کبھی چوری نہیں ہوئے۔ لہذا اس کی detailed انکوائری کروانے کی ضرورت ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اتنے زیادہ جنگلات کی کٹائی کس کے ایماء پر ہو رہی ہے' کیوں ہو رہی ہے اور کون کون سے افسران اس میں ملوث ہیں۔ میری وزیر جنگلات سے درخواست ہے کہ یہ درخت قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اس کو اس بے رحمی سے کاٹنا اور پھر چوری کاٹنا ' اس کی ضرور تفصیلی انکوائری کرائی جائے۔ اس میں جو بھی شامل ہو اسے سزا دی جائے۔ 1985ء سے یہ انکوائری شروع کرائیں کہ 1985ء سے آج تک وہاں پر جتنا

جنگلات چوری ہوا ہے اس میں جو بھی ملوث ہو اسے کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔ میں on the floor of the House اس چیز کو support کرتا ہوں کہ اگر میں اس کرپشن میں شامل ہوں تو مجھے کیوں تکلیف ہو گی؟ اگر میں شامل ہوں تو کل کو میرا نام آئے گا اور مجھے اس کی سزا ملنی چاہیے۔ میں یہاں پر آ کر کہہ دوں کہ فلاں کرپٹ ہے اور فلاں ایمان دار ہے' یہ بات نہیں۔ آپ تفصیلی انکوائری کرائیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ سعید اکبر صاحب! آپ نے اپنی بات کرلی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اتنا ایمان دار افسر ہو جو اپنے باپ کی بھی نہ مانے۔ کم از کم انکوائری آفیسر 20 گریڈ کا ہو جو اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں جا کر انکوائری کرے۔ میں ثابت کروں گا کہ کون کون ملوث ہیں؟

جناب چیئرمین، سعید اکبر خان صاحب! ٹھیک ہے' آپ کی بات ہو گئی ہے۔ حکومت بھی یہی چاہتی ہے بلکہ پرچہ ہو چکا ہے اور زیادہ تر ملزمان گرفتار بھی ہو چکے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کی انکوائری ہونی چاہیے تو منسٹر صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کی انکوائری کرنے کے لیے تیار ہیں۔ سلیم اقبال صاحب! آپ اس معاملے کی تفصیل سے انکوائری کرالیں اور پھر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں۔

وزیر جنگلات، جناب چیئرمین! بجا طور پر آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ پہلے ہی ڈی سی کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیٹی بن چکی ہے۔میرے دوست اس بات کو ذاتی نہ بنائیں یہ ایک قومی دولت کا نقصان ہوا ہے جس کا میں بھی ذمہ دار ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی اس کی نشان دہی کرے گا میں اسے خراج تحسین پیش کروں گا۔ اگر کوئی چوری کر رہا ہے تو کوئی بھی معزز ممبر یا کوئی بھی پاکستانی شہری مجھے اطلاع کرے گا تو میں اس کا ممنون ہوں گا۔ میں اس کی کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہوں جو سینئر آفیسرز پر مشتمل ہو گی اور ان شاء اللہ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، اس تحریک کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی بٹ صاحب!

سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی 108 میں سیلابی پانی کی وجہ سے ہر سال چاول کی فصل تباہ ہو جاتی ہے اور خصوصی طور پر ستراہ، لوڑھکی، ویروالہ، کوریکی، لنگیانوالی، میانوالی بنگہ، چھانگی، بھکی سندھواں اور سرانوالی کا چاول کا علاقہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتا ہے۔ جس سے ملک کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اس دفعہ پھر سیلاب کا موسم بالکل قریب ہے۔ جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اگر سیلابی پانی کے بہاؤ کے لیے BRB پر ستراہ کے نزدیک inlet کو فوری طور پر کشادہ نہ کیا گیا تو ایک مرتبہ پھر میرے حلقہ کے غریب کسان سیلاب کی تباہ کاریوں کا شکار ہو جائیں گے اور ملکی معیشت کو بھی دھچکا لگے گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلہ کو زیربحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی چودھری صاحب!

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جناب شاہد محمود بٹ صاحب نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ BRB پر ستراہ کے نزدیک جس inlet کی نشان دہی شاہد صاحب نے فرمائی ہے۔ یہ BRB, inlet نہر کی برجی نمبر، 1000900 پر تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے اور BRB رابطہ نہر میں مختلف مقامات پر سیلابی پانی کے بہاؤ کے لیے inlet بنائے گئے ہیں۔ ان inlets سے سیلابی پانی کا ڈسچارج رابطہ نہر کی مجموعی حتمی گنجائش کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ inlet کا سائز catchment area کے مطابق سات دن کے retention period کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ مذکورہ inlet سے اخراج کی استعداد کوئی ایک ہزار کیوسک ہے۔ اس سے زیادہ پانی کے اخراج کی گنجائش مجموعی طور پر BRB میں نہیں ہے اور نہ ہی ever maximum discharge اس گنجائش سے زیادہ inlet ڈیزائن بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ علاوہ ازیں BRB کی برجی نمبر 1, 43, 231 پر زیادہ گنجائش والا spur passage واقع ہے جس میں سے 12 ہزار کیوسک پانی گزر سکتا ہے۔ spur passage کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ڈیک نالہ کی کھدائی اور سدھائی کا پراجیکٹ مالیتی 1196 ملین روپے کی تیاری کے تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے بھی اس کی منظوری دے دی ہے۔ اس سے

متعلقہ علاقے کے مسائل احسن طریقے سے حل ہو جائیں گے۔ ان حالات کے پیش نظر میں شاہد محمود بٹ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اسے پریس نہ کریں اور اگر ان کو کوئی مزید خدشات ہیں تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں ایکسپرٹس کو بلا کر ان کی ملاقات بھی کرا دوں گا اور اس میں محکمہ جو بھی maximum کر سکتا ہے وہ ان شاء اللہ ان کو کروا کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے امید ہے آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ اگر اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے تو آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ان کے علم میں لائیں تو یہ فوری طور پر ان پر ایکشن لیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ منسٹر صاحب بھی اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ آج کا نہیں' بلکہ یہ 50/40 سال کا مسئلہ ہے۔ پانی کے کراس کے لیے ایک inlet بنایا گیا تھا جو بالکل چھوٹا ہے۔ میرے پاس تصویریں بھی ہیں۔ دو سال پہلے بھی سیلابی پانی کے موقع پر جو inlet بنا ہوا تھا یقین جانیے وہ damage ہو گیا۔ وہ inlet پانی کے بہاؤ سے ہی بہہ گیا۔ میں نے دو سال پہلے بھی بات کی تھی اور ہر دفعہ بات کرتا ہوں کہ اس کو کشادہ کیا جائے یا اس کے ساتھ ایک اور inlet بنایا جائے۔ سیلابی پانی منجی کی فصل کو تباہ کرتا ہے۔ پھر زمینوں میں چونکہ پانی کھڑا ہوتا ہے۔ اس لیے گندم بھی کاشت نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین، جناب شاہد بٹ صاحب! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔ اگر پھر بھی کوئی بات آپ کے ذہن میں ہے جس کا آپ فوری حل چاہتے ہیں تو آپ منسٹر صاحب سے میٹنگ کر لیں۔ ان شاء اللہ وہ فوری طور پر حل کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کہہ دیں کہ ہم کروا دیتے ہیں۔ اس میں ایسی کون سی بات ہے؟ میں تو میٹنگ کے لیے سو دفعہ تیار ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! چونکہ بٹ صاحب کارروائی میں بڑا حصہ لیتے ہیں' اس لیے ہم ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تاکہ یہ اور آگے بڑھیں' ورنہ رولز میرے پاس ہیں اور رولز کے مطابق یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی نہیں اور آ بھی نہیں سکتی۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ حالیہ واقعہ نہیں ہے۔ انھوں نے خود کہا ہے کہ یہ مسئلہ 50/40 سال کا ہے۔ اس لیے یہ تو تحریک التوائے کار کے ذریعے اسمبلی میں زیر بحث بھی نہیں آ سکتا۔ اس کے باوجود میں نے offer دی ہے کہ آپ میرے ساتھ بیٹھ

جائیں' میں ایکسپرٹس کو بلاؤں گا اور محکمے کی استطاعت میں جو بھی maximum ہو سکا وہ کروا دوں گا۔ on the floor of the House اس سے زیادہ یقین دہانی نہیں دی جا سکتی۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے اور یہ معاملہ حکومت کے نوٹس میں آ چکا ہے۔ تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ معاملے کو حکومت کے نوٹس میں لایا جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! یہ یقین دہانی کروا دیں۔ میں ان کو ساتھ لے جاتا ہوں یہ physically visit کر لیں۔ میں ان کے ساتھ دفتر میں بیٹھ جاتا ہوں' مطمئن تو وہ ایک سیکنڈ میں کر لیں گے یہ تو ان کی خصوصیت ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے مطمئن نہیں کرنا بلکہ میں inlet کی بات کر رہا ہوں۔ اگر منسٹر صاحب ہاؤس میں مجھے یقین دہانی کروا دیں کہ اگر یہ بننے والا ہے تو بنوا دیں گے۔ کم از کم اتنا تو کہہ دیں کہ بنوا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ایک میٹنگ کر لیں۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم یہ مسئلہ حل نہیں کرنا چاہتے بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ہم ان مسائل کو حل کریں اور کر بھی رہے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب چیئرمین! آپ ذرا تحاریک التوائے کار کا باب نکالیں کہ 83 Condition of the Admissibility of a motion میں جز (C) کو ملاحظہ فرمائیں کہ:

It shall be restricted to a matter of recent occurrence.

لیکن موصوف خود فرما رہے ہیں کہ یہ 50/40 سال کا مسئلہ ہے۔ اب آپ بتائیں کہ یہ مسئلہ اسمبلی میں کیسے discuss ہو سکتا ہے۔ میں نے تو اس کا مختصر جواب دیا ہے اور ان کی تسلی کرنے کی بھی پوری کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین، اب بٹ صاحب اسے پریس نہیں کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اگر ایک کام 50/40 سال سے غلط ہو رہا ہو تو کیا ہم اسے جاری رکھیں کہ ٹھیک ہے یہ اتنے عرصے سے ہو رہا ہے تو ہم بھی اسے چھوڑ دیں؟ کہنے کا مقصد یہی ہے کہ اگر یہ کام 50/40 سال سے نہیں ہو رہا تو اب اگر اسمبلی کے فورم پر بات کی ہے تو اس مسئلے کو حل کر دیں۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! منسٹر صاحب آپ کا معاملہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر

تکنیکی بنیادوں پر دیکھا جائے تو آپ کی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو accommodate کر رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں ان شاء اللہ مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب اسے پریس نہیں کرتے لہذا اسے disposed of تصور کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف رڈر۔ جناب والا! یہ تحریک پیش ہوئی 'انہوں نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا کہ یہ تحریک رول کے مطابق نہیں ہے پھر بھی میں نے برداشت کیا ہے۔ جناب والا! یا معاملہ کوئی نجی نہیں' معاملہ بٹ صاحب کا یہ وزیر موصوف کا نہیں ہے۔ معاملہ قومی ہے اور کل ہی عظیم گھمن صاحب کہہ رہے تھے 'محرک کا اور ان کا حلقہ بھی ملحقہ ہے۔ وہ فرما رہے تھے کہ کیڑے کے حملے سے مُنجی کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔ معاملے کا حل یہ تھا کہ وزیر موصوف اس مسئلے پر یقین دہانی کرواتے کہ میں اس کا سدباب کرتا ہوں۔ اس طرح ساری دنیا کو بھی یہ پتا چل جاتا کہ وزیر موصوف یہ اقدامات کر رہے ہیں۔ آئندہ اس قسم کا نقصان ہونے کا احتمال نہیں۔ اس لیے پنجاب حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر موصوف اس کی یقین دہانی کروا دیں کہ میں آئندہ اس کا سدباب کرنے والا ہوں اور اس بات کی بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ آئندہ یعنی اگلے سال کسی قسم کا کوئی معاملہ سرزد نہیں ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میرے فاضل بھائی نے ساری بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور میرے خیال میں ساری بات انھوں نے سنی بھی نہیں۔ معزز رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے میں نے اس کا پورا جواب دیا ہے۔ inlet کی بات بتائی ہے اس کی capacity بھی بتائی ہے۔بی آر بی نہر کی صورت حال بتائی ہے' ساری صورت حال میں نے عرض کی ہے۔ اس کے بعد میرے فاضل دوست کو پھر بھی اعتراض تھا تو پھر میں نے رولز کا سہارا لیا ہے۔ اس معاملے کو وہ کسی اور طرح سے پیش کر سکتے ہیں لیکن تحریک التوائے کار یہ پیش نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جو انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ یقین دہانی کروا دیں 'جناب والا! یقین دہانی تو میں اس وقت کروا سکتا ہوں جب اس پر فوری طور پر کوئی کام بھی ہو سکتا ہو۔میں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ میرے پاس بیٹھیں میں سارے experts کو بلاؤں گا۔ محکمے کی استطاعت میں جو کچھ ہوا وہ میں کروا کر دوں گا۔ اس سے زیادہ

پنجاب حکومت کا وزیر کیا یقین دہانی کروا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ اس میں چیمہ صاحب کو بھی شامل کر لیں۔ جب آپ میٹنگ رکھیں ان کو بھی بلوا لیں اور ان کا بھی مشورہ لے لینا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، درست ہے۔

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹیں برائے سال 1995ء اور سال 1996ء

MR CHAIRMAN: Now we take up the Government business. The Annual Reports of the Punjab Public Service Commission for the years 1995 and 1996. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Annual Reports of the Punjab Public Service Commission for the years 1995 and 1996 on the table of the House

MR CHAIRMAN: The Annual Reports of the Punjab Public Service Commission for the years 1995 and 1996 have been laid on the table of the House.

مسودہ قانون لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ 1998ء

(---------------جاری)

MR CHAIRMAN: Now, we resume clause by clause consideration of the Lahore College for Women Bill 1998. Yesterday, Clause 3 of the Bill was passed. Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam

Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch. Khalid Javed Waraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move :

> That in para (xix) of sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as .recommended by the Standing Committee on Education, for the expression "scholarships", "medals", the expression "scholarships , awards, medals" be substituted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in para (xix) of sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the expression "scholarships", "medals", the expression "scholarships, awards, medals" be substituted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب چیئرمین! جناب چیئرمین یہ کلاز 4 میں ہے۔

"Powers and functions of the Board"

اس میں گورنمنٹ نے کلاز 4(2) میں مزید 20 سب سیکشن بنائی ہیں اور ہاؤس کے سامنے propose کی ہیں۔ 19 میں ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس میں ایک لفظ کا اضافہ کر دیا جائے۔ جناب چیئرمین اس میں دیا گیا ہے کہ:

> ...institute fellowships, scholarships, medals and prizes; and

اور پھر یہ (xx) کی طرف چلا جاتا ہے۔

> It is a simple amendment proposed by us. The words awards may

also be added.

جناب سپیکر! اب اس میں یہ ہے کہ جو قانون سازی نئی لائی جائے' اس میں جیسے میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس قانون سازی کو اس طریقے سے کرنا چاہیے کہ وہ آنے والے وقت کے لیے long terms planning ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ قانون سازی ہو رہی ہے اور اس کو روز روز تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔حالانکہ اگر ہم پچھلی حکومتوں کو دیکھیں اور موجودہ گورنمنٹ کے جو کام ہیں ان کو بھی دیکھیں تو بہت سی ایسی ترامیم ہیں جو کہ خواہ مخواہ لائی جا رہی ہیں۔ میں یہ تجویز کر رہا ہوں کہ آج یہ قانون سازی کرتے وقت اس کو اتنا broadly دیکھ لینا چاہیے کہ تمام الفاظ اس میں insert ہو جائیں۔ جس مقصد کے لیے بل لایا جا رہا ہے اور یہ کلاز بنائی جا رہی ہے ۔اب اس میں words "سکالر شپ" بھی لکھ دیے گئے ہیں اور میڈلز بھی اس میں دے دیے گئے ہیں' "prizes" بھی اس میں دے دیے گئے ہیں ۔ میں اس میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس میں ایوارڈ کا لفظ' add کر دیا جائے۔ ایوارڈ میں بھی سرٹیفکیٹ ہے۔

Award may be a certificate, a certificate of merits that is also a award.

میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں جتنی expressions ہیں وہ ساری اس میں add کر دی جائیں تاکہ اس میں کوئی ابہام نہ رہے اور ہر پڑھنے والا اور اس کو سمجھنے والا آسانی سے سمجھ سکے کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ ہو سکتا ہے میرے معزز بھائی یہ کہیں کہ میڈلز جو ہیں ان کا مقصد بھی وہی ہے اور یہ کہیں کہ prizes کا مقصد بھی یہی ہے ۔لیکن ایوارڈ کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں ، Word "award" has a little bit of different meaning جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ایک میرٹ کا سرٹیفکیٹ ہے' وہ میڈلز میں یا prize میں یا سکالر شپ میں نہیں آتا۔ اگر کسی کو میرٹ کا سرٹیفکیٹ دینا ہو تو اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ،

Meaning of award that is different.

اور اس ایوارڈ کو ' جب تک ہم اس لفظ کو insert نہیں کریں گے تو اس کا جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہو گا۔ جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کلاز کا جو سب سیکشن 19 ہے اس میں لفظ ایوارڈ ثبت کیا جائے۔ جس طرح میں نے کہا ہے کہ،

That in para (xix) of sub clause (2) of Clause 4 of the Bill for the expression "scholarships", "medals", the expression "scholarships, awards, medals", be substituted.

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں): محترم سپیکر صاحب! اس بل کے اوپر کل سے بحث ہو رہی ہے۔ میں خاص طور پر اس بات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جناب سعید احمد خان منیس اور جناب سعید اکبر خان - This combination of Khan's, you will follow in any case. میرے خیال میں Both these Khan's the education is not going well with them میری یہ گزارش ہو گی کہ ابھی ابھی یہ جو انہوں نے propose کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ذاتی نکتہ وضاحت۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میں وزیر تعلیم کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ ہمارا ان کے ساتھ ذاتی تعلق بھی ہے۔ اور میں اس عمر کے انسان سے یہ توقع نہیں کرتا۔ کہ وہ اس ترمیم سے ہٹ کر ذاتی ہو کرکسی پر ذاتی attack کریں۔ آپ کی وساطت سے میری ان سے درخواست ہے کہ جو بھی ترامیم یہاں پر زیر بحث ہیں۔ ہم ان کے حق میں کوئی دلائل دیتے ہیں۔ اگر ان کو وہ اچھے نہیں لگتے یا ان کے بارے میں وہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے دلائل کو رد کرنے کے بارے میں کوئی بات کریں نہ کہ ہماری ذات پر attack کریں۔ اگر ہماری تعلیم، کیونکہ فوج میں بھی لیفٹیننٹ میٹرک پاس ہوتا ہے یا ایف اے سے اوپر اس کی qualification نہیں ہوتی۔ میں اس تناظر میں نہیں جانتا کہ کس کی qualification کیا ہے۔ کیونکہ یہاں دونوں سے اراکین منتخب ہو کر آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں جتنے بھی تعلیم یافتہ لوگ ہیں ہم ان سے زیادہ نہیں تو تقریباً ان کے برابر ضرور ہوں گے۔ آپ کی وساطت سے بڑے بھائی سے میری یہ اپیل ہے کہ جو ترمیم ہے یا اس پر جو دلائل ہیں وہ اسی پر بات کریں۔ وہ ذاتی

بات نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب والا! میرے بھائی سعید اکبر خان صاحب نے بات کی ہے کہ منسٹر صاحب کو اپنے دلائل پر confine کرنا چاہیے اور ان کو اس سے ہٹ کر بات نہیں کرنی چاہیے۔ میری اپنے بھائی سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ خود بھی یہی commitment دے دیں اور اپوزیشن لیڈر سے بھی لے لیں کہ وہ بھی ترمیم پر جو بات ہو اس پر confine کریں۔ اور موضوع سے ہٹ کر بات نہ کریں۔ ہم ان سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! شاید میرے بھائی میری بات سمجھ نہیں سکے۔ میں نے کہا ہے کہ ذاتی بات نہ کریں۔ دلائل کے حق میں جو بھی بات ان کے ذہن میں ہے وہ کریں ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ کسی کی ذات پر، میری ذات پر attack کرنا اور اس کو زیر بحث لانا درست نہیں۔ جو میں نے دلائل دیے ہیں اگر وہ ان کو زیر بحث لاتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ان کی شکل اچھی نہیں، ان کے کھڑا ہونے کا طریقہ ٹھیک نہیں یا یہ بولتے صحیح نہیں ہیں۔ یا ان کے الفاظ صحیح نہیں۔ یہ تو جو مجھ میں اہلیت ہے اس کے بارے میں بات ہو گی۔ جو بات میں کروں جو میرے دلائل ہیں ان کو زیر بحث لاتے ہوئے اس کی تردید میں یہ بات کریں تو درست ہے۔

جناب چیئرمین: بلکہ خان صاحب نے تو آپ کی تائید کی ہے۔ کہ جو ترمیم ہے اس کے اوپر ہی بات ہونی چاہیے۔ اور اسی سے relevant رہنا چاہیے۔ بریگیڈیر صاحب نے میرے خیال میں بڑے خان صاحب اور چھوٹے خان صاحب کے حوالے سے ایک چھوٹے بھائی کی حیثیت سے آپ سے بات کی ہے۔ جی بریگیڈیر صاحب! ترمیم کے حوالے سے آپ اس میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم: اگر میرے الفاظ کو خان صاحب سامنے رکھیں تو In fact I have paid tribute to the fancy they have taken to education. Nothing more. آپ پڑھ لیں جناب! آپ تو خوامخواہ جذباتی ہو گئے ہیں۔ آپ کی جو تعلیم کے لیے محبت ہے میں نے تو اس کو tribute پیش کی ہے۔ جناب والا! میری اس میں یہی گزارش تھی کہ جو ترمیم انھوں نے تجویز کی ہے ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں۔ محترم اپوزیشن لیڈر جب بھی تشریف لاتے ہیں تو ان کی کتابوں کے اندر ایک ڈکشنری

کا ضرور اضافہ ہوا ہوتا ہے۔ اور اب بھی پڑی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے ڈکشنری کو دیکھ کر ہی یہ لفظ اس کے اندر propose کیا ہوگا۔ انھوں نے خود ہی کہا ہے کہ جب ہم سکالر شپ کہتے ہیں تو، "The schoolistic merit recognition of a boy or a girl." اگر ہم اس کی اس excellence کو recognize کر رہے ہیں۔ We are infact encouraging him or her to perform even better in future so that he or she can become an asset to the nation. ایوارڈ جو ہے یہ traditionally grant کیا جاتا ہے۔ in recognition of service to the nation. جیسے آپ ایوارڈ دیتے ہیں آرمی میں سول میں یا اور کسی نہ کسی شکل میں جو ایک قومی cause ہو اس کے لیے۔ اس لیے ہم نے چونکہ ایوارڈ کو روایتاً تعلیم میں recognition of merit کے لحاظ سے کبھی استعمال نہیں ہوا اور نہ ہوتا ہے' اس لیے ہم نے اس کو propose نہیں کیا اور آپ نے بھی اس کو consider کیا بطور چیئرمین مجلس قائمہ برائے تعلیم۔ اور اس کے ہر نکتے کو آپ نے دیکھ بھال کر شامل نہیں کیا تھا۔ اس لیے میری گزارش ہوگی کہ اس کو مسترد کیا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is :

> That in para (xix) of sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the expression "scholarships , "medals" , the expression "Scolarships, awards, medals" be substituted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Waraich, Maulana Manzoor Ahmad Chunioti, Mr Saeed Akbar Khan. Syed Masood Alam Shah may move it.

SYED MASOOD ALAM SHAH: Sir, I move:

That in sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after para (xx), the follwoing new para (xxi) be added:-

"(xxi) prescribe objective and job specific system of evaluation of efficiency of each employee of the college including the Principal, for the purpose of accountability".

MR CHAIRMAN: The motion moved is.

That in sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after para (xx), the follwoing new para (xxi) be added:-

"(xxi) prescribe objective and job specific system of evaluation of efficiency of each employee of the college including the Principal, for the purpose of accountability".

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، I oppose it, Sir

جناب چیئرمین، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کو اپوز کرتے ہیں۔ اب مسعود عالم شاہ اس پر بات کریں گے۔

سید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! کل سے اس بل پر بحث ہو رہی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے جتنی بھی relevant proposals یا مثبت تجاویز آئی ہیں' میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم ترمیم ہے اور کوئی بھی ادارہ accountability کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ کل بھی ہماری طرف سے proposals میں یہی تھا کہ اس وقت ہمیں معیشت بھی اجازت نہیں دیتی کہ ہم مزید اس بحران میں کوئی experiments کریں لیکن اس حکومت نے ایک ریکارڈ لیجسلیشن بنانے کی خاطر بہت

سارے fronts کھولے ہوئے ہیں اور بہت سارے experiments کر رہے ہیں اور خاص طور پر ایسے اداروں پر experiments ہو رہے ہیں جو کہ ہماری اس قوم کے لیے فلاحی ادارے ہیں جیسے محکمہ تعلیم یا محکمہ صحت ہے۔ یہ محکمے بنیادی طور پر فلاحی ادارے ہیں جنہیں اٹانومی دے کر ان پر مزید experiments کیے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ تعلیم بھی مہنگی ہو گی اور علاج مزید بھی مہنگا ہو گا۔ کل وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ رحیم یار خان یا بھکر میں کسی کالج کو اٹانومی دینا چاہیں تو ہم تیار ہیں تو انہوں نے کل بھی ہمارا پورا مقصد نہیں سمجھا۔ اس وقت بھی ہماری یہ تجویز تھی کہ فی الحال اس اٹانومی کو پینڈ نگ کیا جائے تاکہ اس میں زیادہ تجاویز آ سکیں اور آج پھر میں اس ضمن میں عرض کرناچاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ جو pick and choose کی پالیسی adopt نہیں کی جا رہی اس بارے میں بھی مزید عرض کرنا چاہوں گا۔ اسی طرح جناب سپیکر! میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں جب اٹانومی کے لیے process شروع ہوا تو اس وقت طلباء کی بعض فیسیں 3 ہزار تک تھیں جو میں نے کل بھی عرض کیا' وہ بڑھ کر اب 15 سے 20 ہزار تک ہو چکی ہیں اور انہی طلباء پر یہ بوجھ پڑ چکا ہے۔ کیوں کہ اٹانومی دینے کے بعد ان اداروں کے کوئی وسائل نہیں ہیں کہ ان کی کوئی زمین ہے یا دکانیں ہیں یا ان کے لیے کوئی ایسے مستقل فنڈ نگ ادارے نہیں ہیں کہ وہ مزید اٹانومی لے کر اپنی بنیادوں پر فلاحی ادارے کی حیثیت سے کام کر سکیں۔ میری گزارش ہو گی کہ ان میں accountability کے لیے ہماری تجویز ضرور قبول کی جائے کیوں کہ ان اداروں میں اٹانومی دینے کے بعد ایک بادشاہت کا سا ماحول آ جاتا ہے اور چند آدمی ہی اس پر حکمرانی کرتے ہیں اور وہ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے سارا بوجھ طلباء پر ڈالیں گے۔ سارا بوجھ طلباء پر ڈالنے کا نتیجہ یہی ہے کہ تعلیم مہنگی ہو گئی ہے اور یہ گورنمنٹ کالج لاہور کی مثال سامنے ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ڈی نیشنلائزیشن کا معاملہ ہے۔ ایف سی کالج' کنیئرڈ کالج' مرے کالج وغیرہ یہ پرائیویٹائزیشن کی طرف ایک اقدام ہے کیوں کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ان کو اس اٹانومی کی طرف لانے سے اداروں کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر! میں تو سمجھتا ہوں کہ اتنی جلد بازی میں یہ اٹانومی اور ڈی نیشنلائزیشن' اس کے لیے یا تو آئی ایم ایف کا دباؤ ہے یا کسی فارن

پالیسی یا انکل ٹام کی ڈکٹیشن سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے کیوں کہ میں آگے اس کی مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے پریسبیٹیرین چرچ کے دس اداروں کو فوری طور پر ڈی نیشنلائزیشن کرنے کے لیے consider کیا ہے جب کہ ان سے پہلے سینٹ ٹریسا ۔گرلز ہائی سکول مری روڈ راولپنڈی نے ان سے پہلے درخواست دی تھی لیکن اس پر انہوں نے کہا کہ pick and choose کی پالیسی نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے غور نہیں کیا۔ اسی طرح انجمن حمایت اسلام نے اسلامیہ کالج کے لیے بھی اٹانومی یا ڈی نیشنلائزیشن کے لیے موو کیا تھا اس کے لیے بھی ان کی طرف سے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت جن اداروں کے آمدن کے ذرائع نہیں ہیں اس وقت ان کو اٹانومی دینے سے ان کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ادارے ڈوب جائیں گے۔ بجائے اس کے کہ وہ self-sufficient ہوں یا وہ آگے چل سکیں یا وہ خود اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ ان کے لیے یہ مشکل حالات پیدا ہو جائیں گے اور تعلیم مزید مہنگی ہو جائے گی۔ Presently these all institutions are facing severe financial problems. تو ایسے حالات میں ان کو re-consider کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ اس میں مخلص ہیں تو ہماری اس ترمیم پر غور کریں کہ یہ ان اداروں میں ہماری accountability کی ترمیم منظور کریں تاکہ accountability ہو گی تو وہ اپنی من مانی نہیں کر سکیں گے اور checks and balances کی پالیسی مزید آگے بڑھتی رہے گی۔ جناب سپیکر! اسی طرح اب تو یہ بھی خدشہ ہے کہ ہو سکتا ہے اگلے سیشن میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کو بھی یہ ڈی نیشنلائز یا پرائیویٹائز کرنے کے لیے کمرشلائز کریں یا جو بھی اس کا اقدام کریں کیوں کہ یہ TEVTA ادارہ ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے لیے بھی یہ proposals تیار کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر تعلیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب چیئرمین! محترم شاہ صاحب اس ترمیم کے حوالے سے کافی ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔ اس پر تو کل بھی بڑی تفصیل سے باتیں ہوئی تھیں، یہ تو اب وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ یہ ابھی جو بات کر رہے ہیں یہ وہی باتیں ہیں جو انہوں نے کل یہاں کی تھیں تو میری گزارش ہو گی کہ وقت کی قلت کے باعث ان کو اپنے موضوع کے اوپر رہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی، مسعود عالم شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ: جناب چیئرمین! میں پس منظر عرض کر کے اسی پوائنٹ پر آ رہا تھا اور چونکہ کل آخری تقریر انہی کی تھی تو میں نے اس حوالے سے اور چونکہ بل بھی ایک ہی ہے تو وہ بھی ساتھ لے کر چلنا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ pick and choose کی کوئی پالیسی نہیں ہے اور انہوں نے مزید فرمایا تھا کہ ہم ان سے زراعت کو بہتر جانتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ میں ساری ترمیم پر بولوں لیکن تھوڑا سا حوالہ دینا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی ترمیم کے اوپر بات کریں۔

سید مسعود عالم شاہ: میں اسی حوالے سے عرض کر رہا ہوں۔ میں اٹانومی کے حوالے سے اور accountability کے حوالے سے بات کر رہا ہے۔ accountability کس لیے ضروری ہے؟ accountability اس لیے ضروری ہے کہ اس میں اٹانومی دے کر ایک بادشاہت قائم ہو رہی ہے۔ محدود آدمیوں کے بورڈ آف گورنرز بنانے جا رہے ہیں اگر ان پر checks and balances نہیں ہوں گے تو یہ ادارے کیسے چلیں گے۔

جناب سپیکر! مزید میں آگے عرض کرنا چاہوں گا یہ تو پھر اس بات کا نتیجہ ہے کہ یہ جو 1947, 1959, 1970, 1972, 1996ء اور 1998ء کی جتنی بھی پالیسیاں بنی ہیں یہ تو پھر حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ ان پالیسیوں پر عمل درآمد ہی نہیں کر سکے یا اس میں یہ اتنے relax رہے ہیں یا ان کو اتنا neglect کیا گیا ہے یا ان کی غلط implementation ہوئی ہے جس کی وجہ سے آج یہ ادارے اٹانومی دینے کے لیے مجبور ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اپنی کوتاہیاں اور خامیاں چھپانے کی خاطر مزید ایک experiment اور یہ ایسے اداروں پر experiments کرنا چاہتے ہیں جو فلاحی ادارے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ ان کی جو پالیسیاں بنیں گی ان کی accountability ہو گی، ان پر checks ہوں گے اور پھر وہ اپنی پالیسیوں پر relevant اور strict رہیں گے۔ اسی طرح یہ اس adventurism سے money generating ادارے بنیں گے اور یہ خدشہ ہے کہ ان اداروں میں بزنس کرنے کے لیے طلباء پر بوجھ بڑھایا جائے گا۔ جناب سپیکر! میری تجویز

ہو گی کہ اس پر کوئی business mind یا commercial, industrial mind apply کرنے کی بجائے' اس میں intellectual and political suggestions کی ضرورت ہے تاکہ اس میں صحیح طریقے سے اٹانومی آئے اور جو بورڈ آف گورنرز بنیں' ان کی accountability ہو' پرنسپل پر بھی accountability checks ہوں اور ہر ملازم جواب دہ ہو۔ اس کے لیے کوئی criteria ہو۔ جیسے انہوں نے ایوارڈز اور میڈلز کے لیے کہا' جہاں ایوارڈز اور میڈلز کے لیے تجاویز ہیں' وہاں میری تجویز ہو گی کہ ان کے اوپر accountability بھی اشد ضروری ہے۔ اور ہماری یہ تجاویز بالکل relevant ہیں کیوں کہ اٹانومی دینے کے بعد ان اداروں میں بورڈ آف گورنرز کو hire and fire کی powers مل جاتی ہیں۔ وہ اتنی پاورز لینے کے بعد ادارے کو کسی طرف بھی موڑ کر لے جا سکتے ہیں تو پھر میری یہی تجویز ہے کہ ان پر accountabilityاشد ضروری ہے۔ یہ ماشاء اللہ کہنے کو ہماری حکومت جمہوری حکومت ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے اعمال ڈکٹیٹر کی طرز پر ہیں کیوں کہ ہماری جتنی بھی relevant suggestions ہیں ان میں کسی ایک کو بھی اڑھائی سال میں سراہنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر accountability نہیں ہو گی تو فیسیں بڑھیں گی اور بچوں' بچیوں اور والدین میں ایک مایوسی بڑھتی جائے گی جب کہ پہلے ہی پوری قوم معیشت کی وجہ سے اور فارن غلط پالیسیوں کی وجہ سے مایوسی میں ہے۔ میرے خیال میں اس بنیادی تعلیم پر ایک نئی experiment کرنے سے مایوسی بڑھتی جائے گی۔ میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں ایک اخبار میں سرخی تھی کہ "نکلی رقم پوری کرنے کے لیے طلباء کی کھال ادھیڑنا شروع" اور اس سرخی کے نیچے طلباء نے جو بیانات دیے تھے۔ انھوں نے بتایا تھا کہ جو طالب علم سکول سے نکالے جاتے تھے' ان کو تین مہینے کا نوٹس دیا جاتا تھا۔ ان کی جانچ پڑتال ہوتی تھی اور پھر جب نکال دیے جاتے تھے تو ان کے دوبارہ داخلے کی فیس یا جرمانہ کہہ لیں' وہ صرف ڈیڑھ سو روپیہ تھا لیکن اس پالیسی کے نافذ ہونے کی وجہ سے وہاں بجائے تین مہینے تصور کرنے یہ پالیسی revise کی گئی اور ایک مہینے کے اندر ان کو فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ اب مہربانی کر کے ختم کریں۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، میں دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! خود مختاری دینے سے جو set back آنے ہیں۔ میں ان کے لیے دو مثالیں پیش کرنا چاہ رہا تھا۔ میں نے ایک عرض کی ہے کہ جرمانے کی فیس جو ڈیڑھ سو روپیہ ہوئی تھی' اس کو بڑھا کر آٹھ سو روپیہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کسی طالب علم کو چھوٹی موٹی غلطی پر نکال کر یہ پیسہ بنانے کے چکر میں ہیں۔ بلکہ انھوں نے بتایا ہے کہ اکثر اساتذہ جو انتظامیہ میں ہیں' ان کے گھروں میں ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے ہیں' جب کہ ان کے بل کا بوجھ جو طالب علم 120 روپیہ ادا کرتے تھے' وہ 120 روپے سے بڑھا کر 800 روپے ماہانہ اس وقت لیا جب اس ادارے کے بل زیادہ آئے۔ جب کہ طالب علموں بجلی وہاں پر استعمال کر رہے تھے' جو پہلے بھی normal boarding life میں مہیا کی جاتی تھی۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی' میرے محترم وزیر صاحب بہت ہی پڑھے لکھے ہیں۔ ماشاء اللہ انھیں بہت تجربہ ہے اور خاص طور پر انھوں نے فرمایا ہے کہ میں زراعت پیشہ طبقے کی نمائندگی بھی کرتا ہوں' کیوں کہ میں آپ سب سے بہتر جانتا ہوں۔ ہم ان کے لیے صرف دعا کر سکتے ہیں کہ اگر وہ زراعت میں بہت اچھے ہیں تو وہ port folio کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر سکتے ہیں۔ میں یہاں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ "A jack of all trades is master of none" تو مہربانی کر کے ہماری اس تجویز پر غور کیا جائے کہ accountability کی اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب' شکریہ۔ جی' سعید احمد خان منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ اتنی اہم ترمیم ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر تعلیم یا وزیر قانون اس کو insert کرنے میں miss کر گئے ہیں۔ میں بھی چاہوں گا کہ میرے بھائی محترم مسعود عالم شاہ صاحب نے جو باتیں کی ہیں' ان میں کچھ اضافہ کروں۔

جناب چیئرمین! اس میں کلاز 4 ہے کہ These are powers and functions of the Board اس میں انھوں نے تقریباً 20 ایسی provisions دی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ انھوں نے اس میں کوتاہی کی ہے۔ لیکن شاید ان کی نظر سے یہ رہ گیا ہوگا اور جو ترمیم پیش کی گئی ہے۔

This is for the sake of accountability.

جناب چیئرمین! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہمارا ملک بنے ہوئے 52 سال ہو چکے ہیں اور

مجھے بڑی معذرت سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک ہم صحیح سمت کا تعین نہیں کر سکے۔ یہ کیوں نہیں کر سکے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے I must say that accountability is the foremost thing which has been forgotten by all the Governments and specially the present Government. اب accountability پر میں یہ کہوں گا کہ all the organs of the State کی transparent accountability ہونی چاہیے۔ اس میں چاہے کوئی سیاستدان ہے' چاہے بیورو کریٹ ہے' چاہے وہ جوڈیشری سے تعلق رکھتا ہو' چاہے وہ مسلح افواج سے تعلق رکھتا ہو' غرض جتنے بھی organs of the State ہیں' They should be accountable to transparent accountability جب تک accountability نہیں ہو گی۔ ہماری سمت کا تعین ہی نہیں ہو سکتا اور یہ غلطیاں بار بار ہوتی رہیں گی جس طریقے سے ہو رہی ہیں۔ اب یہ ایک نئی قانون سازی ہو رہی ہے اور ایک ادارے کو خود مختاری دی جا رہی ہے۔ بورڈ آف گورنرز constitute کیے جا رہے ہیں۔ ان کو پھر بتایا جا رہا ہے کہ اس بورڈ کے functions کیا ہوں گے۔ اس میں ہم نے یہ propose کیا ہے کہ ان کا ایک function یہ بھی ہونا چاہیے کہ وہ،

> Prescribed objective and jobs specific system of evaluation of efficiency of each employee of the college including the Principal for the purpose of the accountability

جناب چیئرمین! اب میں نے جتنے بھی ان کے functions پڑھے ہیں۔ اس میں function of the accountability is not given any where تو ہم اس کو کیوں propose کر رہے ہیں؟ کہ جب تک ایک استاد کی کی efficiency کو evaluate نہیں کیا جاتا اور جب تک اس کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ جواب دہ ہے۔ میں مثال دیتا ہوں کہ ایک کلاس کا امتحان ہوتا ہے۔ اس کلاس میں 30 بچے ہیں۔ اگر ان میں سے 15 فیل ہو جاتے ہیں تو جو استاد اسے پڑھا رہا ہے۔ اس کی evaluation ہو سکتی ہے۔ دیکھا جا سکتا ہے کہ which teacher is responsible for the lapses اور یہ functions بورڈ آف گورنرز کے پاس ہونے چاہئیں کہ وہ دیکھے پرنسپل سمیت دیکھے کہ کیا اس نے اپنے انتظامی اختیارات صحیح استعمال

کیے ہیں یا نہیں اور وہ صحیح طریقے سے انتظامیہ کو چلا رہا ہے یا نہیں۔ استاد کے پڑھانے پر جو رزلٹ مل رہے ہیں' کیا وہ صحیح ہیں یا وہ صرف پڑھا رہا ہے یا صرف تنخواہ لینے کی خاطر وہاں سکول میں آتا ہے اور شام کو ٹیوشن کے چکر چلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا function ہے جسے معزز وزیر صاحب غالباً miss کر گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب تک کسی آدمی کو یہ نہ پتا کہ وہ accountable بھی ہے' اس کو یہ نہ پتا ہو کہ اگر وہ غلط کام کرے گا' سستی اور کاہلی کرے گا تو اس کو کوئی دیکھنے والا ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے والا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارا معاشرہ آپ کے سامنے ہے۔ ہم سب اس معاشرے کا حصہ ہیں۔ چونکہ یہاں accountability نہیں ہے تو Nobody is answerable اب دیکھیں کہ گورنمنٹ کے خلاف کتنی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جوڈیشری کے خلاف کتنی باتیں ہو رہی ہیں' مسلح افواج کے خلاف کتنی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ کیوں ہو رہی ہیں؟ کیوں کہ accountability کا فقدان ہے۔ اگر سب اداروں کو پتا ہو کہ accountability ہوتی ہے and if somebody is held responsible تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی خامیاں اور خرابیاں ہمارے معاشرے میں ہیں' وہ ختم ہو سکتی ہیں۔ یہ جو ترمیم دی گئی ہے' یہ اسی نظریے کے ساتھ دی گئی ہے کہ احتساب کا عمل بورڈ آف گورنرز کے پاس ہو اور وہ efficiency کی evaluation کرے اور اس کے رزلٹ کی evaluation کرے کہ کیا استاد اور پرنسپل بھی اس میں شامل ہو کیونکہ پرنسپل ایڈمنسٹریٹر ہے۔ اس سمیت اگر کسی نے efficiency میں کمی کی ہے اور اپنا mind apply نہیں کیا' اس کے رزلٹ صحیح نہیں آ رہے تو اس کی accountability ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی اہم ترمیم ہے۔ مجھے یہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ بار بار ہر ترمیم میں یہ بات کہنی پڑتی ہے گورنمنٹ کو اسے اپنی انا کا قطعاً مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ اگر اچھی اور مثبت تجویز اپوزیشن کی جانب سے آ رہی ہے تو اس کو قبول کرنے میں جھجھک نہیں ہونی چاہیے کہ اگر حکومت یہ ترمیم قبول کرے گی تو انھیں مستعفی نہیں ہونا پڑے گا۔ میرے خیال میں جمہوری اداروں میں یہ ایک کریڈٹ انھیں جائے گا کہ ایک اچھی تجویز جو ان سے miss ہو گئی' وہ تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی اور انھوں نے اس کو قبول

کر لیا۔ ہونا تو وہی ہے جو majority کہے گی وہی کچھ ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم پوائنٹ آؤٹ کریں کہ کہاں کوئی چیز رہ گئی ہے یا کوئی کمی رہ گئی ہے اور جیسا کہ کل یہاں ایک دو امنڈمنٹس ایسی تھیں جس میں ایگریکلچر والی بات تھی۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسی مثبت قسم کی امنڈمنٹ تھی کہ گورنمنٹ یا معزز وزیر تعلیم کو اسے قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا اور اگر میں نے کل بات کی کہ تین سیکرٹری ہیں ایک کو آپ رکھ لیں۔ جو consent ہے تو میرا خیال ہے اس میں بھی کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن میں مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا۔ گورنمنٹ یہ چاہ رہی ہے کہ جو بھی امنڈمنٹ اپوزیشن کی جانب سے آئے اس کو oppose کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ This is very unfortunate. تو جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے بھی اور معزز ہاؤس سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جو امنڈمنٹ ہم نے دی ہے This is for the purpose of accountability only. اور accountability جب تک ان اداروں میں نہیں ہو گی، ہمارے ملک میں، ہمارے صوبے میں نہیں ہو گی تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس امنڈمنٹ کو منظور فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، ایجوکیشن منسٹر!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! اس کے movers میں میرا بھی نام ہے۔

جناب چیئرمین: اپوزیشن لیڈر پہلے بات کر چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں، اس سے پہلے تو مسعود شاہ صاحب نے کی ہے۔ میرے خیال میں میرے بڑے بھائی خواجہ ریاض محمود صاحب کل تشریف نہیں لا سکے۔ ہم نے تو آتے ہی ان کو یاد کیا۔ کیونکہ ان کی عدم موجودگی میں اس ہاؤس میں رونق نہیں رہتی۔ یہ صحیح بات ہے۔ جناب چیئرمین! ہم نے جو امنڈمنٹ move کی اور Board of Governers انہوں نے constitute کرنے میں جو sub clauses دیں۔ کیونکہ وہ ٹوٹل بیس ہیں۔ اس لیے ہم نے آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں ایک نئی سب کلاس add کرنے کے لیے درخواست کی۔ جو ہم نے یہ امنڈمنٹ دی۔ جناب چیئرمین! اگر آپ اس

کو بغور پڑھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے جب اپنی الیکشن campaign میں سب سے پہلا نعرہ اس قوم کو دیااور اس نعرے کے اوپر ووٹ لیے وہ احتساب تھا۔ کیونکہ انھوں نے جو الیکشن campaign میں اپنی پاکستانی قوم کو جو نعرہ دیا وہ یہی تھا کہ ہم accountability کریں گے چاہے اپنی ہو یا کسی اور کی ہو' احتساب ضرور کریں گے۔ اگر میں احتساب پر جاؤں تو وہ بہت بڑی لمبی داستان ہے کہ انہوں نے کس طرح کا احتساب شروع کیا اور کہاں سے شروع کیا اور کہاں سے شروع کرنا چاہیے تھا؟ لیکن وہ اس وقت relevant نہیں ہے اور ہم نے یہی propose کیا۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہم کیا add کریں۔ جیسے میرے بھائی نے move کیا۔

> Prescribed objective and job specific system of evaluation of efficiency of each employee of the college including the Principal for the purpose.

کہ یہ جس کالج کو اٹانومی دے رہے ہیں جو بھی employees ہیں۔ چاہے وہ پرنسپل ہے' چاہے پروفیسرز ہیں' چاہے لیکچرار ہیں ان پر نظر رکھی جائے۔ ابھی جب میرے بھائی جواب دیں گے تو ضرور یہ کہیں گے کہ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ جو بورڈ آف گورنر ہے وہ اسی بات پر نظر رکھے گا۔ ان کی پڑھائی پر اور ان کی efficiency پر ضرور نظر رکھے گا۔ جناب چیئرمین! یہ بات صحیح ہے کہ وہ ضرور نظر رکھیں گے۔ لیکن جب ہم لیجسلیشن کرتے ہیں تواس کو ہمیں اتنا effective کرنا چاہیے تاکہ دیکھنے والا یہ نہ محسوس کرے کہ یہ بات بھی ان کو یہاں رکھنی چاہیے تھی اور sub clause ان کی add کرنی چاہیے تھی کہ اس کی ضرورت محسوس ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے board کی constitution کے لیے اتنی sub clauses رکھی ہیں تو اس میں اگر یہ clause آجائے تو وہ بورڈ پابند ہوگا کہ وہ evaluate کرے۔ ان کی تمام کارکردگی پر نظر رکھے اور ان کو پتا ہو گا کہ جو ہمارا ایکٹ ہے اس میں ہم پابند ہیں کہ ہم نے evaluate کرنا ہے کیونکہ وہ اس ایکٹ کی روح ہے۔ اس طریقے سے جو بھی بورڈ بنے گا وہ ضرور اس پر نظر رکھیں گے اور اپنی توجہ دیں گے۔ لیکن اگر ہم legislation کر کے اس میں specific قدغن لگا دیں کہ جناب! آپ نے یہ کام بھی ضرور کرنا ہے کیونکہ ایکٹ میں یہ ایک requirement ہے۔ اس پر نظر رکھیں گے۔

پروفیسر ہیں یا جو بھی employees ہیں ان پر نظر رکھیں کہ آیا وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؛ اس طریقے سے جو بھی ادارہ جس کو یہ اٹانومی دے رہے ہیں اس کی کارکردگی میں بہتری آئے گی۔ انہوں نے اس کو اس لیے تسلیم نہیں کرنا کہ ان کو اس وقت شاید یہ خیال نہیں ہے۔ اب یہ ضرور اس بات کو realise کر رہے ہوں گے کہ یہ بات صحیح ہے۔ لیکن انہوں نے اسی لیے اس کو قبول نہیں کرنا کیونکہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہے۔ جناب چیئرمین! ہم نے جتنی بھی اس لیجسلیشن میں امنڈمنٹس دی ہیں۔ اگر آپ اس کو اس نظریے سے نہ دیکھیں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ اگر گورنمنٹ اس کو کھلے دل اور دماغ سے دیکھے تو یقین کریں کہ یہ تمام امنڈمنٹس جو ہم نے بڑی محنت کر کے دی ہیں۔جہاں ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر' تاکہ گورنمنٹ اس کو nominate کرے۔ ہم نے یہ تجویز کیا کہ اس کو سپیکر nominate کرے۔ اسی لیے ہم نے وہ تجویز دی تھی کہ سپیکر اس ہاؤس کا بہتر جج ہے۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ جو آپ سوشل ورکر یا ایجوکیشن سٹاف اس میں propose کر رہے ہیں ان کا پیریڈ فکس کریں۔ یہ دنیا کا اصول ہے کہ کوئی چیز unlimited نہیں ہوتی۔ ہم نے اسی نظریہ سے یہ بھی propose کیا کہ اگر آپ سے یہ lapses رہ گئے ہیں کہ جو آپ کا ایک بہت بڑا نعرہ تھا جس سے اب گورنمنٹ ٹوٹلی ہٹ چکی ہے۔ جو آپ کا re-election میں منشور تھا اس کو ہم یاد کر رہے ہیں۔ شاید ہمارے یاد کرنے پر آپ کو عقل آ جائے۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے میری یہی submission ہے کہ ہمیں اب accountability پر زیادہ زور دینا ہوگا اور اس قوم کو زیادہ accountable بنانا ہوگا کہ جو بندہ بھی جس ذمہ داری میں ہے اس کا احتساب ہو۔ اس کلاز کو ہم نے ضرور رکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہ اب ہماری قوم کی آواز ہے اور ہماری قوم کا یہ مطالبہ ہے کہ احتساب ہونا چاہیے۔ جب سے پاکستان بنا ہے وہ اسی دن سے چاہتے ہیں کہ احتساب شروع ہو۔ جس ادارے میں بھی ہم ترمیم لانا چاہتے ہیں تو اس کو ضرور اس طریقے سے accountable رکھنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی' ایجوکیشن منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب چیئرمین! بہت ہی سادہ سا جاری تھا اس کے اوپر معزز اپوزیشن ممبران نے بغیر کسی مقصد کے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ بہرحال میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری ذمہ داری یاد دلانے

کی کوشش کی ہے۔ مگر میں حقیقتاً ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے زمانے میں تو کبھی کسی نے احتساب نہیں کیا تھا۔ میں تعلیمی اداروں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ان میں تو کوئی احتساب نہیں کیا گیا۔ ہم نے تو خدا کے فضل سے ایک احتساب کا نظام قائم کیا ہے اور یہاں تک کہ ایسے ہائی سکول اور کالجز' جنہوں نے میٹرک' ایف اے بی اے اور بی ایس سی میں poor رزلٹ دکھائے ہیں۔ ہم نے ان پرنسپلز کو چھوڑا تو نہیں ہے۔ ہم نے ان کا پورا احتساب کیا ہے۔ اور ہم اس نظام کو ایک انسٹی ٹیوٹ کے طور پر رائج کر رہے ہیں اور جہاں تک یہ کہ بورڈ آف گورنرز ہے وہ ان کے اوپر اس طرح کی authority excercise کرے۔ یہ حکومت کے ملازم ہیں۔

They continue to remain in Government service even in autonomous institutions unless they choose to go to their own specific service of those institutions.

تو جب تک وہ گورنمنٹ کی سروس میں ہیں تو گورنمنٹ کی سروس کے تمام قانون' ریگولیشنز' رولز ان کے professional conduct کے اوپر لاگو رہتے ہیں اور اسی طرح سے ایسے autonomous institutions کے پرنسپلز کی بھی اے سی آرز اور دوسرے سٹاف کی بھی وہ خفیہ رپورٹس لکھی جاتی ہیں اور یہ سب کو پتا ہے کہ یہ سالانہ خفیہ رپورٹس ایک احتساب کے نقطۂ نظر سے لکھی جاتی ہیں۔ تو اس طرح سے بورڈ کو اس کام کے اوپر مامور کر دینا کوئی اچھی بات نہیں بورڈ کے پاس ان کا احتساب کرنے کے لیے بہت ساری پاورز ہیں۔

The Board can recommend any time to the goverment that this Principal is not performing to the satisfaction of the policy objectives that have been laid down and therefore should be removed

ان کے پاس یہ اختیار ہے اور وہ اس طرح سے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس یہ بھی اختیار ہے کہ اگر کوئی پرنسپل کو نامزد کر رہا ہے اس کالج کے لیے تو وہ گورنمنٹ کو باقاعدہ recommendations put up

کر سکتے ہیں یہ اختیار گورنمنٹ کے پاس ہے کیونکہ گورنمنٹ appointing authority ہے and they continue to be in government service تو اس لیے یہ احتساب کا نظام جس کے اوپر میرے بھائی زور دیتے رہے ہیں یہ in merit ہے اور اس کے لیے اس کو additional specify کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور نہ ہے اس لیے میری گزارش ہو گی کہ اس تجویز کو مسترد کیا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

That in sub-clause (2) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after para (xx), the following new para (xxi) be added:

"(xxi) prescribe objective and job specific system of evaluation of efficiency of each employee of the college including the Principal, for the purpose of accountability."

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: Now, question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR CHAIRMAN: Clause 5 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it. The first amendment is from Mr. Saeed Ahmad Khan Manais, Mr. Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr. Mansoor Ahmad Khan, Ch. Khalid Javed Waraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr. Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan

Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move:

"That for sub-clause (1) of clasue 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted:-

"(1) The Board of Governors shall appoint a female Principal of the College whose educational qualifications will not be less than Ph.D, teaching experience in Degree College of not less than 15 years and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

That for sub-clause (1) of clasue 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted:-

"(1) The Board of Governors shall appoint a female Principal of the College whose educational qualifications will not be less than Ph.D., teaching experience in Degree College of not less than 15 years and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی قائد حزب اختلاف آپ کچھ فرمائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! This is Clause 5 of the Bill جو پرنسپل کے بارے میں ہے جو حکومت نے propose کیا ہے گورنمنٹ نے یہ کہا ہے کہ

Government shall in consultation with the Board of Governors appoint a female principal of the college whose qualification and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board.

اب جناب چیئرمین! اس میں جب autonomy دی جا رہی ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ گورنمنٹ اس میں اپنا عمل دخل کیوں رکھنا چاہتی ہے۔ ایک بورڈ آف گورنرز بنا دیا گیا ہے تو کیوں گورنمنٹ اس میں اپنے آپ کو involve کرنا چاہتی ہے۔ ایک بورڈ آف گورنرز جو کہ بن چکا ہے اس کو یہ اختیارات دینے چاہئیں کہ وہ suitable آدمی خود دیکھ کر بجائے اس کے کہ گورنمنٹ یہ کہے کہ in consultation with the Board of Governors Why does the government have to make any consultation ?

کہ جب اٹانومی دے رہے ہیں تو اٹانومی کا تو یہی مقصد ہے کہ جو institution ہیں وہ اپنے معاملات کو خود چلائے۔ اور پھر جو اس میں گورنمنٹ نے propose کیا ہے اس میں کہا ہے کہ

whose qualification and terms and conditions of service shall be as determined by the Board

اب میں دوبارہ کہوں گا کہ ہم قانون سازی کر رہے ہیں تو اس کو ہم کیوں vague رکھتے ہیں؟ یہ سارے معاملات جو ہیں وہ ہم institution یا بورڈ پر کیوں چھوڑیں یہ قانون سازی ہم کر رہے ہیں' یہ معزز ایوان یہ قانون سازی کر رہا ہے تو ہم ان کو کیوں نہ ایک specific direction دے دیں اور وہ direction جو ہے ہم نے اپنی اس ترمیم میں بتائی ہے کہ

The Board of Governors shall appoint a female Principal of the College, whose educational qualifications will not be less than Ph.D.

teaching experience in Degree college will not be less than 15 years and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board.

اب جناب چیئرمین! اس میں ہماری گزارش یہ ہے کہ اس کی جو qualifications ہیں

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر! welcome back جناب والا! یہ کلاز 5 under consideration ہے اور اس میں ہم نے ایک ترمیم move کی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ نے propose کیا تھا کہ "government in consultation with the Board of Governors" وہ ایک پرنسپل کا تقرر کرے گی اور اس کی qualfications and terms and conditions بھی بورڈ determine کرے گا۔ تو جناب سپیکر! اس میں ہم نے یہ propose کیا ہے کہ گورنمنٹ کی بجائے بورڈ آف گورنرز ہی اس female کو بھرتی کرے اور اس کی qualification جو ہے وہ اس قانون سازی میں pin point کر دی جائے اور ہم نے propose کیا ہے کہ وہ Ph.D. سے کم نہیں ہونی چاہیے اور اس کے پڑھانے کا تجربہ پندرہ سال سے کم نہ ہو۔ اور آگے terms and conditions ہیں وہ پھر بورڈ طے کر دے۔ اس سے پہلے جو accountability کی امنڈمنٹ تھی اس کو by majority نامنظور کر دیا گیا ہے۔ اس میں معزز وزیر تعلیم نے یہ بات کی کہ accountability کا process پہلے ہی موجود ہے کیونکہ اے۔ سی۔ آرز لکھی جاتی ہیں۔ آپ کو بھی علم ہے اور معزز وزرائے کرام جو یہاں بیٹھے ہیں ان کو بھی علم ہے اور ہاؤس کے معزز ممبران کو بھی علم ہے کہ کتنے عرصے سے اے۔ سی۔ آرز کو لکھنے کا جو طریقہ ہے میرا خیال ہے کہ اس کو کبھی follow نہیں کیا جا رہا۔ آپ کسی کی بھی اے۔ سی۔ آر اٹھا کر دیکھیں تو اس میں دو تین لفظ لکھے ہوتے ہیں اور کیا ہوتا ہے کہ This is a annual confidential report اور confidential

reports جو ہیں وہ employees یا officials خود دستی لیے پھر رہے ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر آپ excellent لکھ دیں اور جو لکھنے والا ہے وہ اس پر excellent لکھ دیتا ہے۔ وہ اپنا mind apply نہیں کرتا۔ وہ یہ نہیں دیکھتا۔ وہ اسے evaluate نہیں کرتا کہ اس کی کار کردگی کیسی ہے؟ Is he a corrupt one, is he inefficient or what. وہ اس میں excellent لکھ دے گا یا پھر وہ اس میں very good یا good یا satisfactory لکھ دے گا۔ تو یہ accountability نہیں ہے کہ اگر اے۔ سی۔ آرز کو ہی صرف سامنے رکھ کر معزز وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے تو I am sorry. I will disagree with him. کہ اے۔ سی۔ آرز accountability نہیں ہیں۔ ایک annual confidential report جو employee or official خود اٹھائے پھر رہا ہے اور خود جا کر لکھنے والے سے لکھوا رہا ہے تو پھر اس میں confidential کیا ہے؟ وہ اے۔ سی۔ آر تو accountability ہے ہی نہیں۔ اسی طریقے سے میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اپنے آپ کو اس معاملے میں شامل نہ کرے۔ گورنمنٹ نے جب اس میں ایک بورڈ آف گورنرز تشکیل دے دیا ہے تو پھر اس بورڈ آف گورنرز کو آپ اختیارات دیں۔ وہ بورڈ آف گورنرز خود پرنسپل appoint کرے اور اس کی qualification کو ہم determine کر دیں۔ qualification آپ بورڈ پر بھی نہ چھوڑیں۔ آپ بورڈ آف گورنرز کو باندھ دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہاں صوبے میں پی ایچ ڈی کی کوئی کمی ہے یا ہمارے ملک میں پی ایچ ڈی کی کمی ہے یا جو ہم نے 15 سال کا تجربہ کہا ہے تو کیا ایسے لوگ نہیں ملیں گے؟ ایسی خواتین نہیں ملیں گی؟ میرے خیال میں They are lots and lots of them. ان کو اگر qualification پر باندھ دیا جائے کہ صرف جس نے پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے اور جس کے پاس پڑھانے کا پندرہ سال کا تجربہ ہے' جیسے میں نے یہاں تجویز کیا ہے۔ صرف اس خاتون کو ہی اس انسٹی ٹیوشن کا پرنسپل لگایا جائے۔ میرے خیال میں اس میں' میں دوبارہ یہ کہوں گا کہ

This is a harmless amendment. What harms the government at all. It add, something good to the will of the government.

اور صرف وہی بات میں دوبارہ دہراؤں گا کہ Just because کہ

this has come from the Opposition benches, it should be rejected. That is I think be

very unfortunate which is already being unfortunate.

اور میرے خیال میں کوئی مناسب یہ ایک روایت بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اس پر stress کروں گا کہ یہ جو پرنسپل کو appoint کرنے کی powers ہیں یہ بورڈ آف گورنرز کو دی جائیں۔ ان کی جو qualifications ہیں ان کو legislate کر دیا جائے' پی۔ ایچ۔ ڈی اور پڑھانے کا تجربہ پندرہ سال سے کم نہیں ہونا چاہیےاور جو terms and conditions of the service ہیں وہ جس طرح گورنمنٹ نے بورڈ آف گورنرز کو تجویز کیا ہے وہ ٹھیک ہے اسی کو رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو admit کر لیا جائے اور اس کو منظور کر لیا جائے تو میرے خیال میں یہ انسٹی ٹیوشنز کی بہتری کے لیے ہی ہے' کوئی اس کی برائی کے لیے نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ اس امنڈمنٹ کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب یہ لیجسلیشن آئی اور ہماری کافی امنڈمنٹس پر گورنمنٹ کی طرف سے جو بات ہمیشہ یہاں دہرائی جاتی رہی ہے وہ یہ تھی کہ ہم اٹانومی دے رہے ہیں۔ ہم ان اداروں سے اپنا عمل دخل کم کر کے ان کا سٹینڈرڈ بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہم ان اداروں کو اس طرح کی اٹانومی دے کر ایجوکیشن کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب ہم نے جو امنڈمنٹ دی' ہم نے وہی جو ان کی بات تھی' جو یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں' اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے کہا کہ جب آپ اس ادارے کو اٹانومی دے رہے ہیں اور آپ بضد ہیں کہ ہم نے اس ادارے کو اٹانومی دینی ہے تو پھر ٹھیک ہے آپ اپنا عمل دخل پھر کیوں رکھنا چاہتے ہیں؟ آپ یہاں on the floor of the House جو بات کرتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان اداروں کو اٹانومی دی جائے۔ اس سے ایجوکیشن سسٹم بہتر ہو گا۔ وہاں پڑھائی بہتر ہو گی۔ وہاں جو سٹوڈنٹس آئیں گے ان کو اس اٹانومی سے بہتر انداز میں سسٹم آف ایجوکیشن ملے گا۔ ہم نے وہی جو انھوں نے بورڈ تشکیل دیا اور بورڈ تشکیل دینے کے انھوں نے بہت بلند بانگ دعوے کیے کہ ہم نے اس

کو اس طرح تشکیل دیا۔ ہم نے اس کو یہ اختیارات دیے تو پھر یہ اپنے آپ کو اس بات میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ تجویز کیا کہ:

> The Board of Govemors shall appoint a female Principal of college whose educational qualification will not be less than Ph D, teaching experience in Degree College of not less than 15 years and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board

مطلب ہے کہ ہم نے کہا کہ اس طرح کی qulification آپ کے female principal کو appoint کریں اور آپ نے جو بورڈ constitue کیا ہے اور اس پر آپ نے اتنا بڑا اعتماد کیا ہے تو پھر گورنمنٹ کیوں اس میں involve ہونا چاہتی ہے؛ تو انھوں نے کہا کہ ہم نے اس سے consult کرنا ہے۔ جو بورڈ ہے وہ کس نے بنایا ہے؛ وہ کس نے constitute کیا ہے؛ اسی گورنمنٹ نے کیا ہے' اسی گورنمنٹ نے وہ بورڈ constitute کرنا ہے۔ جب آپ نے اتنا بڑا بورڈ آف گورنرز constitute کر دیا ہے تو پھر اس پر آپ اعتماد کریں اور وہاں پر کالج کی جو بھی ورکنگ ہے اس کو پھر آزادی سے کام کرنے دیں اور اس میں ہم نے یہ بھی تجویز کیا کہ جو پرنسپل ہے اس کی اس لیجسلیشن میں کم از کم qualification fix کر دی جائے۔ ہم نے کہا کہ اس کی basic qualification Ph.D ہو۔ اس کا ڈگری کالج میں پڑھانے کا کم از کم پندرہ سال کا تجربہ ہو۔ اس سے جتنا کسی کا تجربہ زیادہ ہو گا تو اس کو appoint کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم نے کہا کہ جب یہ لیجسلیشن ہو رہی ہے تو اس میں جو basics ہیں وہ ہم طے کر کے اس بورڈ کو یا اس گورنمنٹ کو دیں تاکہ اس میں پھر کل کو کوئی مرضی نہ کرے۔ پھر ان کی صوابدید نہ رہے کہ جس کی جو مرضی آئے' پھر من پسند آدمی نہ رکھے جائیں۔ اگر اس کی basic qualification طے ہو جائے گی تو پھر اس کے اوپر جس کا بھی زیادہ تجربہ ہو گا تو اس کے بعد وہ وہاں appoint ہو گا۔ یہ ہم اس لیے چاہتے ہیں کہ جب آپ چاہتے ہیں کہ ان اداروں میں بہتری ہو تو discretionary powers کو کم کیا جائے۔ جب بھی کسی ادارے میں خرابی آئی ہے' اس میں جب

بھی ہم نے کسی کو discretion دی ہے تو اس نے اپنی اس discretion کو اتنا misuse کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس صوبے میں اور اس ملک میں ابھی تک جو خرابی آئی ہے اس کی پہلی وجہ یہی ہے۔ اگر اب ہم چاہتے ہیں کہ جو بھی لیجسلیشن ہو وہ اتنی موثر ہو کہ اس میں discretionary power کم سے کم ہو۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ امنڈمنٹ move کی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بھی کھلے دل سے اس امنڈمنٹ کو دیکھے گا تو وہ اپنے دل میں یہ ضرور کہے گا کہ یہ بات صحیح ہے۔

جناب سپیکر! اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس امنڈمنٹ پر غور کریں اور اس کو منظور کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں تین نکات اٹھائے گئے ہیں۔ ایک The principal appointed should be female. دوسرا یہ کہ اس کی academic qualification should be Ph.D and fifteen years of service and then the Board should be given the authority to appoint him.

یہ چار نکات ہیں۔ اس میں، میں گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں پرنسپل کو appoint کرنے کے لیے جو ابھی بھی prevalent conditions ہیں، ہمارے جتنے بھی پنجاب میں پریمیئر انسٹی ٹیوشنز ہیں ان کے تقریباً سب کے سب پرنسپلز پی ایچ ڈی ہیں کیونکہ گریڈ 20 کا آفیسر ایجوکیشن میں ان کا پرنسپل بنتا ہے اور وہ سارے کے سارے پی ایچ ڈیز ہیں۔ جہاں تک female ہونے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ female colleges میں ہم female principal لگا رہے ہیں، male principal ادھر لگ نہیں سکتا اور کم از کم سروس پندرہ سال۔ ہمارے تو اس سے کم سروس میں اسسٹنٹ پروفیسر بھی نہیں بنتے ہیں تو چہ جائیکہ گریڈ 20 میں جا کر پرنسپل بننا، وہ تو ان کی بہت ساری سروس ہوتی ہے۔ یہ conditions already objectively ڈیپارٹمنٹ میں meet ہو رہی ہیں اور جس کی وجہ سے ہم نے اس کو نہیں ڈالا۔ جہاں تک appointment کا تعلق ہے تو بورڈ کو یہ اختیار ہے کہ وہ سٹاف میں سے یا ایڈورٹائز کر کے دوسرے بھی اگر کوئی گورنمنٹ سروس میں ہیں تو وہ بورڈ کے سامنے appear ہو سکتے ہیں اور یہ گورنمنٹ

کو ایک پینل appointment of Principals کے لیے ہم یہ پینل recommend کر دیتے ہیں کہ
recommend کرتے ہیں ۔ گورنمنٹ نے autonomy کے اوپر authority of control اس لیے رکھا
ہوا ہے کہ It is a public money۔ گورنمنٹ ان institutions کو گرانٹ دے رہی ہے اور گورنمنٹ اگر
public money spend کر رہی ہے تو گورنمنٹ نے اپنا ہاتھ بھی رکھنا ہے کہ وہ پیسہ کس طرح سے
استعمال ہو رہا ہے۔ اس کی پالیسیز آیا صحیح اور صحت مند بن رہی ہیں یا کہ نہیں بن رہیں۔ آپ دیکھیں کہ
بورڈ آف گورنرز میں 'سارے اداروں میں Ex-Officio ممبرز ہم nominate کرتے ہیں جو گورنمنٹ کے
سیکرٹریز لیول کے آفیسرز ہوتے ہیں جس طرح سے عام طور پر تعلیمی اداروں کے اندر بورڈ آف گورنرز
میں ہمارا سیکرٹری ہائر ایجوکیشن ہوتا ہے ' سیکرٹری خزانہ ہوتے ہیں ' سیکرٹری قانون ہوتے ہیں تاکہ
اس بورڈ کے اندر گورنمنٹ کے ہر point of view کو represent کیا جا سکے ۔ اگرچہ بورڈ آف گورنرز کو
کالج کے اندر رہتے ہوئے for the promotion of academic action پالیسیز کو frame کرنے میں
کافی freedom of action ہے۔ اس لیے میری گزارش ہو گی کہ محکمے میں یہ ساری conditions
objectively پہلے ہی پوری ہو رہی ہیں اس لیے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.

"That for sub-clause(1) of clause-5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education the following be substituted:-

"(1) The Board of Governors shall appoint a female Principal of the College whose educational qualifications will not be less than Ph.D., teaching experience in Degree College of not less than 15 years and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board".

(The motion was lost).

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch: Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti and Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHNA MANAIS: Mr Speaker, I move :-

"That in clause-5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (3) be added:-

"(3) There shall be a Vice Principal whose educational qualifications and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board."

MR SPEAKER: The motion moved is.-

"That in clause-5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (3) be added.-

"(3) There shall be a Vice Principal whose educational qualifications and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب سپیکر: جی۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون اسے oppose کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! بل کی clause-5 میں گورنمنٹ نے امنڈمنٹ

propose کی ہے۔ انھوں نے Principal تو propose کر دیا ہے اب آنریبل منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے پرنسپل والی کلاز میں جو امنڈمنٹ دی تھی اس میں objectively وہ باتیں already محکمے میں موجود ہیں ۔ تو اگر وہ موجود ہیں تو اس کو legislation میں لانے کی حکومت کیوںقباحت محسوس فرما رہی ہے؟ میرا خیال ہے یہ تو اس کو بڑا لیگل cover مل جانے کا اور محکمے میں چند ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو on the direction and with the will of the Government کچھ ایسے لوگوں کو بھی وہاں appoint کر دیتے ہیں جو requirements meet with نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے بھی ایک پابندی ہو جاتی ہے اور bureaucrate کے لیے بھی آسانی ہو جاتی ہے اور politicians کے لیے بھی آسانی ہو جاتی ہے کہ ایک چیز legislate ہو گئی ہے اسے دائیں یا بائیں نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کی مرضی کہ انھوں نے majority سے اس کو پاس کر ہی دینا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر ہم باتیں تو دیواروں کے ساتھ ہی کر رہے ہیں اور آپ ماشاء اللہ اس کو غور سے سن ہی رہے ہوں گے کیونکہ یہاں باقی جو چند معزز اراکین بیٹھے ہیں وہ یا تو سو رہے ہیں یا کچھ سوچ رہے ہیں یا پھر اپنے جانے کا سوچ رہے ہیں---

جناب سپیکر: وہ آپ کی ساری باتیں سن رہے ہیں ----

جناب سعید احمد خان منیس: مجھے اشارے بھی مل رہے ہیں کہ جلدی ختم کریں۔

جناب سپیکر: ان کی سوچ بھی آپ کے ساتھ ساتھ آ رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! بس اب ایسے آلے لگ چکے ہیں کہ دیکھ دیکھ کر اور بول بول کر اندازہ ہوتا ہے کہ کون سن رہا ہے ----

جناب سپیکر: نہیں وہ سن رہے ہیں۔ آپ فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ وائس پرنسپل کا جو institution ہے یہ ہمارے کالجز میں ہر گز نہیں تھا مگر اب ہماری گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس

عہدے کو کالجز میں institutionalize کیا جائے اور یہ already فیصلہ ہو چکا ہے اس لیے یہ اس کالج میں بھی ان شاء اللہ وہ عہدہ آئے گا تو اگر فاضل ممبر اپنا وقت بچانا چاہیں تو بچا سکتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ وہ ہماری اس ترمیم کو تسلیم کر رہے ہیں اور ہم نے بھی یہی محسوس کیا کہ institutions میں وائس پرنسپل کا جو عہدہ ہے وہ نہایت ہی ضروری ہوتا ہے۔ اگر پرنسپل absent ہو یا چھٹی پر ہو تو پھر naturally یہ ایسی بات ہے جیسے یہاں اگر سیکرٹری اسمبلی موجود نہیں ہوتے تو پھر ایڈیشنل سیکرٹری look after کرتے ہیں اور اگر آپ باہر کہیں تشریف لے جاتے ہیں یا His Excellency the Governor کے عہدے پر چلے جاتے ہیں تو ڈپٹی سپیکر آپ کی جگہ لے لیتے ہیں۔ تو اسی طریقے سے یہاں اگر پرنسپل نہ ہو تو پھر ہر institution میں وائس پرنسپل کا ہونا لازمی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جیسے آنریبل منسٹر صاحب نے فرمایا ہے وہ ہماری اس امنڈمنٹ کو منظور فرمانا چاہ رہے ہیں لہذا میں ان کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جیسے آنریبل منسٹر صاحب اس چیز کو admit کر چکے ہیں اور وہ وائس پرنسپل کے عہدے کو institutionalize کر رہے ہیں تو پھر بڑی اچھی بات ہے کہ اس کو اگر ایک legal cover بھی دے دیا جائے اور اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے ۔اور جناب سپیکر! میں آپ سے یہی عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب کے کہنے کے مطابق ہماری اس امنڈمنٹ کو ہاؤس کے سامنے رکھ کر منظور فرما دیں۔

جناب سپیکر، جی۔ وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی امنڈمنٹ سے بہت پہلے کا یہ فیصلہ ہو چکا ہے لہذا اس امنڈمنٹ کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیونکہ legislation ہو رہی ہے اور وزیر تعلیم اس میں بڑا interest لے رہے ہیں تو The House is not in quorum ۔ اس کو اگر کورم

میں کر لیا جائے اور اگر اس کی تعداد پوری کر لی جائے تو بہترین legislation ہو گی ۔ انھوں نے ابھی سمجھ لیا کہ ہماری امنڈمنٹ کے بعد وائس پرنسپل کی پوسٹ بھی انھوں نے create کر لی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بات ختم ہو لینے دیتے تو پھر بہتر ہوتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب انھوں نے realize کرنا شروع کر دیا ہے کہ جو بھی بات صحیح ہوتی ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس جب کورم میں ہو گا تو ہاؤس کو بھی بہتر اندازہ ہو گا کہ ہماری گورنمنٹ ----

جناب سپیکر: تو آپ نے کورم point out کر دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ میں نے پہلے کیا ہے ۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ،

The House is not in quorum

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے(گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ سعید اکبر خان صاحب ! آپ بھی اس ترمیم پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جی ہاں۔

جناب سپیکر: فرمایئے !

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر ! مجھے وزیر تعلیم کی یہ بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ ہم نے وائس پرنسپل کی سیٹ create کر لی ہے۔ لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آ سکی کہ ایک بات کو وزیر تعلیم تسلیم کر رہے ہیں، ہماری ترمیم کو مان رہے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم اپنی ترمیم کے ذریعے جو کچھ چاہتے ہیں وہ عہدہ پہلے ہی create کر دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری قانون اس بات کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حکومت کا آپس میں ہی تضاد نظر آ رہا ہے۔ وزیر تعلیم ہماری ترمیم

کو تسلیم کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ وائس پرنسپل کی اسامی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ تمام اداروں میں انچارج کے ساتھ وائس انچارج بھی ضرور ہوتا ہے جو کہ انچارج کے چھٹی پر جانے کی صورت میں اس کی ایماء پر act کرتا ہے تاکہ کوئی عہدہ خالی نہ رہے اور ضروری کام التواء کا شکار نہ ہوں۔ ہم اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم لائے ہیں۔ پرنسپل کی عدم موجودگی میں وائس پرنسپل نہ ہو تو ایک خلاء پیدا ہو جائے گا ضروری کام رُک جائیں گے۔ جس سے ادارے کو نقصان ہوگا۔ میں وزیر تعلیم کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ہماری اس ترمیم کو منظور کرتے ہوئے وائس پرنسپل کی اسامی create کر دی ہے۔ ان کی طرف سے ایسا کہنے سے اصولی طور پر ہماری ترمیم منظور ہو چکی ہے۔ بے شک ووٹنگ کے دوران انھوں نے اس کی مخالفت کرنی ہے لیکن زبانی طور پر وہ اسے تسلیم کر چکے ہیں۔ جناب سپیکر! اس تضاد کو آپ بھی یقیناً محسوس کر رہے ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے بھائی نے خلاء کی بات کی ہے۔ ہاں' ان کی حکومت ضرور خلاء میں رہی ہے۔ ہم تو خلاء پُر کر رہے ہیں۔ جناب والا! ان کی ترمیم سے بہت پہلے ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ یہ فیصلہ ہم کر چکے ہیں اور یہ عہدہ کالجوں میں institutionalize ہو رہا ہے۔ لہذا اب اس ترمیم کی ضرورت ہی نہیں ہے' اسے مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (3) be added,-
>
> (3) There shall be a Vice Principal whose educational qualifications and terms and conditions of service shall be such as may be determined by the Board.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The Third amendment is from Mr Saeed Ahmad KhanManais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (4) be added:-
>
> "(4) The Board of Governors may at any time remove the Principal or Vice Principal for reasons to be recorded in writing on the grounds none other than of misconduct, corruption and inefficiency.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committeeon Education, the following new sub-clause (4) be added -
>
> "(4) The Board of Governors may at any time remove the Principal or Vice Principal for reasons to be recorded in writing on the grounds none other than of misconduct, corruption and inefficiency"

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: اس پر پہلے منیس صاحب بات کریں گے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ ترمیم کلاز 5 پر ہے۔ آپ نے پچھلی ترمیم میں یہ دیکھ لیا کہ معزز وزیر تعلیم نے ایک بات کو تسلیم کرتے ہوئے فرما بھی دیا کہ اس پوسٹ کو institutionalize کر دیا گیا ہے اور یہ شروع بھی کر دی گئی ہے۔ آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہاں یہ طریقہ کار ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے جو بھی ترمیم ہو گی اس کو oppose کیا جاتا ہے۔ اگر انھوں نے institutionalize کر دیا تھا اور ہماری ترمیم کو منظور نہیں کرنا تھا تو حکومت کو چاہیے تھا کہ خود ایک ترمیم لاتی اور اسے اس میں insert کر دیتی۔ اگر صرف یہی برا سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کی جانب سے نہیں ہونی چاہیے تو میں ان کو ایک ٹیکنیکل بات بتا رہا ہوں کہ یہ اپنی طرف سے لے آتے۔ جیسے کل میں نے طیارے کے شہدا کے لیے قرارداد پیش کی تو حکومت نے کہا کہ اپوزیشن اکیلی کریڈٹ نہ لے جائے تو انھوں نے کہا کہ ہم بھی اسے ساتھ ہی لانا چاہتے ہیں تو ایک متفقہ قرارداد آ گئی۔ تو میں حکومت کو ایک ٹیکنیکل بات سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ یہ سمجھیں کہ یہ بات صحیح ہو رہی ہے لیکن وہ اپوزیشن کو کوئی کریڈٹ نہیں دینا چاہتے تو پھر خود ترمیم move کر دیا کریں۔

جناب والا! already اس میں removal of the Principal and Vice Principal کی کوئی کلاز شامل نہیں۔ یہ ایک نیا بل ہے جس پر قانون سازی کی جا رہی ہے۔ ادارے کو خود مختاری دی جا رہی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ پہلے ان میں کمی رہ گئی اور اب وہ ان کمیوں کو تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ لیکن اب چونکہ ہماری جانب سے ترمیم آئی ہے اس لیے اسے honour نہیں کر رہے۔ ہم اسے یہاں پر اس لیے insert کرنا چاہتے ہیں اور شاید removal of the Principal کے بارے میں منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ یہ تو already موجود ہے کہ جو بھی پرنسپل ہوتا ہے اگر وہ کوئی غلط کام کرے گا تو اسے remove کر دیا جائے گا۔ بورڈ کے پاس اختیارات ہوں گے یا حکومت کے پاس ہوں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب قانون سازی ہو تو اسے definite ہونا چاہیے اور ہر بات کو pin-point کر دینا چاہیے۔ جناب والا! آپ کو بخوبی علم ہے کہ سیاسی حکومتیں اپنی will اور مرضی کے مطابق کرانا چاہتی ہیں۔ اگر حکومت کسی وجہ سے کسی پرنسپل سے خفا ہو جاتی ہے یا وہ پرنسپل حکومت کے آرڈر پر عمل در آمد نہیں کرتا تو پھر اسی ناراضی کو بنیاد بنا کر وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے اور اسے throw away کر دیا جاتا ہے۔ میں اس کی مثال اس طرح سے دوں گا کہ جب جناح ہسپتال میں خود مختاری دی گئی تو شروع میں ہی وہاں کے چیف

ایگزیکٹو نے ایک ڈاکٹر کو وہاں سے تبدیل کیا لیکن حکومت نے کہا کہ آپ اسے تبدیل نہ کریں تو وہ چیف ایگزیکٹو اڑ گیا اور آخر کار اس نے استعفیٰ دے دیا۔

جناب سپیکر،ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر اس قسم کی قانون سازی ہو جائے تو پھر وہاں گنجائش نہیں رہتی اور میں سمجھتا ہوں کہ جو سیاسی وجوہات پر لوگوں کو نکال دیا جاتا ہے اس میں ہم نے یہ mention کر دیا ہے کہ بورڈ آف گورنرز میں،

"any time remove the principal or vice principal for reason to be recorded in writing on the grounds none other than misconduct, corruption and inefficiency".

یعنی اس کے ساتھ سیاسی وجوہات کی وجہ سے کوئی زیادتی نہ کر سکے البتہ اگر وہ misconduct ' کرپشن یا inefficiency میں آتا ہے تو اسے نکال سکتے ہیں۔ لیکن reasons to be recorded in writing میں reasons to be recorded in writing کی بات کیوں کر رہا ہوں؟ یہاں چرچا ہوتا رہا ہے کہ مختلف حکومتیں appointments کرتی رہی ہیں یا الاٹمنٹس کرتی رہی ہیں اور وہ in relaxation of rules ہوتی رہی ہیں۔ چیف ایگزیکٹو کے پاس relaxation of rules کے اختیارات ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ دیا ہوا ہے کہ reasons to be recorded in writing کیونکہ relaxation of rules خاص circumstances میں ہوتا ہے۔ اور خاص circumstances ریکارڈ کرنے چاہیئں۔ لیکن جتنی بھی appointments ہوئیں یا الاٹمنٹس ہوئیں چیف ایگزیکٹو نے وہ اختیارات استعمال کیے۔ لیکن اس میں reasons ریکارڈ نہیں کیں۔ یہ نہیں بتایا کہ میں کس وجہ سے یہ rules relax کر رہا ہوں؟ ہم نے یہاں پر یہ بات اس لیے insert کرانے کے لیے عرض کیا ہے کہ reasons to be recorded in writing یہ نہیں کہ اگر ایک شکایت آئی ہے اور سیاسی حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس آدمی کو نکال دیا جائے تو صرف یہ لکھ دیا جائے کہ This complaint comes into misconduct and he is removed. تو یہ کافی نہیں ' بلکہ اس میں باقاعدہ reasons دی جائیں۔ اگر کوئی reason نہ ہو اور وہ صرف misconduct میں آتا ہے کرپشن میں آتا ہے یا inefficiency میں آتا ہے تب اسے remove کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا check ہے جو بورڈ آف گورنرز میں بھی رہے گا کہ وہ بھی اپنی مرضی سے کسی کو نہیں نکال سکیں گے کیونکہ

بورڈ آف گورنرز میں بھی سب انسان ہیں وہ بھی pressurize ہو سکتے ہیں۔ چیئرمین پر pressure آ سکتا ہے تو ان کو بھی save کرنے کے لیے یہ کلاز insert کی جا رہی ہے۔ اسی لیے اس میں دے دیا گیا ہے کہ:

on the grounds none other than misconduct, corruption and inefficiency.

تو میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان اور معزز وزیر تعلیم سے بھی عرض کروں گا کہ This is again a harmless amendment to the Government جب یہ بل پاس ہو کر باہر جائے گا تو لوگ اسے اچھی نظر سے پڑھیں گے اور آپ کی تعریف کریں گے۔ اگر آپ کی تعریف ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ سارے ایوان کی تعریف ہو گی کیونکہ یہ ایوان قانون سازی کا ذمہ دار ہے۔ اگر آج ہم اس میں خامیاں چھوڑ دیں گے تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا اور جب اس بات کی ضرورت پڑے گی تو جو چیزیں آج ریکارڈ پر آ رہی ہیں تو پڑھنے والے لوگ یہ کہیں گے کہ ایوان نے اپنا mind apply نہیں کیا اور صحیح طریقے سے قانون سازی نہیں کی تھی' اس لیے اس میں ترامیم کی ضرورت آ رہی ہے۔ جو بار بار ترامیم آ رہی ہیں وہ اسی بات کا نتیجہ ہیں کہ ہو سکتا ہے لاء ڈیپارٹمنٹ نے اسے صحیح طریقے سے نہ دیکھا ہو یا محکمہ تعلیم نے اسے صحیح طریقے سے نہ دیکھا ہو کیونکہ معزز وزراء کی سیاسی مصروفیات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور یہاں پر ہم روزانہ دیکھتے اور سنتے ہیں کہ جب معزز وزراء سوالات کے جوابات دیتے ہیں تو ایسے لگتا ہے جیسے وہ بالکل blind آتے ہیں اور یہاں پر کاغذ اٹھایا ہے اور وہ صحیح طریقے سے ایوان کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ جناب والا! ماشاء اللہ آپ خود منسٹر رہے ہیں اور اس عہدے پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ جب کوئی معزز رکن سوال بھیجتا ہے تو وہ سوال منسٹر کے ذریعے جاتا ہے اور جب اس کا جواب آتا ہے تو منسٹر ہی اسے منظور کرتا ہے تب یہاں آتا ہے۔ لیکن بڑا افسوس ہوتا ہے جب معزز وزیر یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ میں خود محکمہ سے اتفاق نہیں کرتا' میری خود تسلی نہیں' اس لیے آپ defer کر دیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج اس میں جو کمی رہ گئی ہے اگر ہمارے پوائنٹ آؤٹ کرنے پر اس کو پورا کر دیا جائے تو سب قباحتیں دور ہو جائیں گی۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ وہ اس لیے ترامیم دیتے ہیں کہ اس وقت جو قانون سازی ہو رہی ہے شاید وہ defective ہے یا اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ اس کمی کو دور کرنے کے لیے ترامیم دیتے ہیں۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جناب سپیکر! یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے اور یہ جو تاثر دینا چاہتے ہیں وہ غلط تاثر ہے۔ اس لیے کہ ترامیم دینا اپوزیشن کا حق ہے۔ ہم اگر ان کے مشورے سے بھی قانون سازی کریں' جناب والا! میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ بل بنانے سے پہلے ڈیپارٹمنٹ جب ڈرافٹ دے گا اور محکمہ قانون جب vetting کرے گا تو میں ان کو ساتھ بٹھا لوں گا۔ کیا اس کے بعد وہ ترامیم دینا چھوڑ دیں گے؟ جناب والا! یہ پارلیمانی پریکٹس ہے اور انھوں نے ایوان میں ترامیم دینی ہیں۔ ہم جو مرضی کر لیں' جتنی مرضی سوچ سمجھ کر قانون سازی کر لیں انھوں نے ترامیم دینی ہیں۔ وہ اپوزیشن میں ہیں اور انھوں نے اپنا رول ادا کرنا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ وہ اس لیے ترامیم دے رہے ہیں کہ law defective ہے یا خدانخواستہ قانون میں کوئی سقم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر غلط ہے۔ ہم ان کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہیں' وہ محنت کرتے ہیں اور وہ پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔ جو ان کی اچھی رائے ہوگی ہم اس سے اتفاق کریں گے۔ لیکن یہ سمجھ لینا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب غلط ہے اور جو کچھ وہ فرما رہے ہیں وہ ہی صحیح ہے۔ یہ ایک غلط تاثر ہے اس لیے میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ سعید اکبر صاحب! آپ نے بولنا ہے؟ لگ نہیں رہا کہ آپ نے بولنا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں بول لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں میرے چاہنے کی بات نہیں۔ اگر نہیں بولنا تو ٹھیک ہے۔ ویسے قائد حزب اختلاف نے بڑی تفصیل سے باتیں کی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جب میرے بھائی وزیر قانون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے تھے تو میں بولنے کے لیے کھڑا ہو رہا تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے بھائی سعید احمد خان نے بڑی تفصیل سے یہ بات کی ہے کہ ہم یہ نئی کلاز کیوں add کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیشہ ہم نے دیکھا ہے کہ پولیٹیکل گورنمنٹ میں

پولیٹیکل پریشر آتے ہیں۔ کیونکہ پولیٹیکل سسٹم چلتا ہی پریشر کے تحت ہے۔ ووٹوں کا پریشر ہوتا اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کا پریشر ہوتا ہے۔ جمہوری نظام کی خاصیت ہی یہ ہے کہ جو بھی گورنمنٹ ہوتی ہے وہ پبلک پریشر کے تحت چلتی ہے۔ کیونکہ ہم ووٹ لے کر منتخب ہوتے ہیں۔ ہمارے حلقے کے جو ووٹرز ہیں' عوام ہیں ان کا پریشر ہم پر رہتا ہے ۔ کئی دفعہ ہم کوئی بات نہ چاہتے ہوئے بھی کسی بات کو مجبوری کے تحت سپورٹ کرتے ہیں۔ کچھ ادارے ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں 'چاہے ہماری جتنی بھی خواہش ہو کہ ہماری یہ خواہش پوری ہو تو اس میں وہ خواہش پوری نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح ایک میرٹ پالیسی بنی کہ کسی بچے کو میرٹ کے بغیر داخلہ نہیں ملے گا۔ ایک پالیسی بن گئی جس پر آج تک عمل درآمد ہو رہا ہے۔ کوئی بھی دوست جب ہم پر پریشر ڈالتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ چونکہ یہ پالیسی ہے اور اس پالیسی میں کوئی گڑبڑ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہم مجبور ہیں کہ ہم آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔ اسی طریقے سے جب ہم کسی پرنسپل کے پاس جاتے ہیں کہ یہ ہمارا دوست ہے یا دوست کا بیٹا ہے اس کو داخلہ دے دو تو وہ پہلی بات کرتا ہے کہ یہ میرٹ پر نہیں آتا اس لیے میں نہیں کرتا۔اس سے ہمارا پھر جھگڑا بھی نہیں ہوتا۔ اس ترمیم میں بھی ہماری یہ خواہش ہے کہ اگر ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ یا پرنسپل ہماری بات نہیں مانتا' گو ہماری سیاسی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس ادارے کے لیے بہتر نہیں ہوتی۔ پھر ہماری ناراضگی کا رزلٹ یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ اس کو نکالو ۔ اس خدشے کو دور کرنے کے لیے ہم نے یہ ترمیم move کی اور یہ کہا کہ اس کلاز میں یہ سب کلاز add کی جائے۔ جو بھی اس ادارے میں پرنسپل ہے یا کام کرنے والا ہے ان دو تین باتوں کے علاوہ' ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کے پاس یہ پاور نہ ہو کہ اس کو نکال سکے۔ اس میں دو تین باتیں ہی ہیں

None other than misconduct, corruption and inefficiency

اگر ان تین باتوں میں وہ ملوث ہے تو اس کو اس ادارے سے نکال دیا جائے' اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے کہ وہ کسی پولیٹیکل آدمی کی خواہش پوری نہیں کر سکتا تو اس کو اس بناء پر اس ادارے سے نہ نکالا جائے ۔ جناب سپیکر! جو بھی قانون سازی ہوتی ہے وہ for ever ہوتی ہے ۔شاید اس وقت آپ اور ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں ہم اس پر سختی سے عمل بھی کریں۔ شاید کل آنے والی حکومت اس پر

عمل درآمد نہ کرے۔ وہ اپنی خواہش کے مطابق اس ادارے کو چلانا چاہیے یا اس ادارے میں کام کرنے والے لوگ ان کو اپنی خواہش کے مطابق کام کرنے پر مجبور کریں۔ یہ جو قانون سازی ہوتی ہے یہ for ever ہوتی ہے اور definite ہوتی ہے ۔ کوئی آدمی حکومت میں آنے وہ اپنی خواہش کے مطابق کام نہ کر سکے بلکہ کسی رولز اور ایکٹ کے مطابق وہ کام کرے۔ یہ ایک وہاں پر کام کرنے والوں کو بھی احساس ہو گا کہ اگر ہماری کار کردگی اس ادارے میں کم ہو گئی تو ہم نہیں رہ سکتے۔ اگر ہم نے کرپشن کی تو ہمیں نکال دیا جائے گا۔ انھیں تحفظ حاصل ہو گا کہ اگر ہم نے بہتر کار کردگی کے لیے کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی ناراض کر لیا تو پھر ہمیں کوئی نکال نہیں سکتا۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کار کردگی یا ان کا جو کام میں interest ہے وہ بہت زیادہ ہو گا اور وہ اس ادارے کے لیے بہت بہتر ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم نے ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم دی ہے۔ میری آپکی وساطت سے اس ایوان سے گزارش ہے کہ جتنی بھی آپ بہتر قانون سازی کریں گے وہ ہمارے لیے سہولت کا باعث بنے گی۔ اسی بنیاد پر میں گزارش کرتا ہوں اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میری اس مسئلے پر یہ گزارش ہے کہ پرنسپل کو حکومت ، خود مختار ادارے میں اپنی مرضی سے نہ ہی لگا سکتی ہے اور نہ ہی ہٹا سکتی ہے ۔ یہ جو اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں یہ بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ایسے اداروں میں پرنسپل بورڈ آف گورنرز کی سفارش پر ہی لگتے ہیں اور ان کی recommendation سے ہی remove ہوتے ہیں۔ بورڈ آف گورنرز میں ممبرز عموماً ایسے سینیئر سٹیزن لگائے جاتے ہیں جو ہم سمجھتے ہیں کہ They are men of integrity. تو ان کو اس بارے میں کوئی شک وشبہ ہونا نہیں چاہیے۔ یہ بار بار دوسری بات کرتے ہیں کہ جتنی اچھی قانون سازی کر لیں اتنا ہی اچھا ہے۔ میں نے تو خیر law نہیں پڑھا ' ہمارے قائد حزب اختلاف جن کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ وہ لاء گریجویٹ ہیں۔ مجھے ایک عام شہری کی حیثیت سے جو سمجھ آتی ہے کہ Adequate regulation or legislation is better than over legislation. اس میں سوسائٹی کی ایک freedom ہوتی ہے وہ maintain رہتی ہے۔ and you give people enough room to exercise their initiative and thinking also without

having to break the law. تو اس میں اس چیز کو بھی preserve کیا گیا ہے۔ ہم ہر چیز کو over regulate کر دیں اور over legislate کر دیں تو نہ کسی کے پاس آزادی اور نہ ہی کسی کے پاس کوئی initiative ہو۔ اس لیے مہربانی فرما کر اس بات کو بھی آپ مد نظر رکھیں۔ جب آپ قانون سازی کی بار بار بات کرتے ہیں تو اس بات کو بھی مدنظر رکھیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو بھی مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ

وزیر زراعت، جناب والا! جناب سید اکبر خان صاحب سے پوچھیں کہ وزیر موصوف نے کیا بات کی ہے ان کو کوئی سمجھ بھی آئی ہے؛ (قہقہے)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (4) be added:-

"(4) The Board of Governors may at any time remove the Principal or Vice Principal for reasons to be recorded in writing on the grounds none other than of misconduct, corruption and inefficiency

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The questions is.

That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Clause 6 of the Bill is under consideration. An amendment has been

received from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah. Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> That for clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the follwoing be substituted:-
>
> "6. Committees. - The Board may constitute an Executive Committee comprising of the Principal, Vice Principal, two senior most professors and one non-official member of the Board to be nominated by the Chairperson, as may be deemed necessary for carrying out the purpose of this Act"

MR SPEAKER: The motion moved is.-

> That for clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted:-
>
> "6. Committees. - The Board may constitute an Executive Committee comprising of the Principal, Vice Principal, two senior most professors and one non-official member of the Board to be nominated by the Chairperson, as may be deemed necessary for carrying out the purpose of this Act."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، اپوز کرتے ہیں۔ منیس صاحب! بسم اللہ کیجئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! کلاز 6 میں گورنمنٹ نے propose کیا ہے کہ،

The Board may constitute such committees as may be deemed necessary for carrying out the purposes of this Act.

جناب والا! اس میں جو ہم نے propose کیا وہ یہ ہے کہ بجائے کمیٹیوں کے بنانے کے میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی پہلے انسٹی ٹیوشنز ہیں جن کے بورڈ آف گورنرز ہیں جہاں تک میرا علم ہے ان انسٹی ٹیوشنز میں ایک ایگزیکٹو کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو day to day matters کو solve کرتی ہے۔ یہاں ایچی سن کالج ہے اس میں ایک ایگزیکٹو کمیٹی ہے، صادق پبلک سکول میں ایک ایگزیکٹو کمیٹی ہے، ایبٹ آباد پبلک سکول میں ایک ایگزیکٹو کمیٹی ہے۔ ایگزیکٹو کمیٹی اس لیے بنائی جاتی ہے کہ وہاں جو مقامی طور پر day to day جتنے بھی فیصلے ہیں ان کو کر لیا جائے۔ ایسا فیصلہ جو بورڈ آف گورنرز نے کرنا ہے subject to the approval of the Board of Governors وہ ایگزیکٹو کمیٹی کر لیتی ہے۔ کیونکہ جناب والا! بورڈ ہر وقت meet نہیں کر سکتا۔ جو ایگزیکٹو کمیٹی ہے جیسے ہم نے یہاں propose کیا ہے کہ اس میں پرنسپل، وائس پرنسپل، سینیئر ترین پروفیسرز۔

and one non official member of the Board to be nominated by the Chairperson,

یہ لوگ ایسے ہیں جو ہر وقت available ہوتے ہیں۔ اگر ایگزیکٹو کمیٹی بنا دی جائے تو جتنے بھی معاملات ہیں۔ جناب والا! اگر خدانخواستہ آج کوئی ایمرجنسی کسی انسٹی ٹیوشن میں ہو جاتی ہے اور اس کا فیصلہ ایسا ہے جو کہ fall کرتا ہے within the powers and functions of the Board of Governors تو Board of Governor تو اس دن یا اس سے اگلے دن بھی meet نہیں کر سکتا۔ اور اس کو یہ معاملہ refer نہیں کیا جا سکتا اور وہ فیصلہ نہیں لیا جا سکتا۔ جو ایگزیکٹو کمیٹی ہو گی وہ چونکہ انہیں لوگوں پر مشتمل ہے جو وہاں پر موجود ہیں۔ پرنسپل ہے، پروفیسرز ہیں وہ وہاں پر موجود ہیں۔ ان کا کورم بھی اگر non official member ہے جیسے یہاں ہم نے ایک recommend کیا ہے propose کیا ہے اگر وہ نہیں بھی ہو گا تو اتنے لوگ موجود ہوں گے اس انسٹی ٹیوشن کے اور وہ اپنی ایگزیکٹو کمیٹی کی میٹنگ کال کر کے جو ایمرجنسی کا فیصلہ ہے وہ کر سکتے ہیں۔ اگر ان کے پاس پاورز نہیں اور وہ پاورز fall کرتی ہیں

Board of Governors پر تو وہ subject to the approval of governors فوری جو فیصلہ ہے اس کو کیسے کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میں اطلاعاً عرض کرنا چاہتا ہوں انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ بار بار Legislation کی بات کر رہے ہیں۔ Legislation کی بات اس لیے کر رہے ہیں۔ کیونکہ We are legislatures یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے یہ کوئی debating society نہیں۔ یہ صرف مبارک بادیں اور قراردادیں پیش کرنے والا فورم نہیں ہے۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ حکومتی بنچز کی طرف سے ہر اجلاس میں کوئی نہ کوئی ایک ستائشی قرار داد وزیر اعظم صاحب یا وزیر اعلیٰ کے حق میں کی جاتی ہے۔ یہ ہمارا کام نہیں۔ یہ اس معزز ایوان کا کام نہیں۔ آپ کا کام تو قانون سازی ہے۔ آپ تو اپنے کام سے ہٹ کر باقی کام کر رہے ہیں۔ قانون سازی جو آپ کا کام ہے وہ ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ آپ کا یہ کام ہے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! اگر کوئی اچھی بات کوئی اچھا کام سامنے آئے تو تعریف کرنے میں کوئی حرج والی بات بھی نہیں۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے ابھی آپ کی تعریف کی ہے۔ کہ آپ اچھا کام کرتے ہیں محنت کرتے ہیں۔ اس میں بری بات تو نہیں کہ جو اچھا کام کرے اس کی تعریف کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ بات کر رہے ہیں کہ بار بار قانون سازی کی بات کی جاتی ہے۔ تو یہ قانون ساز ادارہ ہے اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ قانون ساز ادارے میں تو قانون سازی کی ہی بات ہو گی۔

جناب سپیکر، اگر Leader of the House کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج والی بات تو نہیں۔ جس طرح اپوزیشن لیڈر کوئی محنت کرتا ہے کوشش کرتا ہے۔ میں نے بھی کئی دفعہ تعریف کی ہے لاء منسٹر صاحب بھی تعریف کرتے ہیں۔ تو اس میں کوئی بری بات ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: بری بات تو نہیں۔ لیکن قرار داد تو کبھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر، اچھا آپ قرار داد چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر کوئی اچھی بات کر رہا ہے تو قرار داد تو آتی ہے۔ لیکن اگر امن عامہ کا مسئلہ خراب ہے تو مذمتی قرار داد تو کبھی نہیں آئی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ قانون ساز ادارہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ بھی جب repeat کرتے ہیں آٹھ آٹھ دس دس بار ایک ہی فقرے کو تو ہم نے کبھی مذمت والی بات نہیں کی۔ (قہقہے)

جناب سعید احمد خان منیس،جناب والا! آپ نے تو کل یہ فرمایا تھا کہ آپ neutral ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے بھی مذمت والی بات کبھی نہیں کی اور ہاؤس نے بھی کبھی نہیں کی۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ فرماتے ہیں کہ "ہم" تو کیا آپ اپنے آپ کو حکومت میں گنوانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں۔ میں اپنی بھی بات کر رہا ہوں اور ساتھ ساتھ جو انصاف کے مطابق ہے اس کی بھی بات کر رہا ہوں۔ جی فرمائیں ترمیم کے بارے میں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب والا! میں منسٹر صاحب کو ایک تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں' ایک تو انھوں نے یہ کہا کہ قانون سازی کی بات ہو رہی ہے اور اپوزیشن لیڈر لاء گریجوایٹ ہیں۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ میں لاء گریجوایٹ نہیں ہوں۔ اور اسمبلی نے جو بائیو گرافی متداول کی ہے۔ اس میں ہاؤس لیڈر ' اپوزیشن لیڈر کی جو educational qualifications ہیں وہ دی ہوئی ہیں اور تمام ممبران کی اس میں دی ہوئی ہیں۔ چونکہ یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ قانون سازی جس طریقے سے ہونی چاہیے اس میں اگر ہم تھوڑا سا contribute کرلیں تو میرے خیال میں وہ in the better interest of the House ہے اور in the better interest of the Province ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایگزیکٹو کمیٹی بنانا ہر ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن کے لیے ضروری ہے' کیونکہ day to day جو معاملات ہیں وہ ایگزیکٹو کمیٹی کے بغیر نمٹائے نہیں جا سکتے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے۔ پھر جناب والا! آپ فرمائیں گے کہ this is repetition تو یہ repetition اس لیے ہوتی ہے کہ بار بار knock at the door کرنا پڑتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اپوزیشن لیڈر سے درخواست کروں گا کہ یہ تھوڑا سا اس پر اظہار خیال فرما دیں کہ اس کلاز میں کہاں پابندی لگائی گئی ہے کہ ایگزیکٹو کمیٹی نہیں ہوگی؟ جب ہم نے کمیٹیز فارم کرنے

کی شق رکھی ہے تو جو کمیٹی آپ چاہیں بنا سکتے ہیں۔ ایگزیکٹو کمیٹی بنائیں، فنانس کمیٹی بنائیں، ڈسپلنری کمیٹی بنائیں آپ سپورٹس کمیٹی بنائیں۔ لفظ کمیٹی آیا ہے کہ کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ پھر ایگزیکٹو کمیٹی کی پابندی کہاں ہے؟ وہ ذرا یہ بتا دیں تاکہ آگے بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے تو اپنی ترامیم پر بات کرنی ہے۔ اگر معزز وزیر صاحب تعلیمی اداروں کو غور سے دیکھیں تو ان کو نظر آئے گا کہ وہاں ایگزیکٹو کمیٹی موجود ہوتی ہے اور ایگزیکٹو کمیٹی پھر آگے سب کمیٹی فارم کرتی ہے۔ میرے خیال میں میں بار بار یہ بات کر کے شاید معزز اراکین کے سر پر سوار ہوا ہوا ہوں۔ لیکن چونکہ ترامیم ہیں اور ابھی وقت باقی ہے تو ہم نے یہ کرنا ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے اس بات پر زور دیتے ہوئے دوبارہ یہ کہوں گا کہ حکومت اور معزز اراکین اس کو ضرور consider کریں، کیوں کہ ایگزیکٹو کمیٹی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بعد میں ان کو یہ مشکلات سامنے آئیں گی اور ان کو ایگزیکٹو آرڈرز جاری کرنے پڑیں گے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That for clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted.-

"6. Committees. - The Board may constitute an Executive Committee comprising of the Principal, Vice Principal, two senior most professors and one non-official member of the Board to be nominated by the Chairperson, as may be deemed necessary for carrying out the purpose of this Act."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Clause 7 of the Bill is under consideration There are three amendments in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan.

Since the amendment proposed in Clause 6 of the Bill which aimed at the Constitution of the Executive Committee has been lost. The amendment proposed in Clause 7 providing for the powers of the appointment the Executive Committee has become inconsistant with the previous decision of the Assembly and is therefore, in admissible under 198 (iv) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. I, therefore, do not allow it to be moved and take up the next amendment.

The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Waraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> That sub-clause (2) of clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That sub-clause (2) of clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir

جناب سپیکر۔ منیس صاحب! اس پر پہلے آپ بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اس سے پہلے جو کلاز 7 کی ترمیم تھی جو آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ وہ نہیں کی جا سکتی کیوں کہ ایگزیکٹو کمیٹی carry نہیں ہو سکی۔ لیکن میں اس میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ،

The college may appoint such persons in its service as may be necessary terms and conditions as may be determined by the Board.

اس میں جو لفظ "کالج" ہے۔ The college is a building۔ ایک بلڈنگ کسی کو بھرتی نہیں کر سکتی۔ اگر اس کا dictionary meaning بھی دیکھیں تو اس میں بھی college means a building۔ اگر کوئی درخواست دیتا ہے اور فرض کریں کہ لاہور کالج فار وویمن میں ایک خاتون درخواست دیتی ہیں اور وہ وہاں جاتی ہیں تو پھر وہ وہاں جا کر کہیں گی کہ بلڈنگ جی! آپ مجھے بھرتی کر لیں تو Is this possible? یہ ایک ایسی چیز ہے جو میں وزیر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں کسی قسم کی rectification ہو سکتی ہے تو اس کو rectify کر دیں۔ کیوں کہ بلڈنگ کبھی کسی کو بھرتی نہیں کر سکتی۔ And college means a building اور ابھی انہوں نے فرمایا تھا کہ میں ڈکشنری کا سہارا لیتا ہوں۔ میرے پاس ڈکشنری پڑی ہے اگر کہیں تو میں کالج کا معنی ان کو پڑھ کر بھی سنا دوں۔ It means building and a building cannot appoint anybody تو جناب سپیکر! دوسری ترمیم میں ہے۔

All persons serving the college in any capacity; immediately

before the commencement of this Act unless absorbed in the service of the college, shall remain on deputation liable to be transferred to their parent department at anytime.

جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ گزارش کی ہے کہ اس کو delete کر دیا جائے۔ میں کیوں کہتا ہوں کہ اس کو delete کر دیا جائے؛ اس میں ایک تو حکومت نے کافی تضادات رکھ دیے ہیں کہہ کر رہی ہے کہ وہ ایجوکیشن کو تو ڈیپوٹیشن الاؤنس دیں گے لیکن ہیلتھ کے اداروں کو نہیں دیں گے۔ sweet will ہونی چاہیے کہ وہ وہاں رہنا چاہتا ہے یا نہیں رہنا چاہتا کیوں کہ جب ان اداروں کو اٹانومی مل جائے گی تو پھر elevations کے chances تقریباً ختم ہو جائیں گے کیوں کہ وہ وہاں elevate نہیں ہو سکتے۔ وہ اس ایک مخصوص ادارے کے ملازمین بن کر رہ جائیں گے اور ان کی elevation یا promotion کا موقع ختم ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بنیادی حقوق کو بھی curb کیا جارہا ہے تو اس طرح between the autonomous institutions of health and autonomous instituions of the Education Department اس میں اتنا تضاد آ گیا ہے۔ ایک طرف ڈیپوٹیشن الاؤنس دیا جا رہا ہے' دوسری طرف نہیں دیا جا رہا۔ پھر یہ ایک ایسا پنڈورا باکس بھی کھلے گا۔ یہ جہاں بھی اٹانومی دیں چاہے وہ ادارے تعلیم کے ہوں یا صحت کے ہوں ان سب کو ڈیپوٹیشن الاؤنس دیں۔ اور پھر ان کو ڈیپوٹیشن پر زبردستی رکھا جا رہا ہے تو پھر ان کو against than کیوں رکھا جا رہا ہے کیوں کہ جہاں ان کو ترقی کے مواقع حاصل نہیں تو ان پر کیوں زور دیا جا رہا ہے کہ وہ وہاں رہیں۔ تو میں اس لیے گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی' منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم: پہلے تو مجھے حیرانی ہوئی ہے کہ سید اکبر صاحب اس ترمیم پر نہیں بولے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ تجویز جو میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے دی ہے۔ اس میں The word "college" is all embracing اسے بہت سارے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ عموماً کہتے ہیں کہ میں کالج میں داخلہ لے رہا ہوں' میں فلاں کالج میں پڑھتا ہوں'

ان کو کالج پڑھاتا ہے یا وہ عمارت ان کو پڑھاتی ہے یا وہ عمارت ان کو داخلہ دیتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) It is all embracing and you know, you are reffering it symbolically جب آپ کہتے ہیں تو اس میں Board of Governors, the Principal, the whole institution is part of it. تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ مسترد کریں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر، وزیر تعلیم صاحب کو آپ یاد دلائیں کہ جس ترمیم پر انھوں نے بات فرمائی ہے۔ وہ تو آپ نے rule out کر دی ہے کیونکہ ایگزیکٹو کمیٹی والی ترمیم ہماری through نہیں ہوئی۔ وہ آ نہیں سکتی تھی۔ یہ تو اس کے بعد کی ترمیم ہے، جس پر سعید احمد خان صاحب نے بات کی ہے۔ انھوں نے تو ریفرنس کے طور پر بات کی ہے۔ اس لیے ان کو کہیں کہ جو ترمیم پیش ہوئی ہے، اس پر بات کریں۔ جناب سپیکر! جو ترمیم پیش نہیں ہوئی، جس کی آپ نے اجازت نہیں دی، انھوں نے اس پر بات کی ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے بھی اس پر بات کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے ریفرنس کے طور پر بات کی ہے۔

جناب سپیکر، ریفرنس آیا ہے تو پھر بات تو ہو گئی ہے۔ منیس صاحب بول رہے تھے، میں نے سوچا کہ بار بار انھیں منع کرنا اور روکنا ٹھیک نہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک ترمیم جس کی رولز کے مطابق اجازت نہیں دی گئی تو اس حوالے سے وہ بات کر رہے تھے تو میں نے خود ہی انھیں نہیں روکا۔ جب ان کی بات سامنے آ گئی تو وزیر تعلیم نے ان کے جواب میں بات کر دی تو میں نے انھیں بھی نہیں روکا۔

جناب سعید اکبر خان، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ انھیں صرف سمجھا دیں کہ ترمیم پیش کون سی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ سمجھ دار ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That sub-clause(2) of clause 7 of the Bill, as recommended by the

Standing Committee of Education, be deleted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The third ammendment is from Mr Saeed Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch. Khalid Javed Waraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr. Saeed Akbar Khan, Mr. Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:-

"That in sub-clause(2) of clause 7 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, the words "at any time" appearing at the end, be deleted".

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That in sub-clause(2) of clause 7 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, the words "at any time" appearing at the end, be deleted"

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، oppose کیا گیا ہے۔ جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! شکریہ۔ آج مجھے کم از کم یہ دوسری خوشی نصیب ہو رہی ہے۔ایک یہ کہ وائس پرنسپل، انھوں نے فرمایا کہ وہ institutionalise ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے لیے قانون سازی نہیں کرنا چاہتے۔ دوسری یہ کہ جو deletion کی amendment ابھی rule out ہوئی ہے۔ اس میں گورنمنٹ نے اپنے آپ کو defend نہیں کیا۔ گویا کہ میری معروضات سے وہ اتفاق ضرور کرتے ہیں لیکن میری یہ بات کہ وہ ایوان کی اس جانب سے ترمیم آئی ہے تو اسے پذیرائی نہیں بخش سکتے۔ اس

وقت میرے بھائی سید اکبر خان صاحب نے جو بات فرمائی تھی' وہ یہی تھی کہ جس ترمیم پر بات کی گئی ہے' اس پر وزیر صاحب نے defence میں کوئی بات نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بات میں نے کی ہے' وہ ان کو appeal کی ہے۔ اور ان کو اس کا جواب نہیں ملا' لہذا انھوں نے defend نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست فرما رہے تھے کہ وزیر صاحب نے ان کی ترمیم کو defend نہیں کیا۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے اور میرے خیال کے مطابق ابھی تک ان کی جتنی ترامیم بھی آئی ہیں۔ ان میں سے کسی پر بھی بولنے کی ضرورت نہیں تھی اور میں کھل کر کہتا ہوں کہ بات یہ ہے کہ ان کی ترامیم پڑھ لیں اور قانون پڑھ لیں' This is criminal injustice with the House جس طرح یہ ترامیم دے کر وقت ضائع کرتے ہیں' اس کا جواز ہی نہیں بنتا۔ یا تو یہ قانون کو پڑھ لیا کریں اور پھر ترامیم دیا کریں جو قانون میں واضح طور پر لکھا ہوتا ہے۔ ان کی جو ترامیم آتی ہیں' ان پر تو بالکل وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ میں ان کو ویسے آئندہ کے لیے' کیونکہ ہاؤس میں دو تین آدمی بیٹھے ہوتے ہیں' ترامیم سارے دیتے ہیں اور پڑھتا اس کو کوئی بھی نہیں۔ انھوں نے صرف منیس صاحب کو کہا ہوا ہے کہ آپ پڑھیں۔ میرے خیال میں وہ Leader of the Opposition نہیں ہیں Readet of the Opposition ہیں۔

جناب سپیکر،اسی لیے تو وزیر تعلیم صاحب وقت ضائع نہیں کرتے۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قانون سازی ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب گنتی کریں۔ گنتی کی گئی--- کورم نہیں ہے۔ ہاؤس کل صبح نو بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعۃ المبارک' 13- اگست ' 1999ء

(یوم الجمعہ' 30- ربیع الثانی 1420ھ)

جلد: 16- شمارہ: 4

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ) ---------------- 7

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 39

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------------- 64

پوائنٹ آف آرڈر:

مجلس استحقاقات میں سماعت کے دوران محرک کا اپنی تحریک استحقاق پر سمجھوتہ کرنا اور مجلس کی طرف سے تحریک کو نمٹانے کی سفارش کرنا ---------------- 70

تحاریک التوائے کار:

ڈسکہ میں چیانوالی سے اڈا کسوال تک سڑک کی تعمیر ---------------- 73

ضلع سیالکوٹ میں سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی ---------------- 74

کوئلے کی کان کو محکمہ کی طرف سے بند کیا جانا ---------------- 75

(---------------- جاری)

___بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے واٹر سپلائی سکیم کی بندش ___ 80
___نیا پل اور ترکی پل جہلم پر زائد ٹول ٹیکس کی وصولی ___ 81
___فتح آباد لاہور کینٹ کے سکولوں پر ناجائز قبضہ ___ 82
مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے
کی میعاد میں توسیع ___ 84

مسودہ قانون:

مسودہ قانون' لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ' 1998ء (___جاری) ___ 85

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولہواں اجلاس)

پیر، 13۔ اگست، 1999ء

(یوم الاثنین 3۔ جمادی الاوّل، 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت
جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۝

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

سورہ ابراھیم آیت 32 تا 34

اللہ ہی ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے پھل تمھارے کھانے کو پیدا کیے اور تمھارے لیے کشتی کو مسخر کیا اور اس کے حکم سے دریا چلے اور تمھارے لیے ندیاں مسخر کیں۔ تمھارے لیے سورج چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمھارے لیے رات اور دن مسخر کیے اور تمھیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم، بڑا ناشکرا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۝

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ کی غیر موجودگی میں کل، جب کہ پینل آف چیئرمین کے ایک معزز رکن preside کر رہے تھے ۔ ان کے ہوتے ہوئے ایک unfortunate واقعہ ہوا ہے۔جناب سپیکر! اس ایوان میں ہم سب یہاں برابر ہیں اور سب ہی معزز اراکین اپنے اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور لاکھوں افراد ان کو یہاں منتخب کر کے بھیجتے ہیں ۔بلکہ میں یہ بھی کہوں گا معزز قائد ایوان سمیت We are all equal and he is only first amongst the equals ہمارا جو ایوان میں کام ہے ، ہمارے جو functions ہیں ٹریژری کے اپنے اور اپوزیشن کے اپنے ہیں۔ کل جو واقعہ یہاں پیش آیا ہے وہ ایک تحریک التوائے کار پر آیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تحریک التوائے کار پر جتنا ہی حق اپوزیشن کے اراکین کا بنتا ہے اتنا ہی حق حکومتی بنچوں کا بنتا ہے۔تحریک التوائے کار اس لیے ہوتی ہے کہ اپنے علاقوں کی یا اپنے صوبے میں جو کوئی ایسے واقعات ہو رہے ہوں جو کہ معزز رکن سمجھتے ہوں کہ وہ مناسب نہیں ہیں غیر مناسب واقعات ہیں تو ان کو یہاں حکومت کے نوٹس میں لانا ہوتا ہے۔ اس کے بعد حکومت اس کا جواب دیتی ہے اور وہ یہ دیکھتی ہے کہ وہ صحیح ہے یا غلط۔ کل یہاں ایک معزز رکن، کیونکہ سب ہی یہاں معزز اراکین ہیں ۔ہماری طرف کے ایک دوست نے تحریک التوائے کار پیش کی اور بڑی genuine تحریک التوائے کار جو کہ طریقہ کار کے مطابق تھی ۔ ایک واقعہ تھا اور اس کا انھوں نے ذکر کیا، جس میں کسی کا انھوں نے نام نہیں لیا، کسی کے نام سے منسوب نہیں کیا ۔ انھوں نے ایک جنرل بات کی کہ وہاں پر یہ واقعہ ہو رہا ہے اور گورنمنٹ اس پر اپنا جواب دے۔ دوسری سائیڈ سے، ٹریژری سائیڈ سے ایک ممبر صاحب نے اٹھ کر اس پر اعتراض کیا اور اعتراض جناب سپیکر! یہاں تک کیا کہ گالی گلوچ تک موقع آ گیا۔یہی نہیں کہ معزز رکن جس نے تحریک التوائے کار move کی اس کے خلاف کوئی بات کی بلکہ وہ اس کے خاندان تک چلے گئے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے گوش گزار کرتا ہوں کہ اگر ہم یہاں جو گنے چنے لوگ بیٹھے ہیں ۔ اگر ہم بھی ایک دوسرے پر اس طرح کیچڑ اچھالیں اور بد تمیزی کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو باہر لوگ بیٹھے ہیں وہ ہمیں کیا سمجھیں گے؟ جناب سپیکر! انھوں نے جو بھی باتیں کی ہیں وہ غیر مہذب

ہیں۔ ہم نے آپس میں صلاح کی کہ اس وقت ہمیں کوئی ایکشن لینا چاہیے' لیکن چونکہ آپ خود یہاں تشریف فرما نہیں تھے اور پینل آف چیئرمین میں سے ایک صاحب اس وقت preside کر رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں کارروائی کو نہیں روکنا چاہیے۔ سپیکر صاحب جب خود چیئر پر بیٹھے ہوں گے تو ہم ان کے نوٹس میں لے آئیں گے۔جناب والا! کل کا واقعہ نہایت ہی غیر مہذب واقعہ ہے اور جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ اتنے غیر مہذب ہیں کہ اگر روزانہ ایسی باتیں ہوتی رہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی معزز رکن یہاں پر محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ بد تمیزی اور غیر مہذب رویہ ایک دوسرے کے خلاف اگر ہم اختیار کریں گے تو وہ قطعاً مناسب نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کے علم میں یہ بات لے آیا ہوں اور ہم اسے بری طرح سے condemn کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پر ہم سب بھائی ہیں لیکن ٹریژری اور اپوزیشن کے فرائض اپنے اپنے ہیں۔ ہم اپنے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں کیونکہ یہ جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ دونوں نے کام کرنا ہے۔ لیکن تحریک التوائے کار تو ایک ایسی بات ہے جہاں ٹریژری اور اپوزیشن کے حقوق برابر ہیں۔ لیکن کسی معزز رکن کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ کسی پر ذاتی طور پر کیچڑ اچھالے یا اس کے خاندان پر کیچڑ اچھالے۔ جو کل یہاں واقعہ ہوا ہے میں اس کی پر زور مذمت کرتا ہوں اور جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انھوں نے کل جو رویہ اختیار کیا' اگر اسی طریقے سے جاری رہے گا تو یہ ہاؤس قطعاً نہیں چل سکتا اور اگر اس روایت کو اسی طرح سے رکھا گیا تو یہ ہاؤس قطعاً نہیں چل سکے گا۔ میں جناب سپیکر! بڑے مؤدبانہ انداز میں ' آپ بہت ہی معزز ہیں اور آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں۔ہم اس پر سخت احتجاج کرتے ہیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ممبر کے اس رویے کے خلاف' جب تک وہ اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے ' بلکہ وہ الفاظ جس معزز رکن کے خلاف انھوں نے استعمال کیے ہیں ان سے واپس نہیں لیتے اور سارے معزز ایوان سے معافی نہیں مانگتے اس وقت تک ہم اس کارروائی میں ' اور بقیہ اجلاس کی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، اس میں میرے خیال میں----

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مناسب ہوتا کہ اگر قائد حزب اختلاف دو منٹ مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیتے اور ہمارا موقف سننے کے بعد وہ واک آؤٹ کرتے۔

جناب سپیکر، حالانکہ میری اطلاع یہ ہے کہ وہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو چکے ہیں۔ بہر حال مجھے جو کارروائی سے پتا چلا ہے یہ واقعی بڑا افسوس ناک واقعہ ہے اور اس طرح کا واقعہ ہونا نہیں چاہیے۔ کسی بھی معزز رکن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کے خلاف اس طرح کی گفتگو کرے۔ کیونکہ اس ہاؤس میں سب کی عزت ہمیں عزیز ہے۔ آپ سب کو بھی عزیز ہونی چاہیے۔ کسی بھی ایک رکن کو اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ بہرحال اب راجہ صاحب! آپ تکلیف کریں اور چونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آج وہ رکن اسمبلی یہاں پر تشریف فرما بھی نہیں ہیں۔ جب وہ یہاں پر آئیں گے تو اس وقت ان سے بات کی جائے گی۔ اس وقت تک راجہ صاحب! آپ تکلیف کریں، جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو request کریں کہ وہ ایوان میں آجائیں۔ ایک تو وہ الفاظ کارروائی سے حذف بھی ہو چکے ہیں اور جب وہ آئیں گے تو اس وقت ان شاء اللہ ہم سب مل کر اس بات کا نوٹس بھی لیں گے تاکہ پھر ہاؤس کی کارروائی شروع کی جا سکے۔ کل اس وقت سلہری صاحب preside کر رہے تھے اور وہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف ہو گئے تھے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! جب میں چیئر کر رہا تھا اس وقت سعید اکبر خان صاحب کی تحریک التوائے کار آئی تھی۔ انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھی اور وزیر متعلقہ نے ابھی اس کا جواب دینا تھا کہ اس دوران ممبر موصوف کھڑے ہوگئے اور انھوں نے معزز رکن کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے۔ جب کہ انھوں نے تحریک التوائے کار کے اندر اس کا کسی طرح سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود ایسا ہوا۔ میں نے ان کو allow نہیں کیا تھا کہ آپ بات کریں۔ پھر جو بات بھی ہوئی تھی اس کو ہم نے کارروائی سے حذف کر دیا تھا۔ یہ کل کی صورت حال ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

(اس مرحلے پر اراکین حزب اختلاف جناب وزیر قانون کے ساتھ ہاؤس میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر، راجہ صاحب! شکریہ۔ منیس صاحب اور سعید اکبر خان صاحب کا بھی شکریہ۔

وزیر قانون، جناب والا! میں شکریہ ادا کرتا ہوں قائد حزب اختلاف کا کہ انھوں نے آپ کے حکم

کے مطابق میری گزارش پر مہربانی فرمائی اور اپنا بائیکاٹ ختم کیا اور یہاں پر تشریف لائے۔ جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے جس کی نشان دہی ابھی قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے۔ یہ واقعہ کل جناب نجیب اللہ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب کے درمیان رونما ہوا۔ میں نے ذاتی طور پر خود کل اس بات کو محسوس کیا تھا کہ جو کچھ یہ ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ اور میں اپنی نشست سے اٹھ کر وہاں پر گیا اور اس بات کو ختم کرانے کی کوشش کی اور بعض اخبارات نے آج یہ بات رپورٹ بھی کی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں خاص طور پر ٹریژری بنچز کی طرف سے کسی نے بھی اس بات کو appreciate نہیں کیا۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ جتنا بھی واقعہ ہوا یہ قابل افسوس ہے۔ میں آپ کو اپنے تمام حکومتی بنچز کے بھائیوں کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ خواہش ہے اور ہم عملی طور پر گزشتہ سوا دو سالوں کے دوران ثابت کر رہے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہمیشہ ہم میں سے ہر فرد نے اس بات کی کوشش کی ہے اور عملی طور پر اس کو ثابت بھی کیا ہے کہ ہم قائد حزب اختلاف کا اور حزب اختلاف کے دوسرے بھائیوں کا احترام کریں۔ ہم احترام کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ احترام کرتے رہیں گے۔ جہاں تک نظریاتی اختلاف کا تعلق ہے۔ ہاؤس کو چلانے میں حزب اختلاف ہمارے ساتھ مختلف پوائنٹس پر اختلاف کرتی ہے وہ اس کا جمہوری حق بنتا ہے۔ ہم انھیں پورا موقع فراہم کریں گے کہ وہ اپنا جمہوری کردار ہاؤس میں ادا کریں۔ ہماری طرف سے انھیں قطعی طور پر کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ کل کا جو واقعہ ہوا ہے میں اس کے لیے معذرت خواہ بھی ہوں اور میں افسوس کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ جب معزز رکن آئیں گے آپ ان سے بات کریں اور میں بھی ان سے بات کروں گا۔ ویسے ان کے سارے الفاظ پہلے ہی سے حذف ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں انھیں سمجھاؤں گا اور آپ بھی انھیں یہ باور کرائیں گے کہ اگر ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے تو باہمی طور پر ہمیں ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، راجہ صاحب۔ جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! کل ایک واقعہ ہوا اور آپ اس واقعے کی ٹیپ نکال کر دیکھ لیں میں نے کسی آدمی کا نام نہیں لیا۔ میں نے ایک واقعے کی نشان دہی کی جس پر وزیر مال نے اس واقعے کو admit کیا۔ کہ واقعی یہ واقعہ ہوا ہے۔ وزیر جنگلات نے بھی admrt کیا کہ واقعی یہ واقعہ ہوا

ہے اور وہاں سے جنگل کاٹا گیا۔ ہم نے پرچے کرائے اس میں جو بھی guilty ہوں گے۔ جو پکڑے گئے وہ تو دن کا واقعہ تھا۔ میں نے یہ کہا کہ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ یہ میرے ذاتی رقبے کے درخت نہیں تھے ذاتی لکڑی نہیں تھی۔ یہ قومی ملکیت تھی۔ جس کے ہم تمام رکھوالے ہیں ہم اس کا احساس کریں تو میں نے اس کی نشان دہی کی اس پر ایکشن ہوا اور اس میں آدمی پکڑے گئے اور حکومت کے وزیر نے یہ admit کیا کہ یہ وقوعہ ہوا ہے۔ وزیر مال کی رپورٹ کے مطابق کہ DFO نے رپورٹ کی DSP کو کہ پرچہ دیں۔ اس نے refuse کیا' کہ میں پرچہ نہیں دیتا۔ جناب والا! ان تمام واقعات کے مطابق اگر DFO لکھ کر دیتا ہے کہ میرے جنگلات سے جنگل چوری ہو گیا ہے کاٹا گیا ہے اور DSP پرچہ نہیں دیتا۔ تو جناب والا! آپ بہت تجربہ کار ہیں اور سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سب کچھ جانتے ہیں کہ پرچے کیوں نہیں ہوئے؟ جناب والا! آپ میری فیملی سے جتنے واقف ہیں وہ آپ کو اندازہ ہے کہ کس دیانت داری سے ہمارے بزرگوں نے اس ملک کے لیے serve کیا اور وہ مثال ہیں کہ لوگ ان کی شرافت اور دیانت داری کی مثال دیتے ہیں۔ یقین کریں جناب والا! بھکر میں کسی بھی آدمی سے پوچھیں ہمارے مخالف سے بھی پوچھ لیں جو ووٹر ہے وہ کہے گا کہ یہ سب سے زیادہ رشوت کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ جو بھی زیادتی ہوتی ہے ہم اس کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے جھگڑے بھی ہوتے ہیں ہماری لڑائی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی لڑائی اسی کرپشن کو روکنے کے لیے اسی چوری کو روکنے کے لیے ہمارے خلاف ہو رہی ہے۔ ہمارا ذاتی طور پر نہ ان کے ساتھ رقبہ مشترکہ ہے نہ ان کے ساتھ ہماری کوئی جائیداد مشترکہ ہے۔ جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں آپ سے اور پورے ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس واقعے کی مذمت بھی کریں اور اس کا نوٹس بھی لیں۔ جناب والا! سارے بھائی ہیں ہم یہاں نظریاتی اختلافات پر ایک دوسرے کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ ذاتی اختلافات کی بات ہم نہیں کرتے۔ کل کو اگر یہ ماحول چلا تو پھر جس طریقے سے پیار محبت سے گلے ملتے ہیں تو پھر یہ ماحول نہیں رہے گا۔ میری از حد کوشش ہے کہ ہم 1985ء سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ جناب والا! میں نے اس طرح کا ماحول کبھی نہیں دیکھا کہ میں اتنی شرافت سے یہ جانتے ہوئے کہ کون اس میں ملوث ہے میں ان کا نام نہیں لیتا۔ میں نے تحریک التوائے کار میں اس کا نام نہیں لکھا۔ اپنی تقریر میں اس کا نام نہیں لیا۔ اگر کسی آدمی کو اپنے اندر کی چوری کھٹکتی ہے تو وہ اپنی اصلاح کرے۔ چہ جائے کہ وہ میرے گلے پڑے اور مجھے گالیاں دے اور اس طرح کی بد تمیزی کرے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ

نے کہا کہ میں اس بات کا نوٹس لوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، سید اکبر صاحب! جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے کافی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے اور ان شاء اللہ جب وہ معزز رکن آئیں گے تو میں خود ٹیک اپ کروں گا کہ اس طرح کی گفتگو ہاؤس کے اندر کسی شکل میں بھی نہیں ہونی چاہیے۔ ان شاء اللہ اس کے اوپر ضرور بات ہو گی تو بہرحال میں آپ کا اور منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لائے۔ اب ہاؤس کی کارروائی شروع ہوتی ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: 898۔

سکولوں کے لیے عمارات کی تعمیر

*898۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سبزہ زار سکیم لاہور کے اے بلاک میں سکول کے لیے مختص شدہ پلاٹ کس سکول کو الاٹ کیا گیا ہے۔ یہ پلاٹ کس شخص کو کتنی قیمت پر اور کن شرائط پر الاٹ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم کے بلاک "ای" اور بلاک "جی" میں بھی سکولوں کے لیے پلاٹ چھوڑے گئے ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو ان پلاٹوں کے نمبر کیا ہیں اور رقبہ کتنا ہے۔ نیز کیا حکومت ان بلاکوں میں مختص شدہ پلاٹوں پر سکول کی عمارت تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک):

(الف) سبزہ زار سکیم بلاک اے میں پلاٹ نمبر 390 بی بلاک اے رقبہ 1677.5 مربع میٹر رانا ریاض کو برائے تعمیر بسم اللہ ماڈل گرلز ہائی سکول 1990ء میں قیمت بحساب 96 ہزار روپے فی کنال الاٹ کیا گیا۔ شرائط الاٹمنٹ، الاٹمنٹ کی چٹھی، فوٹو کاپی، تتمہ "الف" ایوان کی میز پر

رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سکول کے لیے مختص شدہ پلاٹوں کے نمبر اور رقبہ فہرست تتمہ "ب" پر لف ہے۔ یہ فہرست حکومت کی ہدایت کے مطابق ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو ارسال کر دی گئی ہے۔ ان پلاٹوں پر سکول کی عمارت کا فیصلہ محکمہ تعلیم اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن کریں گے۔

تتمہ "ب"

فہرست پلاٹ سکول بلاک ای اور بلاک جی سبزہ زار سکیم

سیریل نمبر	پلاٹ نمبر	رقبہ	بلاک
1۔	213-A	12450 مربع میٹر	"ای"
2۔	270-A	5591 مربع میٹر	"ای"
3۔	73-A	5479 مربع میٹر	"جی"

جناب سپیکر، جی، حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سکول وہاں پر تعمیر ہو چکا ہے یا نہیں یا وہ پلاٹ کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال کیا گیا ہے؛ اگر سکول تعمیر ہو گیا ہے تو وہ کب ہوا ہے اس کی تاریخ بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جی، آصف علی ملک صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! سبزہ زار سکیم میں پلاٹ نمبر 390 B بلاک "A" میں 1677.5 میٹر رقبہ رانا ریاض صاحب کو سکول کے لیے دیا گیا تھا۔ جو کہ 1990ء میں بسم اللہ ماڈل گرلز ہائی سکول کے نام پر تعمیر ہوا اور اب تک چل رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی، حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں دوسرا ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ باقی پلاٹوں کی ایک مکمل لسٹ دی گئی ہے اور اس سوال کو ہونے دو سال گزر چکے ہیں۔ اس دو سال کے عرصے میں محکمہ تعلیم اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے کوئی فیصلہ کیا ہے یا نہیں؛ اگر کوئی فیصلہ ہوا ہے تو وہ کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، جی، آصف علی ملک صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! 1990ء کے بعد پالیسی کے مطابق اس سبزہ زار سکیم میں تمام سکولوں کے پلاٹ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے سپرد کر دیے گئے تھے۔ جو کہ تین سکول پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو پلاٹ نمبر 213A، 270A اور 73A بلاک ای اور بلاک جی میں دیے گئے تھے۔ لیکن جناب سپیکر! تقریباً 1998ء تک انہوں نے کوئی سکول تعمیر نہیں کرایا اور 1999ء میں حکومت کی پالیسی کے مطابق پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن سکول کی تعمیر نہ کرنے کی وجہ سے تمام جملہ پلاٹ اس سکیم کو واپس مل گئے اور اب تعلیمی مقاصد کے لیے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی پالیسی مورخہ 28-06-99 کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کی اور اب یہ سبزہ زار سکیم کے تحت الاٹ ہوں گے۔ چونکہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے پیسے جمع نہیں کرائے اس لیے ان سے تمام پلاٹس واپس لے لیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سکول تعمیر نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا function ہے۔ جو پلاٹ کسی بھی آبادی میں رکھے جاتے ہیں یہ for private entrepreneurs ہوتے ہیں اور ہمیں خود دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ پلاٹ الاٹ کر دیے جائیں۔ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ان کی مدد کرتی ہے تاکہ ان کو reserve price کے اوپر پلاٹ مل جائیں تاکہ سستی سے سستی قیمت پر وہ سکول تعمیر کر سکیں گے۔

جناب سپیکر، جی، حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اگلا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ہائی سکول بسم اللہ سکول کے نام سے تعمیر ہوا ہے، اس سکول میں ٹیچرز یا پرنسپل کے لیے ذاتی رہائش کے لیے کمرہ بنایا گیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گا کہ سبزہ زار سکیم کے تحت سکول اسی سکیم نے تو دیا ہے۔ لیکن آگے تو انہی کا ہی کام تھا کہ اس میں انہوں نے ٹیچرز کے لیے کوئی رہائشی عمارت بنائی ہے کہ نہیں۔

جناب سپیکر، جی، حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! 96 ہزار روپے فی کنال کے حساب سے یہ پلاٹ دیا گیا اور اس

میں یہ شرط تھی کہ تین سال میں اس کو مکمل کرنا ہے اور وہاں پر رہائشی مقاصد کے لیے کوئی کمرہ یا تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر رہائش کے لیے کوئی کمرہ تعمیر کیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بتائیں گے تو پھر میں آگے ان کو بتاؤں گا کہ وہاں پر رہائش ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میری وہی گزارش ہے کہ 96 ہزار روپے فی کنال کے حساب سے تقریباً 4 لاکھ 19 ہزار 455 روپے میں بسم اللہ ماڈل گرلز سکول کو دیا گیا تھا اور وہ اس وقت سے لے کر آج تک قواعد و ضوابط کے مطابق ہی چل رہا ہے۔ کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں آئی؛ میں اس سلسلے میں یہی کہوں گا کہ وہ سکول وہاں پر صحیح طریقے سے معرض وجود میں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سپلیمنٹری سوال۔

جناب سپیکر، جی، سپلیمنٹری سوال۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جب انہوں نے ایجوکیشن سکیم کا پلاٹ ایجوکیشن کے لیے الاٹ کر دیا اس کے بعد بھی ان کا کوئی concern رہتا ہے یا نہیں رہتا؟ جب یہ کسی کو الاٹ کر دیتے ہیں تو اس کے بعد بھی ان کا اس پلاٹ کے ساتھ کوئی concern رہتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، آصف صاحب! وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے الاٹ کر دیا ہے کہ یہاں سکول بنے گا اس کے بعد پھر اس میں آپ کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب تک وہ سکول حسب قواعد و ضوابط چل رہا ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن جہاں پر خلاف ورزی ہوتی ہے تو لامحالہ ان کا کنٹرول ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی شکایت ہو تو پھر آپ جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، یقیناً جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، 1072-

محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر

*1072۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایل۔ڈی۔اے نے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا۔ کتنی لاگت آئی اور کس فرم نے تعمیر کیا اور کتنا گندہ نالہ نامکمل چھوڑا۔ بقیہ نالہ کی تعمیر کب تک مکمل ہوگی۔ اس گندے نالے پر R-C-C سلیبز ڈال کر کب تک کور کیا جائے گا۔

(ب) ایل۔ڈی۔اے واسا نے محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر کس سال شروع کی، کتنی لاگت کا منصوبہ ہے اور کب تک مکمل ہو گا۔ کیا یہ ڈسپوزل پمپ کا کنٹریکٹ میرٹ پر دیا گیا اور کس فرم کو دیا گیا۔ کیا ڈسپوزل پمپ مقررہ میعاد میں مکمل ہو جائے گا اور کب تک کام شروع کر دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) سکھ نہر گندہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا اور نہ ہی اسے کور کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے البتہ واسا اس کی صفائی ضرور کراتا ہے تاکہ برسات کے دنوں میں پانی باہر نہ نکلنے پائے۔

(ب) محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر نومبر 1994ء میں شروع ہوئی تھی اور اس کے سول ورکس پر 77 ملین روپے لاگت آئی ہے جو عالمی بینک نے قرضہ کے طور پر دیا تھا۔ جہاں تک اس کی مشینری کا تعلق ہے وہ برطانوی حکومت نے گرانٹ کے طور پر دی تھی جس کی قیمت 1.62 ملین پونڈ ہے ڈسپوزل کے مکمل کام کی نگرانی عالمی بینک کی مقرر کردہ ایک برطانوی فرم بیل فورمانیسل لمیٹڈ نے کی ہے جبکہ سول ورکس عالمی بینک کی شرائط کے مطابق بین الاقوامی ٹینڈر طلب کر کے میرٹ کی بنیاد پر ایک چینی فرم چائینا نیشنل کیمیکل انجینئرنگ کارپوریشن کو دیا گیا۔ اس ڈسپوزل کی تکمیل کے بعد اگست 1997ء میں اس نے کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کوئی سپلیمنٹری سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! یہ 27 جنوری 1999ء کا ایک پینڈنگ سوال تھا۔ میری گزارش ہے کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب اجلاس کی کارروائی پڑھ لیں۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ حکم کیا تھا کہ آپ اس سوال کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کریں۔ یہ محکمے کے ریکارڈ پر ہو گا۔ اگر یہ نالہ اس

سے پہلے تھا تو کس کے پاس تھا؟ جب یہ convert ہوا تو کیا ذمہ داری ہے؟ آپ محکمہ سے جواب لے کر معزز رکن کو فراہم کر دیں۔ ملک صاحب نے فرمایا تھا کہ ٹھیک ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں انہوں نے وہی جواب دیا تھا جو تین مہینے پہلے دیا تھا کہ سکھ نہر کا نالہ ایل آئی ٹی نے تعمیر نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ تھا۔ آج بھی وہی جواب ہے جو تین مہینے پہلے تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس میں پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں؟ کیا آپ کے خیال کے مطابق جواب صحیح نہیں آ رہا؟

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ ایل ڈی اے نے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا' کتنی لاگت آئی اور کس فرم نے تعمیر کیا؟ کتنا گندہ نالہ نامکمل چھوڑا؟ بقیہ نالہ کی تعمیر کب تک مکمل ہو گی؟ اس گندے نالے پر slabs ڈال کر کب تک کور کیا جائے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا اور نہ ہی اسے کور کرنے کا کوئی منصوبہ زیرغور ہے۔ البتہ واسا اس کی صفائی ضرور کرواتا ہے تاکہ برسات کے دنوں میں پانی باہر نہ نکلے۔ جناب سپیکر! یہ جواب نامکمل ہے۔ چونکہ یہ ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ Lahore Improvement Trust تھا اس نے یہ نالہ بنایا تھا اور اس کو نامکمل چھوڑا ہے اور بیس' تیس سال کا عرصہ گزرنے کو ہے آج تک نامکمل ہے۔ یہ جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا تین مہینے پہلے بھی تھا اور آج بھی یہی ہے۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ اس کا جواب مکمل دیں۔

جناب سپیکر: آصف علی ملک صاحب! کیا آپ کے پاس کوئی latest information ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر سکھ نہر گندہ نالہ جو ہے یہ قدرتی آبی گزرگاہ ہے اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے یہ بہہ رہی تھی۔ یہ نکاسی آب کے طور پر استعمال ہوتی تھی اور اس کا نظام محکمہ انہار کے پاس تھا۔ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے قیام پاکستان کے بعد یہ نالہ اپنی نگرانی میں لیا اور 1973ء میں یہ محسوس کیا گیا کہ اس کی remodelling کی جائے۔ تقریباً 11 لاکھ 53 ہزار روپے کی لاگت سے ندیم قادر اینڈ کمپنی کے ذریعے اس نالے کی نئے سرے سے remodelling کی گئی جو کہ کچا تھا۔ یہ نامکمل نہیں چھوڑا گیا۔ درحقیقت لال پل سے لے کر بند روڈ تک' بلکہ بند سے پار دریا تک بھی یہ مکمل ہے۔ نالے کو ڈھانپنے کی یہ جو بات کرتے ہیں' اس میں حکومت کی پالیسی ہے کہ اس قسم

کے کسی بھی نالے کو صفائی کی خاطر کور نہیں کیا جاتا۔ اس کے نیچے فرش اور دیواریں پختہ کی گئی ہیں اور دریا کے پار تک یہ مکمل ہے۔
جناب سپیکر، جی' حاجی امداد صاحب۔

حاجی امداد حسین، جیسا کہ محترم ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ کور نہیں کیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ کور نہ کیا جائے لیکن جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ دیواریں اور نیچے والا فرش تو موجود ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج تک نالے کا چوتھا حصہ نامکمل ہے۔ وہ کب تک مکمل ہوگا؟
جناب سپیکر، کیا محکمہ اس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کہ لال پل سے بند روڈ تک پوچھا گیا ہے' بلکہ بند سے پار دریا تک یہ مکمل ہے۔ اس کے دونوں اطراف پر دیواریں اور نیچے فرش ہے۔ اگر اس کے بعد یہ پوچھتے ہیں تو اس پر توجہ دی جائے گی۔
حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یقین سے نہیں کہہ رہے۔ کیونکہ میرا حلقہ ہے' نہرسکھ نہر نالہ جو ہے یہ تقریباً پانچ کلومیٹر سے زائد ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ چوتھا حصہ نامکمل ہے' جہاں دیواریں اور فرش نہیں ہیں۔ اڑوس پڑوس کچی آبادی ہے' یہ پاکستان کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ وہ دریا تک پکا ہے۔ میرے خیال میں ان کو پوری معلومات نہیں ہیں'یا یہ کہہ دیں کہ مکمل ہے۔ پھر میں تحریک استحقاق جمع کراؤں گا' کیونکہ میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میرا حلقہ ہے۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مکان گرتے ہیں' بچے گرتے ہیں اور جانی نقصان ہوتا ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے؟
جناب سپیکر، آصف صاحب! آپ کو محکمے نے جواب بنا کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ کے پاس تو وہی معلومات ہوتی ہیں۔ حاجی امداد صاحب کا وہ حلقہ ہے' جس کا حلقہ ہو اس کو پتا تو ہوتا ہے۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ نامکمل ہے۔ کیا آپ کے پاس کوئی تازہ معلومات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! معزز رکن نے سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا ہے کہ ایل ڈی اے نے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا' کتنی لاگت آئی کس فرم نے تعمیر کیا اور کتنا گندہ نالہ نامکمل چھوڑا بقیہ نالہ کی تعمیر کب تک

مکمل ہو گی؟ جناب والا! آپ نے صحیح محسوس کیا کہ محکمے کی طرف سے تو یہی جواب ہے کہ لال پل سے بند روڈ تک یہ نالہ remodelling کر کے بنا دیا گیا ہے۔ اگر معزز رکن کہتے ہیں----

جناب سپیکر: لیکن مکمل نہیں ہوا۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آپ کے پاس وہی معلومات ہیں جو محکمے نے دی ہیں۔ حاجی امداد صاحب کی بات درست ہے کہ میرے پاس یہ سوال پچھلی دفعہ آیا تھا تو اس میں بھی ڈپٹی سپیکر صاحب کے ریمارکس تھے کہ "ملک صاحب! میں نے ان سے کہا ہے کہ مکمل جواب لے کر معزز رکن کو مہیا کریں۔ یہ شاید عباس کھوکھر صاحب نے سوال دیا تھا۔ بہرحال محکمے نے غالباً ہوبہو وہی معلومات دے دی ہیں جو کہ پچھلی دفعہ دی تھیں۔ جب کہ موقع پر ایسی بات نہیں۔

حاجی صاحب! آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی امداد حسین: محترم ملک صاحب یہ وعدہ کر لیں کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ مکمل نہیں ہے تو یہ مکمل کب تک کر دیں گے؟

حاجی عبدالرزاق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عبدالرزارق: حاجی امداد حسین صاحب کا حلقہ میرے حلقہ کے ساتھ لگتا ہے۔ حاجی صاحب جو فرما رہے ہیں، وہ ٹھیک ہے۔ اس کا کچھ حصہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے نہ اس کے فرش بنے ہیں اور نہ دیواریں بنی ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ محکمے والے کیا کرتے رہتے ہیں؟ یہ غلط جواب کیوں اسمبلی میں دیتے ہیں؟ اتنی فوج بھرتی کی ہوتی ہے۔ سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری اور جواب پھر نامکمل آتے ہیں۔ ان کی سرزنش ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: جی، شرق پوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرق پوری: جناب سپیکر! حاجی امداد حسین صاحب نے جو بات کی ہے۔ یہ بڑی درست بات ہے۔ پبلک ہیلتھ والوں کی اکثریت چور ہے۔ یہ ڈاکو ہیں، یہ لٹیرے ہیں، یہ لوگوں کے من پسند ڈیروں پر سوئنگ لگا دیتے ہیں، یہ غلط رپورٹ دیتے ہیں۔ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ کے محکمے کی اکثریت چور ہے۔ اس محکمے کے وزیر پیر افضال علی شاہ صاحب بڑے مقدس ہیں۔ میں نے ان سے کئی دفعہ باتیں کی ہیں۔ حاجی امداد حسین صاحب نے آج میری امداد کر دی ہے۔ میرے اندر تو بڑا لاوا تھا۔ آج 13۔ اگست ہے، 14۔ اگست کو

پاکستان بنا ہی اس لیے تھا کہ یہاں کرپشن نہیں ہو گی نظام مصطفیٰ ہو گا۔

جناب سپیکر، شرق پوری صاحب! آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا ہے؟

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرق پوری: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ محکمے والوں نے جو غلط جواب دیا ہے' جس افسر نے غلط جواب دیا ہے۔ 14۔ اگست کو مدنظر رکھتے ہوئے اس افسر کو سزا بھی دی جائے اور معطل بھی کیا جائے اور عملی طور پر ہو تاکہ کچھ خوف و ہراس پیدا ہو۔ یہ پبلک ہیلتھ والے لوگوں کی ہیلتھ خراب کرتے ہیں۔ یہ کروڑوں روپے کمیشن لیتے ہیں۔ یہ جو رشوت لیتے ہیں' کرپشن کرتے ہیں اور یہ جو بےایمان قسم کے ایکسیئن بیٹھے ہوئے ہیں' ان کو ڈنڈے مارنے چاہییں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آصف صاحب! پچھلی دفعہ بھی یہی بات ہوئی تھی۔ میں نے ریکارڈ بھی دیکھا ہے۔ اس میں بھی اسی طرح اس بات کا ذکر تھا لیکن محکمے نے پھر جواب وہی دیا ہے جو پہلے دیا تھا۔ ان کو کم از کم یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ اسمبلی کو پہلے یہی جواب دیا ہے اور یہ جواب بھی بہت دیر سے دیتے ہیں۔ آپ اس کا ضرور نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں آپ کی observation کو مقدم سمجھتے ہوئے اور اپنے بھائیوں کی نشان دہی پر خصوصی توجہ دوں گا اور اس سوال کو محکمہ کے ساتھ ایک دفعہ پھر take up کرکے معزز رکن کو مطمئن کیا جائے گا کہ واقعی یہ نالہ اگر نامکمل ہے تو یہ غلط جواب کیوں دیا گیا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آصف صاحب! آپ یہ بات وزیر صاحب کے نوٹس میں بھی لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں ضرور ان کے نوٹس میں بھی لاؤں گا۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! کیا ملک صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ اس کو مکمل کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ وہ یہ مسئلہ وزیر صاحب کے ساتھ take up کریں گے اور اس کے بعد آپ کو بتائیں گے۔

حاجی امداد حسین: سر! کیا اس کو pending سمجھا جائے؟

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اگر یہ جواب غلط ہے اور نالہ نامکمل ہے تو اس کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر، کیا اسے pending کر لیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر، آپ بتا دیں۔

میاں عبدالستار (لاہور پی پی 124)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار (لاہور پی پی 124)، جناب سپیکر! جہاں تک پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس سوال کا جواب پڑھا ہے۔ جس طرح وہ خود convinced ہیں کہ شاید یہ جواب مکمل نہیں۔ میری پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اور دونوں حلقوں کے ایم پی اے صاحبان سے گزارش ہے کہ بیٹھ کر اس معاملے کو حل کر لیں۔ یہ میرے پاس تشریف لے آئیں' میں ساری کی ساری latest position ان کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، میاں عبدالستار صاحب کی تجویز زیادہ بہتر ہے کہ آپس میں ایک میٹنگ کر لیں۔ میاں صاحب! آپ ہی کوئی ٹائم مقرر کر لیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

میاں عبدالستار (لاہور پی پی 124)، جی' میں ٹائم رکھ لوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میاں عبدالستار صاحب نے جو کہا ہے وہ بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی سر! میں ٹائم رکھ لوں گا---

جناب سپیکر، تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مہربانی۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میٹنگ کی بات تو درست ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پاکستان

کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے۔ صرف اتنا جواب چاہیے کہ یہ مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، جی' بالکل۔ اسی لیے میاں عبدالستار صاحب نے کہا ہے کہ یہ میٹنگ کر کے اس کو sort out کر لیتے ہیں اور آپ کا مسئلہ حل کراتے ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! اسے پینڈ نگ سمجھا جائے۔

جناب سپیکر، کیوں جی' تو پھر اسے پینڈ نگ کر لیں؟

میاں عبدالستار (PP124)، جناب سپیکر! ضرورت نہیں ہے۔ ان شاء اللہ دونوں ایم پی اے صاحبان کو مطمئن کر دیں گے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مطمئن نہیں ہیں تو دوبارہ سوال بھیجا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، چلو ٹھیک ہے۔ اس دوران تک پینڈ نگ کر لیتے ہیں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سوال پہلے اس ہاؤس میں آیا اور اس پر بات چیت ہوئی اور معزز ممبر اس جواب سے مطمئن نہیں تھے اور دوبارہ اسے اس ہاؤس میں لایا گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے اپنے نوٹس لینے کی بات ہے کہ آپ کے حکم پر یہ سوال پینڈ نگ ہوا اور دوبارہ وہی غلط جواب اس ہاؤس میں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ خود اس بات کا نوٹس لیں کہ جو افسران اس کا جواب دے رہے ہیں ان کے ذہن میں کوئی پریشر ہی نہیں کہ اس صوبے کے سب سے مقدم اور بڑے ادارے میں اس سوال کا جواب پڑھا جائے گا اور اس کا جواب ہم دوسری دفعہ غلط دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس پر سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ یہ بات کوئی دو بندوں میں بیٹھ کر کرنے والی نہیں۔ یہ دو آدمیوں کا معاملہ نہیں۔ یہ تو ہاؤس کی ایک پراپرٹی ہے اور ہاؤس میں دوسری مرتبہ بات چیت ہوئی ہے اور وہی انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔ تو جناب سپیکر! آپ کو اس بات کا خود نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! اس کو پینڈ نگ کیا ہے۔ اگلا سوال جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1263۔

سڑکوں کی مرمت

*1263۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے شام نگر سے بند روڈ تک فرید روڈ ایل۔ڈی۔اے کی سکیم ہے۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر جگہ جگہ کھڈے پڑے ہوئے ہیں اور بارش کے دنوں میں یہ تالاب کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سڑک کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کی مرمت کے لیے تخمینہ جات تیار کیے جا چکے ہیں۔ فنڈز کی فراہمی پر سڑک کی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ تو پرانی پوزیشن تھی۔ لیکن اب میں تازہ صورت حال اس ایوان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ شام نگر main روڈ سے بند روڈ تک' جو کہ پوچھی گئی ہے۔ فرید روڈ کی کل لمبائی 96 سو فٹ تھی اور چوڑائی 18 سو فٹ تھی۔ NLC نے سڑک کی کشادگی کا کام وزیر اعلیٰ پنجاب کی شبانہ روز کاؤشوں کی وجہ سے 10-7-98 کو شروع کر دیا تھا۔ جس کا تخمینہ تقریباً ایک کروڑ 75 لاکھ روپے تھا۔ بعد میں بڑھا کر دو کروڑ روپے کر دیا گیا اور اس سڑک کی لمبائی 96 سو فٹ اور چوڑائی 18 سو فٹ تھی اور بعد میں بڑھا کر 32 سو فٹ کر دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس کو مکمل کر دیا جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ساتھ ایک اور سڑک' چوک شام نگر بازار سے بند روڈ تک جو کہ فرید روڈ کہلاتی ہے اس کی لمبائی 58 سو فٹ ہے۔ اس کی improvement کا کام بھی ہو چکا ہے اور باقی کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی' حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے 96 سو فٹ لمبائی اور 18 سو فٹ چوڑائی بتائی ہے۔ اس کی ذرا تفصیل بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ متذکرہ

سڑک 96 سو فٹ لمبی اور 18 فٹ چوڑی تھی جو بعد میں بڑھا کر 32 فٹ چوڑی کر دی گئی ہے۔
حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ کام ہو جائے گا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک کام مکمل ہو جائے گا؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب بتا دیا گیا ہے کہ وہ سڑک مکمل ہو گئی ہے۔ اضافی بات یہ ہے جو سڑک شہر کے اندر جا رہی تھی اس کو بھی ایک دو ماہ میں مکمل کر دیا جائے گا۔
جناب سعید احمد خان منیس: سپلیمنٹری۔
جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری۔
جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب کا بجٹ بتایا گیا تھا وہ پندرہ ارب روپے تھا اور اس میں سے at hand گورنمنٹ نے جو پیسہ بتایا تھا وہ 12 ارب روپے تھا۔ اس وقت لاہور شہر میں 40 ارب روپے کے کام فیڈرل اور صوبائی حکومتیں کر رہی ہیں۔ جب کہ رورل سائیڈ کی طرف صرف سات ارب روپے کے کام ہو رہے ہیں۔میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کہا ایک تو سڑک مکمل کی گئی ہے اور دوسری پر کام شروع ہو گا ان کے فنڈز چالیس ارب روپے میں شامل ہیں یا 12 ارب روپے میں شامل ہیں جو کہ پنجاب ADP میں رکھے گئے ہیں۔
جناب سپیکر: آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہ سڑک کس فنڈ سے بن رہی ہے؟
جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں۔ کیونکہ وہ صرف لاہور شہر کے لیے بتایا گیا ہے۔ کل ہی اخبار میں آیا ہے کہ چالیس ارب روپے کے کام لاہور شہر میں ہو رہے ہیں۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کون سی مد میں سے یہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے؟
جناب سپیکر: جو سڑک پہلے ہی بن رہی ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! big city پیکج اور قبضہ گروپوں سے زمینیں واگزار کر کے جو فنڈز حاصل کیے گئے ہیں اس سے یہ سڑکیں بن رہی ہیں۔
جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو بات کی ہے اس سلسلے میں ان سڑکوں پر آنے کے لیے فنڈز فراہم ہوتے ہیں میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کے سوال کی وضاحت میں جواب دوں۔ تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر، پچھلے ڈیڑھ سال سے قبضہ گروپ نے لاہور کارپوریشن کی جائیدادیں قبضے میں لی ہوئی تھیں کئی کئی کینال زمین تھی۔ اس طرح ایل ڈی اے کے پلاٹس، زمینیں، واسا کی زمینیں تھیں۔ جن میں سے اب تک دو ارب روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے اور دو ارب روپے میں سے ایک ارب بیس کروڑ روپیہ NLC کو ادا کر کے لاہور میں سڑکوں کو بنایا جا رہا ہے۔ جن جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا وہ لیز پر تھیں اور بڑی قیمتی تھیں۔ ان کو واگزار کرایا گیا ہے اور ان سے جو فنڈز ملے ہیں ان کو نیلام کیا گیا ہے۔ نیلام کر کے جن لوگوں نے خریدی ہیں ان سے جو پیسے آئے ہیں۔ لاہور میں نالے بنائے جا رہے ہیں، سیوریج بنائے جا رہے ہیں۔ یہ سارا روپیہ اس مد میں خرچ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ اب تک جتنی لاہور میں سڑکیں بن رہی ہیں یہی فنڈز اس مد سے خرچ ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ وہ کمیٹی ان سڑکوں کو دیکھتی ہے اور ان کی ایک رپورٹ بناتی ہے۔ ایک کمیٹی وہ بنائی گئی ہے جو ان کو نیلام کرتی ہے اور جس کے پاس پیسے جمع ہوتے ہیں۔ یہ تمام کام خود کار طریقے سے ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب، جو ساڑھے چار بجے صبح لکشمی چوک میں بارش کا پانی دیکھنے کے لیے آئے ہوئے تھے مجھے بھی ٹیلی فون کیا کہ فوراً وہاں پر پہنچو۔ لیکن میں ذرا دیر سے پہنچا۔ ماشاء اللہ وزیر اعلیٰ خراج تحسین کے قابل ہیں جن کی کوششوں کی وجہ سے آج میں سمجھتا ہوں کہ، لاہور کی سڑکوں کو دیکھ کر پیرس اور لندن کی سڑکیں دیکھ کر شرما رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے خواجہ ریاض محمود صاحب کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ finance generate کر کے یہ کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جتنا بجٹ انہوں نے فرمایا ہے وہ صرف ڈیفنس پل اور گلبرگ مین بلیوارڈ پر خرچ ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے دو ارب روپے اکٹھے کیے۔ 35 کروڑ روپے کا وہ پل بنا اور تقریباً 70,80 کروڑ کی یہ گلبرگ مین بلیوارڈ پر اخراجات آئے۔

ایک ارب 20 کروڑ صرف ایک روڈ پر خرچ ہو گیا ہے۔ پورے لاہور کو اکھیڑا ہوا ہے۔ وہ بجٹ کہاں سے آرہا ہے؟

جناب سپیکر، خواجہ صاحب نے رف تخمینہ دیا ہے۔ جی اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 1308

زیر تعمیر منصوبے کی تکمیل

*1308۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی۔پی 118 میں 66 انچ ڈایا laying trunk sewerage کنٹریکٹ نمبر 1545 کب ہوا۔ کس فرم کے نام ہوا اور کتنے کا ہوا' نیز مذکورہ کنٹریکٹ واسا کے کس کس اہل کار کی کوتاہی سے لیٹ ہے۔

(ب) کیا حکومت کوتاہی کرنے والے اہل کاروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) کنٹریکٹ نمبر P&S/25-01/1545 برائے بچھائی 66 انچ اندرونی قطر ٹرنک سیور شمال شرقی لاہور سیوریج ڈسٹرکٹ مورخہ 89-7-9 کو میسرز بیگ اینڈ کمپنی کو 73.92 لاکھ کی رقم کا الاٹ ہوا۔ کنٹریکٹ کی لیٹ تکمیل کے بارے میں انکوائری کی جارہی ہے۔

(ب) انکوائری رپورٹ کی تکمیل اور اس کے مطابق ذمہ داری کے تعین کے بعد ذمہ دار اہل کاروں کے خلاف کارروائی بمطابق ای اینڈ ڈی رولز عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میری محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ 9/7/1989 کو دس سال پہلے یہ کنٹریکٹ ہوا۔ کیا اس کنٹریکٹ کی اتنی لمبی میعاد تھی اور کیا لیٹ ہونے کے جو ذمہ دار اہل کار ہیں ان کے خلاف دس سال بعد بھی انکوائری مکمل نہیں ہوئی یہ کب تک انکوائری مکمل ہو گی۔جو ذمہ دار ہیں ان کو کب تک سزا ہو گی۔ کیونکہ جو 66 انچ کا سیوریج ڈالا گیا وہ میرے حلقہ سے ہی متعلقہ ہے۔ اور یہ لال پل سے محمود پور ڈسپوزل تک جاتا ہے۔ اور یہ اب بند ہو چکا ہے مکمل ہونے سے پہلے بند ہو چکا ہے اور حکومت کا 77 لاکھ 92ہزار روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ یہ بتایا جائے

کہ جو اہل کار ذمہ دار تھے ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی۔ اگر نہیں کی گئی تو اس کہ وجہ بتائی جائے۔

جناب سپیکر۔ جی ۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! اس سیوریج کا کنٹریکٹ 73.92 لاکھ لاگت سے تقریباً 8/5/90 کو مکمل ہونا تھا۔معزز رکن نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ کم و بیش گزشتہ نو سالوں میں ہر دور میں اس کنٹریکٹر نے حکومت سے extension لی اور بالآخر اس حکومت نے 31/3/97 کو میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے اور جو کام رہ گئے تھے ان پر خصوصی توجہ دینے کے لیے اس ایجنڈے کو واسا نے جون 1997 کو بذریعہ لیٹر نمبر 225 مورخہ 24/6/97 کو کنٹریکٹر کی ذمہ داری پر اور اس کی risk and cost پر اضافی لاگت سے یہ کام کیا اور اب 24/7/98 کو یہ کام الاٹ کیا گیا اور یہ کام ہنگامی بنیادوں پر شروع ہوا۔ اور اگست 1998ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا گیا۔ اس وقت یہ سیور چالو حالت میں ہے۔ جناب والا! جہاں تک معزز رکن نے ذمہ داران کے خلاف انکوائری کی نشان دہی کی ہے یہ انکوائری DMD کر رہے ہیں ۔ اور جیسے ہی یہ انکوائری مکمل ہو گی اس کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ آصف صاحب! وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں اس انکوائری کے مکمل ہونے تک کتنا وقت لگے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا! اس وقت DMD کی قیادت میں ابتدائی انکوائری ہو رہی ہے۔ تو جیسے ہی یہ مکمل ہو گی تو ان ذمہ داران کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ جی، حاجی امداد صاحب! آپ کیا فرمائیں گے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میں نے 3/12/97 کو ایک سوال کے لیے گزارش کی جب کہ اس کا جواب 10/12/97 کو آیا۔ اس انکوائری کو ایک سال سات ماہ دس دن ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک انکوائری کا کوئی نام تک نہیں کہ کون سی انکوائری ہو رہی ہے۔ اس انکوائری کے لیے کون سی کمیٹی بنی ہے اور کون کون سے ممبران اس میں شامل ہیں اور کس کس افسر کے خلاف یہ کارروائی ہو رہی ہے اور اس کے ذمہ دار کون ہیں جو 72 لاکھ 92 ہزار روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہ سیور بند پڑا ہے

اور جیسا کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ وہ سیور چالو حالت میں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بند ہے۔دس سال پہلے وہ کام شروع ہوا اب 1999ء میں مکمل ہوا ہے ۔ اور اب وہ بند ہو چکا ہے اور کام کے قابل نہیں ہے۔ اس کو کب صحیح کیا جائے گا اور کارروائی کب تک مکمل ہوگی؛ براہ مہربانی اس بارے میں مجھے بتایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر! جہاں تک یہ ہے کہ وہ کام مکمل ہو گیا ہے اور بقول معزز رکن کے یہ سیور پھر بند ہو گیا ہے تو اس طرف محکمہ کی توجہ دلائی جائے گی کہ اگر یہ بند ہو گیا ہے تو اسے فوری طور پر کھولا جائے اور اسے چالو حالت میں کیا جائے۔

جناب سپیکر، ویسے آصف صاحب! آپ یہ بات منسٹر صاحب کے نوٹس میں ضرور لائیں ۔ ماشاء اللہ آپ نے سوالوں کے جواب میں بڑی محنت کی ہے لیکن کم از کم یہ اکثر ہو جایا کرتا ہے کہ جب سوال آتا ہے تو اگر کہیں کام رکا ہو تو کم ازکم اس میں حرکت آ جاتی ہے۔ اور وہاں پر کام شروع ہو جاتا ہے آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ واحد محکمہ ہے کہ جہاں سوال بھی آیا ہے اور اتنی دیر کا سوال پینڈنگ ہے اور اب آیا ہے۔ لیکن وہاں موقع کے اوپر کوئی پیش رفت نہیں ہے جیسا کہ آپ نے خود ہی سن لیا ہے۔ کیا یہ بھی آپ کے حلقے میں ہے؟

حاجی عبدالرزاق، میں متعدد بار محکمے کو اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ جناب اس سیوریج کے خراب ہونے کی وجہ سے میرا پورا علاقہ پانی میں ڈوبتا ہے۔ آج صبح 4 بجے سے لے کر 8 بجے تک میں اس علاقے میں رہا ہوں۔ صرف اس سیوریج کی خرابی کی وجہ سے وہاں پر چار چار فٹ پانی موجود تھا۔ اگر یہ سیور چالو ہوتا تو وہاں پانی بالکل نہ ہوتا۔ میں کئی دفعہ ان کی توجہ اس طرف دلا چکا ہوں کہ پہلی فرصت میں اس کو چالو کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' حاجی امداد حسین صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے؟

حاجی امداد حسین، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جب سے مسلم لیگ کی حکومت آئی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے میاں شہباز شریف کو ہزار سال زندگی دے۔ چار دفعہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو یہاں لے کر گیا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اگر ایک مہینے میں ایک حلقے میں صرف سیوریج کے لیے چار دفعہ جائیں گے تو پورے پنجاب میں کتنی دفعہ جائیں گے۔ پھر جا کر یہ کام مکمل ہوا اور اب اس کو ٹھیک کرنا

ان کی ذمہ داری ہے۔ براہ مہربانی ان سے پوچھا جائے کہ کب تک اسے درست کیا جائے گا اور ان اہل کاروں کے خلاف کب تک کارروائی ہو گی جو اس کے ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ 1990ء کا یہ کام اگر اس طرح تاخیر کا شکار تھا اور جیسے یہ اقرار بھی کر رہے ہیں کہ واقعی وزیر اعلیٰ کی خصوصی دلچسپی سے یہ کام کھلوا، اگر اب یہ بند ہو گیا ہے تو جناب والا! آپ نے بھی observe فرمایا ہے اور میں بھی اس کو جلد کرانے کی کوشش کروں گا۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی شرقپوری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب سپیکر! کافی عرصے کے بعد میں عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں چونکہ آپ میرے بزرگ بھی ہیں اور میرے لیڈر بھی ہیں اس لیے آپ کا احترام بڑا ملحوظ خاطر ہے۔ حنیف رامے صاحب سے تو میں پوچھا بھی نہیں کرتا تھا۔ عرض یہ ہے کہ یہ محکمے کے جو کام خراب ہیں وہ اس لیے ہیں کہ محکمے کی اکثریت خراب ہے۔جناب والا! میرے ذہن میں ایک نیا پوائنٹ آیا ہے۔ وہ پوائنٹ یہ ہے کہ اس محکمے کی اکثریت کو ٹھیک کرنا بڑی محنت کا کام ہے۔ پہلے تو ہم سب مل جل کر اس محکمے کا علاج تجویز کریں اس میں کون کون سی بیماریاں ہیں وہ نکالیں اور پھر ان کا علاج کریں۔ جناب والا! جب میں شرق پور شریف سے شیخوپورہ میں دفتروں میں کے کام کے سلسلے میں جاتا ہوں تو میں نے اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھا ہے کہ یہ لاگت میں enhancement کرتے ہیں ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دس لاکھ کی سکیم ہوتی ہے تو ایک لاکھ کا ٹینڈر لگا کے یہ enhancement کر کے اسی ٹھیکےدار سے کمیشن لے کر اس کو ٹھیکہ دے دیتے ہیں۔ جناب والا! یہ بدمعاشی ہے۔ یہ enhancement ختم ہونی چاہیے۔ اس کو بالکل قانونی طور پر استعمال نہیں کیا جاتا اور پھر نئی allocation جو آئی ہوتی ہے اس allocation سے پہلے یہ ٹینڈر کر دیتے ہیں یعنی اس محکمے میں اکثر عجیب بے ایمان قسم کے افسر ہیں کہ ابھی allocation آئی ہی نہیں ہوتی اور allocation سے پہلے ہی یہ ٹینڈر کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ایک تو یہ enhancement جو کرتے ہیں یہ نہیں ہونی

چاہیے۔ پھر حاجی امداد صاحب کے جو کام ہیں یہ پورے پاکستان کے اسی قسم کے کام ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کام تب ٹھیک ہوں گے جب یہ ٹھیک ہوں گے۔ ایک تو enhancement کا اور اس بدمعاشی کا جو سلسلہ ہے' جوکہ ہے تو ایک لیگل چیز جس کو غیر قانونی طور پر' غلط طریقے سے استعمال کر کے اپنی پسند کے ٹھیکیداروں سے رشوت لے کر اور پیسے لے کر کرتے ہیں۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ اگر چھوٹے افسر کو پکڑا جائے تو بڑے افسر اس کو support کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب چھوٹا افسر دوزخ میں جائے گا تو بڑا افسر اس کی support کے حوالے سے دوزخ میں چلا جائے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس enhancement کو کسی طریقے سے ختم کرایا جائے۔ یہ enhancement کر کے پھر allocation سے پہلے ٹینڈر کیے جاتے ہیں اور یہ جتنے بھی ٹینڈر ہوتے ہیں' یہ پہلے کمیشنیں لے لیتے ہیں۔ میں اکثریت کی بات کرتا ہوں' نیک بھی ان میں ہوں گے۔ یہ پیسے لے کر ٹینڈر ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پرائم منسٹر صاحب بھی چیکنگ کریں تو وہی ٹینڈر ڈالے گا جس کو ایکسین اجازت دے گا۔ اس کی چیکنگ کا بھی کوئی طریقہ نہیں۔ اللہ ہی ہدایت دے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو اکثریت ہے ان کو کوئی خاص قسم کی سزائیں دی جائیں۔ ان کو dismiss کیا جائے اور کچھ لوگوں کو suspend کیا جائے۔ سارے تو کیے نہیں جا سکتے۔ فرشتے کہاں سے آئیں گے۔ باقیوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گا اور ہم جیسے جن کی نوجوانی میں داڑھیاں سفید ہو گئی ہیں ان سے بھی مشورے لے لیے جائیں۔

جناب سپیکر: شرق پوری صاحب کے پوائنٹس آپ نے نوٹ کر لیے ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر---

جناب سپیکر: جی' اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ اس سے اگلا سوال بھی چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 2025

PCSIR ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کے پلاٹس کی تعداد

*2025۔ **جناب ارشد عمران سلہری:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) PCSIR ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کینال روڈ لاہور سکیم کب شروع ہوئی۔ یہ سکیم ایل۔

ڈی۔اے نے کب منظور کی اور اس کا کل رقبہ اور کل پلاٹ(سائز وار) کتنے ہیں نیز کیا اس کے تمام ترقیاتی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔

(ب) سکیم ہذا میں قبرستان، مسجد، کمیونٹی سنٹر۔اور کمرشل زون (دکانات وغیرہ) کے لیے کتنا کتنا اور کس کس بلاک میں رقبہ (قطعہ) مختص کیا گیا اور اس وقت موقع پر کیا پوزیشن ہے۔

(ج) اکتوبر 1998ء تک سکیم ہذا میں کل کتنے مکانات، پبلک یوٹیلٹی بلڈنگز تعمیر ہو چکی ہیں اور کیا یہ تمام تعمیرات سوسائٹی کے قواعد و ضوابط بلڈنگ رولز کے مطابق تعمیر ہوئی ہیں یا ان میں کوئی violations ہوئی ہیں۔

(د) ایل۔ڈی۔اے نے سکیم کو منظور کرتے وقت کل کتنے پلاٹ تعداد رقبہ اور کون کون سے بلاکمیں mortgage رکھے ہیں اور اس وقت موقع پر ان پلاٹس کی کیا حیثیت ہے؟ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،

(الف) PCSIR امپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کینال روڈ ایک پرائیویٹ سکیم ہے۔ ایل۔ڈی۔اے نے یہ سکیم 1982ء میں منظور کی۔ اس سکیم کا کل رقبہ 599 کینال ہے اور اس میں پلاٹ سائز وار مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ڈیڑھ کنال	142
2۔ ایک کنال	8
3۔ 15 مرلہ	232
4۔ 14 مرلہ	7
5۔ 10 مرلہ	18
6۔ ساڑھے سات مرلہ	46
7۔ ڈیڑھ مرلہ	10
8۔ پبلک بلڈنگ سائیٹ دس کنال گیارہ مرلے	4
9۔ قبرستان 10 کنال 17 مرلے	1

ٹوٹل پلاٹس 468

جہاں تک ترقیاتی کام مکمل ہونے کا تعلق ہے بمطابق ریکارڈ اس کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے
۔

1۔ سڑکیں %94.43

2۔ بجلی %50

3۔ سیوریج اور واٹر سپلائی %80

مندرجہ بالا رپورٹ کے مطابق تقریباً %75 کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) PCSIR سکیم میں قبرستان، مسجد، کمیونٹی سینٹر اور کمرشل ایریا (دکانات) کی تفصیل بمعہ رقبہ و بلاک درج ذیل ہے۔

پبلک یوٹیلیٹی	بلاک	رقبہ			موقعہ پر کیفیت
		مربع	فٹ مربع	کنال	
قبرستان	بی	93	17	10	چار دیواری مکمل ہے۔
کمیونٹی سینٹر		NIL	NIL	NIL	
کمرشل ایریا	اے	163	13	10	چھ عدد دکانیں تعمیر شدہ
مسجد	اے	100	0	3	مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔

مسجد کا پلاٹ جو کہ منظور شدہ سکیم پلین میں بلاک "بی" میں مختص کیا گیا تھا۔ وہاں سے تبدیل کر کے بلاک "اے" میں بلا منظوری نقشہ مسجد بنائی گئی ہے اور مسجد کے لیے مختص شدہ پلاٹ بلاک "بی" پر بلا منظوری پانچ عدد پلاٹ بنا لیے گئے ہیں۔ جن میں سے پلاٹ نمبر 88-B, 88-I-B اور 88 ڈی بلاک "بی" پر بلا منظوری گھر تعمیر ہو چکے ہیں۔ پلاٹ نمبر 88 سی پر صرف چار دیواری (بلا منظوری نقشہ) بنائی گئی ہے اور پلاٹ نمبر 88 موقعے پر خالی ہے اور ہر پلاٹ کا رقبہ تقریباً بارہ مرلے ہے۔

(ج) بمطابق ریکارڈ اکتوبر 1998ء تک PCSIR سکیم میں کل رہائشی 239 پلاٹس کے نقشہ جات برائے تعمیر ایل۔ڈی۔اے سے منظور شدہ ہیں۔ پبلک یوٹیلیٹی بلڈنگ کا کوئی نقشہ منظور نہ ہوا ہے۔

PCSIR سکیم / سوسائٹی کے اپنے کوئی قواعد و ضوابط / بلڈنگ رولز نہ ہیں کیونکہ یہ ایل۔ڈی۔

اسے کے کنٹرول ایریا میں آتی ہے اور ایل۔ڈی۔اسے ہی نقشہ جات منظور کرنے کا مجاز ہے۔
violation/ منظور شدہ نقشہ جات کی خلاف ورزی کا تعین اور موقعے پر ہر تعمیر مکمل سروے کر کے (ہر گھر کا موقعہ دیکھ کر) ہی کیا جا سکتا ہے۔

(د) PCSIR سکیم کی منظوری کے وقت 20% کے حساب سے پلاٹس گروی رکھے گئے تھے جن کی تعداد پلاٹ نمبر بلاک رقبہ موقعے کی پوزیشن اور کیفیت تتمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر اس سوال کے جواب کو پڑھا جائے تو اس سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کینال روڈ کی 1982 میں ایل۔ ڈی۔ اے نے منظوری دی اور اس کے بعد اس کی ڈویلپمنٹ شروع ہو گئی جبکہ ان کے رولز ہیں کہ کوئی بھی پرائیویٹ سکیم، کوئی سوسائٹی یا کوئی لمیٹڈ کمپنی اس کو develop کرتی ہے تو دو سال کے اندر اندر اس نے اس کی مکمل development کرنی ہوتی ہے۔ پھر جواب سے بھی واضح ہے کہ 75 فی صد یہاں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر ہاؤسنگ سکیم کی جو مین بلیوارڈ روڈ ہے وہ ابھی تک develop کیوں نہیں ہوئی اور اس کے اوپر تقریباً کوئی اڑھائی سو کے قریب پلاٹس آتے ہیں جن کے ممبران نے ان کے پیسے بھی سوسائٹی کو دے دیے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ حصہ develop کیوں نہیں ہوا؟ مین روڈ develop کیوں نہیں ہوئی؟ وہاں کے سیوریج سسٹم کا ڈسپوزل کہاں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آصف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جیسا کہ جواب سے واضح ہے کہ پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر کا تقریباً 75 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔ جس میں سڑکیں 94.43، بجلی 50 اور سیوریج، واٹر سپلائی 80 فیصد مکمل ہو چکے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہ تو جواب لکھا ہوا ہے اور اسی کو پڑھ کر میں نے سوال کیا ہے کہ وہاں کے مین بلیوارڈ کی کیا پوزیشن ہے؟ وہ ابھی تک کیوں نہیں ہوئی؟ اس کے اندر جو تقریباً

اڑھائی سو کے قریب پلاٹس اس سڑک کے اوپر آتے ہیں ان کے ممبران نے کم ازکم دس' دس' پندرہ پندرہ سال سے پیسے دیے ہوئے ہیں' یہ سہولت ابھی تک ان کو کیوں نہیں ملی؟ اور مین سیوریج کا ڈسپوزل وہاں پر کیا ہے؛ اس کو آپ نے کس کے ساتھ connect کیا ہے؟ جبکہ وہ وہاں پر خالی پلاٹوں کے اندر چل رہا ہے۔

جناب سپیکر، اس سوسائٹی کے سیوریج کا جو ڈسپوزل ہے اس کی کیا پوزیشن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! تقریباً 80 فی صد اس کا کام ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن آگے کس کے ساتھ connect کر رہے ہیں؟ وہاں جو سیوریج لگا رہے ہیں' اس کی 80 فی صد آپ کے پاس رپورٹ ہے کہ جو اس ہاؤسنگ سکیم کے اندر سیوریج بن رہا ہے وہ 80 فی صد مکمل ہے۔ لیکن ان کا سوال یہ ہے کہ اس کا جو فائنل ڈسپوزل ہے وہ کیسے ہے اور وہ کہاں تک پہنچا ہے اور اس کو کس کے ساتھ لگا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آبادی کے جتنے بھی سیور ہیں ان کو اکٹھا کر کے مین نالے کی طرف لے جایا گیا ہے' اگر ان کا یہی سوال ہے کہ ان تمام سیورز کو اکٹھا کر کے کس طرف لے جایا گیا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا فاضل دوست سے یہ سوال ہے کہ آپ نے جو سیوریج اس سکیم کے اندر ڈال دیا ہے وہ 75 فی صد آپ نے مکمل کر دیا ہے۔ لیکن اس کی ڈسپوزل کیا ہے؟ اس کو نہر کے اندر ڈال رہے ہیں یا کہ واسا کی وہاں پر کوئی سکیم ہے جس کو آپ نے اس کے ساتھ connect کیا ہوا ہے؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر ڈسپوزل سٹیشن نہیں۔ وہ آپ کب تک بنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس ابھی وہ information نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! اس کا مین ڈسپوزل تو لامحالہ باہر کی طرف واسا کی طرف لے کر جایا جا رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں ویسے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ بہرحال اس

سکیم کا سیوریج کا ڈسپوزل سٹیشن ہونا چاہیے اور میں اس کی assurance چاہوں گا کہ کب تک وہ لگا دیں گے؟ جبکہ 1982ء کی یہ سکیم ہے۔ یہ سکیم زیادہ سے زیادہ develop ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ویسے آپ لکھ لیں اور بعد میں محکمے سے پوچھ کر ان کو information دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: ٹھیک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے۔ ان سکیموں کو پرائیویٹ ڈویلپر ڈویلپ کرتا ہے۔ کوئی سپانسر ڈویلپ کرتا ہے یا لمیٹڈ کمپنیز ان کو ڈویلپ کر کے آگے سکیمیں بناتی ہیں۔ ان کا جو پہلا ماسٹر پلان ہوتا ہے اس کو دیکھ کر لوگ اے بلاک' بی بلاک میں پلاٹ خریدتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب وہ ماسٹر پلان منظور ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے اندر جتنی violations آتی ہیں کہ ان کو چیک کرنے والی اتھارٹی ایل۔ ڈی۔ اے ضرور ہے جو اس کا نقشہ پاس کرتی ہے لیکن وہاں پر مسلسل violations ہوتی ہیں۔ ڈسپنسریز کے ایک دو پلاٹ جو کہ پبلک یوٹیلٹی کے چھوڑے ہوتے ہیں' ان کو بیچ کر پیسے کمائے جاتے ہیں۔ نہ وہاں پر قبرستان کے پلاٹ کو چھوڑا جاتا ہے۔ نہ سکول کے پلاٹ کو چھوڑا جاتا ہے اور نہ ہی ڈسپنسری کے پلاٹ کو چھوڑا جاتا ہے۔ میں یہاں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سکیم کے اندر جیسا کہ ان کی ایک چٹھی بھی ہے اس میں تسلیم کیا گیا ہے کہ تقریباً سینکڑوں قسم کی اس کے اندر violations ہیں۔ یہ ایل۔ ڈی۔ اے نے پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر جو سوسائٹی ہے اس کو جو لیٹر لکھا تھا وہ 30-07-96 کو لکھا تھا کہ اس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس کے اندر سینکڑوں قسم کی violations ہیں جن میں پبلک یوٹیلٹی کے جو پلاٹس ہیں ان کو بیچ دیا گیا ہے۔ ایل ڈی اے نے جو پلاٹس mortgage کیے تھے ان کے اوپر construction ہو چکی ہے اور جو اس کے اندر violation ہے' میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب یہ اتھارٹی بھی ہے جو اس کا نقشہ پاس کرتی ہے تو پھر اس کے بعد کیا وجہ ہے کہ یہ پرائیویٹ ڈویلپر جو ہیں یہ اتنے بااثر ہیں کہ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کے نوٹس کے باوجود' محکمے کی موجودگی کے باوجود وہ اپنی مرضی سے وہاں پر تعمیرات کرتے ہیں۔ کیا یہ اس کا نوٹس لیں گے؟

جناب سپیکر: جی' آصف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جہاں تک میرے بھائی کا اس بات کا کرنا ہے کہ violaltion ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ منظور شدہ نقشہ جات کی خلاف ورزی کا تعین

house to house search کرنے سے ہی ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سوسائٹی پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر میں اگر house to house search کیا جائے اور demarcate کیا جائے تو بہت ساری چیزیں سامنے آئیں گی۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ان موجودہ چند گھروں کی violation کے سلسلے میں جب ان کو notices دیے گئے تو ان میں کچھ حضرات ایسے ہیں جو کہ کورٹ میں چلے گئے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ بات نہیں کر رہا۔ یہ جواب میں دیے ہوئے ہیں اور میں نے بھی یہ پڑھے ہیں۔ میں کسی پرائیویٹ پلاٹ کی بات نہیں کر رہا۔ میں تو ان پلاٹس کی بات کر رہا ہوں کہ جو ایل۔ڈی۔اے نے mortgage کیے تھے اور اگر سوسائٹی develop نہیں کرتی تو کیا ایل۔ڈی۔اے ان پلاٹوں کو بیچ کر اس سکیم کو خود develop کرے گی؟ میں تو اس کی بات کر رہا ہوں۔

دوسری میری یہ عرض ہے کہ جو پبلک یوٹیلٹی کے پلاٹس ہیں اور جو سوسائٹی نے بیچے ہیں جہاں پر مسجد تعمیر ہونی تھی، قبرستان کے لیے جگہ چھوڑی گئی تھی یا وہاں پر ہسپتال بننا تھا، وہاں پر کمیونٹی سنٹر بننا تھا وہ سوسائٹی نے بیچے ہیں ان کے بارے میں آپ بتائیں؟

جناب سپیکر: سلہری صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی بھی سکیم approve ہوتی ہے تو اس میں clearly یہ mention ہوتا ہے کہ یہاں پر مسجد بنے گی، سکول بنے گا، یا اور کمیونٹی سنٹر بنے گا۔ تو ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ پلاٹس ان سوسائٹی والوں نے بیچ دیے ہیں۔ وہ اس بارے میں بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں جیسے ان کی بات سے سمجھا ہوں قبرستان، کمیونٹی سنٹر، کمرشل ایریا، مسجد یہ چند پبلک یوٹیلٹی کے پلاٹس تھے جو غلط جگہ بنائے گئے ہیں بنیادی طور پر ان کو کسی اور بلاک میں بننا تھا مگر بن کسی اور پوائنٹس پر گئے۔ یہاں پر وہی چند پلاٹس مثلاً 88-A, 88-B, 88-D یہ تمام ایسے ہیں جہاں پر پرائیویٹ ہاؤسز بنا دیے گئے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! یہ تو جواب کی تفصیل سے میں نے بھی پڑھا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں اگر اے بلاک کے اندر کوئی سکول بننا تھا، یا بی بلاک کے اندر کسی پلاٹ پر مسجد بننی تھی اس سوسائٹی کے جو sponsors تھے انھوں نے خود ہی یہ پلاٹس تبدیل کر

کے دوسرے بلاک میں بنا دیے جہاں پلاٹ کی قیمت کم تھی اور اسے بلاک کے اندر قیمت زیادہ تھی تو جو پبلک یوٹیلٹی کا پلاٹ تھا اس کو پبلک کے آگے بیچ دیا اور جہاں پر کم قیمت تھی وہاں پر انھوں نے سکول، یا مسجد یا ڈسپنسری تعمیر کی ہے اور وہاں پر انھوں نے چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ کیا ایل ڈی اے جو مجاز اتھارٹی ہے اس نے یہ ماسٹر پلان approve کیا جبکہ جو revised master plan ہے۔ ایل۔ڈی۔اے نے خود اس پر اعتراضات لگائے ہیں کہ ہم اس کو approve نہیں کرتے جب تک وہ یہ اعتراضات دور نہیں کر لیتے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی کس نے اجازت دی کہ وہ وہاں سے ان کو تبدیل کر دیں؟ اور محکمے نے اس بارے میں کیا نوٹس لیا؟

جناب سپیکر: آصف صاحب! سلہری صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پوری سوسائٹی کا پورا ایک ماسٹر پلان بنتا ہے اس پلان میں مسجد کے لیے یا کمیونٹی سنٹر کے لیے، شاپنگ کے لیے جو جگہ fix ہوتی ہے تو ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اس جگہ پر وہ پلاٹ لیں اور وہ یہ پلاٹ ان تمام facilities کی وجہ سے لیتے ہیں۔ وہ پلاٹ پھر مہنگا بھی ہوتا ہے۔ انھوں نے یہ کیا۔ جس طرح سے سلہری صاحب نے فرمایا کہ وہ پلاٹ تو انھوں نے attraction دے کر مہنگے بیچ لیے لیکن وہ چیزیں وہاں سے کسی سے جگہ شفٹ کر دیں۔ تو سلہری صاحب ان کے ایکشن کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

میاں عبدالستار (پی۔پی۔ 124): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس وقت تک لاہور میں 125 کے قریب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز ہیں جنھوں نے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو for approval apply کیا۔ ان میں سے بیشتر پرائیویٹ سکیمز ایسی ہیں جن کو bye laws کے مطابق منظور کیا گیا اور وہ اس وقت تک bye laws کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ لیکن پانچ یا چھ ایسی ہاؤسنگ سکیمز ہیں جنھوں نے صریحاً violations کی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو PCSIR سکیم ہے اس نے بھی violation کی ہے کہ جو پبلک یوٹیلٹی پلاٹس تھے مثلاً ہسپتال کے لیے تھے، سکول کے لیے تھے، ڈسپنسری کے لیے تھے، قبرستان کے لیے تھے اس بارے میں ایک تو انھوں نے یہ کیا کہ کم قیمت والی جگہ پر ان کو شفٹ کر دیا۔ اس بارے میں ان کو نوٹسز دیے گئے ہیں اور قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے اور ایل۔ڈی۔اے ایکٹ کے مطابق جو کارروائی ہوگی ان شاء اللہ وہ کارروائی

کریں گے اور میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کسی صورت میں کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ جو بھی اس کا ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس کے علاوہ بھی آگے ایک سوال آئے گا جو ویسٹ وڈ سوسائٹی کے بارے میں ہے۔ میں اس کے بارے میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں بھی violations ہوئی ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بالکل بجا فرما رہے تھے۔ ان کو نوٹسز دیے گئے ہیں اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! لگتا ہے کہ آج آپ کا موڈ لاہور سے باہر نکلنے کا نہیں۔ آپ نے اتنے پیار پیار سے ٹائم دیا کہ تین سوال بھی نہیں ہوئے۔ یہ چوتھا سوال چل رہا ہے' یہ اتنے اہم سوالات ہیں ----

جناب سپیکر: جی۔ میں کوشش تو یہی کر رہا ہوں کہ کسی طریقے سے---

سید ذیشان الٰہی شاہ: آپ نے بھی پیار پیار سے اتنا وقت دیا کہ سوالوں کی جگہ تقریریں ہوتی رہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: مہربانی کر کے اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! ذرا مختصر کریں۔ ان کے ذہن میں فوری طور پر کچھ چیزیں آ گئی تھیں۔

سید ذیشان الٰہی: یا تو اگلے سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اور میاں عبدالستار صاحب نے بھی اس کو واضح کر دیا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میری ایک گزارش ہے کہ میرے پاس ایک لیٹر ہے اس پر annexure لگا ہوا ہے۔ یہ لیٹر 1996ء کا ایل۔ڈی۔اے کی طرف سے ہے۔ جناب' اس کے بعد اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ محکمے نے اپنے جواب کے اندر خود admit کیا کہ اس میں سینکڑوں قسم کی violations ہیں۔ لیکن اس کے بعد کوئی progress نہیں۔

جناب سپیکر: آصف صاحب! اس کو آپ take up کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب آپ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ اس کی scrutiny ہو

سکے۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے میاں ستار صاحب بھی اس میں کہہ رہے ہیں اور یہ بھی اسے ذاتی طور پر ٹیک اپ کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیک ہے کمیٹی نہ بنائیں۔ لیکن یہ مسئلہ تو آپ حل کریں ناں۔ جناب سپیکر! میرا ایک جنرل سوال ہے ---

جناب سپیکر، میاں ستار صاحب! آپ خود اس کو دیکھ لیں۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ میں پہلے بھی on the floor of the House کہہ چکا ہوں کہ یہی صرف پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم نہیں، بلکہ اور بھی بہت ساری ہیں ۔ ان کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں اور میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہم جلد از جلد مکمل کریں گے اور جو violators ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوگی اور even ہمارے محکمے کے جو بھی افسران اس میں involve ہوں گے ان کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اسی پالیسی سے متعلق میرا ایک سوال ہے اور اس وقت وائس چیئرمین صاحب جواب دے رہے ہیں کہ وہ کالونیز جو پرائیویٹ ڈویلپر یا invester ڈویلپ کرتا ہے ان کا مستقبل کیا ہے کہ آیا وہ ڈویلپ ہونے کے بعد sponsor یا developer کے پاس رہیں گی یا ایل ڈی اے کے پاس جائیں گی یا جو وہاں کے رہائشی ہیں ان کے پاس جائیں گی ان کا مستقبل کیا ہے؟

جناب سپیکر، سلہری صاحب! یہ تو ایک نیا سوال بنتا ہے۔ یہ آپ میاں صاحب سے ویسے ہی پوچھ لیں۔۔۔ اگلا سوال نمبر 2378 جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے ۔ جی خان صاحب۔

جوبلی ٹاؤن لاہور کے ترقیاتی کاموں کی تکمیل

*2378۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کی جانب سے جوبلی ٹاؤن لاہور کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ جس میں تمام بنیادی سہولتوں واٹر سپلائی، سیوریج، بجلی، سوئی گیس اور سڑکیں وغیرہ کی فراہمی کی ضمانت دی گئی ہے اور مذکورہ سہولتوں کے ساتھ زمین کی قیمت کی تین اقساط وصول کر لی

ہیں اور چوتھی قسط 31 مارچ 1999ء کو واجب الادا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہاؤسنگ سکیم کی ڈویلپمنٹ کا کام یکم اگست 1998ء سے شروع ہو کر 31۔اکتوبر 1999ء تک تکمیل پذیر ہونا ہے۔ لیکن یہ کام وقت پر شروع نہیں ہوا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ایسے انتظامات کرنے کو تیار ہے جس سے اس کی تکمیل بروقت ہو جائے نیز اس میں ٹیلی فون کی لائنوں کی فراہمی کے کام کو بھی ڈویلپمنٹ کے کام کے ساتھ ہی کیا جائے تا کہ بار بار سڑکوں کو ادھیڑنے کا مسئلہ نہ بنے اور نہ ہی حکومتی فنڈز کا ضیاع ہو نیز مذکورہ سکیم کی سائٹ پر سکیم کا نقشہ آویزاں نہ کرنے کی وجہ کیا ہے۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بالا کاموں کی بروقت تکمیل اور انتظامات کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک):

(الف) درست ہے۔

(ب) عدالت عالیہ کی طرف سے حکم امتناعی کی وجہ سے کام اگست 1998ء میں شروع نہ ہو سکا۔ مورخہ 25-11-98 کو حکم امتناعی کے خارج ہونے پر ڈویلپمنٹ کے کام کا آغاز مورخہ 27-11-98 سے ہو چکا ہے اور مقررہ تاریخ تک مکمل کر لیا جائے گا۔ ٹیلی فون لائن بچھانے کا پلان محکمہ ٹیلی فون خود تیار کرتا ہے۔ البتہ سکیم میں منصوبہ بندی' اس طریق سے کی گئی ہے جس کے تحت ٹیلی فون لائن بچھانے کے سلسلے میں سڑکوں کو کاٹنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ سکیم کا نقشہ سائٹ آفس میں آویزاں کر دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جزو (ب) کی روشنی میں جواب درکار نہ ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ عدالت عالیہ کا حکم امتناعی تھا۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کون سی عدالت کا حکم امتناعی تھا اور وہ کب vacate ہوا اور اس وقت اس سوسائٹی کی development کی کیا پوزیشن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! پرائیویٹ لوگ عدالت عالیہ میں گئے' وہاں پر 25-11-1998 کو stay vacate ہوا۔ اس کے بعد 27-11-1998 سے یہ کام شروع ہوا

اور مقررہ تاریخ تک اسے مکمل ہونا ہے ۔ ٹیلی فون لائن بچھانے کا پلان محکمہ ٹیلی فون خود تیار کرتا ہے البتہ سکیم منصوبہ بندی اس طرح کی گئی ہے ۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے ٹیلی فون کی بات نہیں کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میں آپ کو بتاتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہ سکیم کب تک مکمل ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میری گزارش یہ تھی کہ کس عدالت کا حکم امتناعی تھا اور اس وقت اس سوسائٹی کی ڈویلپمنٹ کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر، یہ latest position کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر یہ latest position پوچھ رہے ہیں تو وہاں پر آج سوئی گیس کا کام شروع ہو رہا ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ عدالت عالیہ کا وہ کون سا جج تھا ۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جج کا وہ نہیں پوچھ رہے۔ وہ صرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ جب عدالت کا stay order ختم ہو گیا تو کیا کام شروع ہو گیا۔ آپ کے جواب میں یہ بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟ اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کو ایک سال کے اندر مکمل ہونا ہے۔ 25-11-1998ء کو خارج ہونے کے بعد 27-11-1998ء سے کام شروع ہوا ہے تو ایک سال کے اندر اندر یہ ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، یعنی تین چار مہینے تک مکمل ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی ۔ جناب۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 2419 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ جی بٹ صاحب۔

جناح روڈ گوجرانوالہ سیوریج کی تعمیر

*2419۔جناب شاہد محمود بٹ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) جناح روڈ گوجرانوالہ سیوریج سکیم کی تعمیر کب سے شروع ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا۔ تفصیل بتائی جائے۔
(ب) کیا حکومت جناح روڈ گوجرانوالہ پر سیوریج کے ساتھ سڑک کی تعمیر جی۔ٹی روڈ سے بائی پاس نہر پل چھچھر والی نہر سیالکوٹ تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک' نیز کون سے محکمہ سے یہ کام شروع کروایا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،
(الف) سیوریج سکیم جناح روڈ گوجرانوالہ کی تعمیر نومبر 1996ء میں شروع کی گئی اور اس کی مدت تکمیل تین سال ہے' سیوریج کا کام 48 اندرونی قطر سے 610 اندرونی قطر کے 11000 فٹ پائپ پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک ڈسپوزل سٹیشن بھی شامل ہے۔ کام ان شاء اللہ جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا اور سیوریج کام کرنا شروع کر دے گا۔ سڑک کی تعمیر کا کام دسمبر 1999ء تک مکمل ہو گا۔
(ب) جی ٹی روڈ سے پل نہر چھچھر والی سڑک درج ذیل حصوں پر مشتمل ہے۔
I۔ جناح روڈ جی۔ٹی روڈ تا سول لائن ڈسپوزل
II۔ جناح روڈ سول لائن ڈسپوزل تا سیالکوٹ روڈ
III۔ جناح روڈ سیالکوٹ روڈ تا بائی پاس روڈ
پہلے حصے پر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سڑک کی تعمیر ہو رہی ہے، جبکہ دوسرے حصے پر سڑک کی بحالی کا کام سٹی پیکج سکیم میں شامل ہے اور تیسرے حصے کی سڑک کی تعمیر کو اگلے تین سالہ منصوبے میں شامل کیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے منظوری کے بعد اس حصے کو بھی مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر ! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جناح روڈ گوجرانوالہ کا سیوریج چالو ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! یہ ایک بڑی سکیم ہے اور ستمبر

1999ء تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: آپ نے جواب میں تو لکھا ہے کہ " کام ان شاء اللہ جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا " اب آپ ستمبر 1999ء کا کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! اب محکمے کی طرف سے بتایا گیاہے کہ یہ کام ستمبر 1999ء تک مکمل ہو گا۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر ! سیوریج تو ڈالا جا چکا ہے۔ اب اسے چالو نہ کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! اس کے ساتھ ایک بڑی سڑک ابھی مکمل ہونی ہے' اس کے علاوہ کچھ دوسرے کام بھی باقی ہیں ۔ تو ان سب کاموں کی تکمیل کے بعد سیوریج چالو کر دیا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر ! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناح روڈ کے ساتھ والی سڑک کی منظوری کب ملے گی اور جس سڑک کے بارے میں انھوں نے کہا ہے کہ مکمل ہو گئی ہے کیا یہ واقعی مکمل ہے؟ کیونکہ پچھلے اجلاس میں بھی میں نے یہی سوال پوچھا تھا تو اس وقت محکمے کی طرف سے جواب آیا تھا کہ مکمل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! "سڑک کی تعمیر جی ٹی روڈ سے پل نہر پچھر والی " کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا۔ تو اس کے تین حصے ہیں۔ دو حصے مکمل ہو چکے ہیں اور تیسرے کے بارے میں محکمے نے فنڈز کے لیے لکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی فنڈز آئیں گے کام شروع ہو جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر ! آج سے تین ماہ پہلے بھی میں نے یہی سوال دیا تھا اور اس وقت انھوں نے کہا تھا کہ کام مکمل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر : پارلیمانی سیکرٹری صاحب ! آپ اس کی latest position معلوم کر کے شاہد محمود بٹ صاحب کو آگاہ کریں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گندا نالہ کی پختہ کاری

*2593-مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محلہ عثمان آباد' محلہ معظم شاہ اور قبرستان راجاں والا تحصیل چنیوٹ کے درمیان واقع گندا نالہ اور اس سے ملحقہ سڑک پر سولنگ یا پختہ سڑک نہ ہے اور نالہ کی دیواریں کچی ہیں جس سے اس نالہ سے ملحقہ مکانوں کو سخت خطرہ ہے اور سڑک پر اس حد تک گند ہوتا ہے کہ چلنا بھی محال ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نالہ کو پختہ کرنے اور اس سے ملحقہ سڑک پر سولنگ لگانے یا پختہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ تمام محلہ جات اور گندا نالہ میونسپل کمیٹی چنیوٹ کی حدود میں واقع ہے۔ جہاں تمام ترقیاتی منصوبے میونسپل کمیٹی چنیوٹ کی ذمہ داری بنتی ہے۔ محکمہ تعمیرات صحت عامہ شہر کی حدود میں صرف اس صورت میں کام کرنے کا مجاز ہے جب میونسپل کمیٹی ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لیے محکمہ کو تحریری طور پر ان کی تکمیل کے لیے لکھے۔ اور میچنگ فنڈز بمطابق اپنا حصہ فراہم کرنے کے ساتھ ان ترقیاتی سکیموں کی تکمیل کے بعد maintenance کے لیے اپنی تحویل میں لینے کے لیے انڈر ٹیکنگ مہیا کرے۔ یا متعلقہ ایم-این-اے یا ایم-پی-اے صاحبان اپنی صوابدیدی ترقیاتی گرانٹ سے محکمہ ہذا کو شہری حدود (اربن ایریا) میں کام کروانے کے لیے دے تو محکمہ ہذا کام کرواسکتا ہے۔

(ب) اس کا جواب بمطابق جز(الف) ہے۔

شہر چنیوٹ میں سیوریج سکیم کی تکمیل

*2597-مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم چنیوٹ ضلع جھنگ ایک عرصہ سے معرض التواء میں ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیوریج سکیم چنیوٹ کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم چنیوٹ ضلع جھنگ سالانہ ترقیاتی پروگرام 97-1996ء میں شامل کی تھی' جو کہ چنیوٹ شہر کے رہائشیوں کی اہم ضرورت ہے۔ چونکہ کمیٹی اپنے حصے کی رقم جمع نہ کروا سکی اس لیے اس پر کام شروع نہیں ہو سکا۔

(ب) اس سلسلے میں محکمہ تعمیرات صحت عامہ جھنگ نے اربن سیوریج سکیم چنیوٹ سٹی کے نام سے دوبارہ ایک منصوبہ تیار کیا ہے۔ جس کا تخمینہ پانچ کروڑ نواسی لاکھ روپے ہے۔ اس منصوبے کے مطابق شہر کے تمام وہ علاقے جہاں پر گندے پانی کی نکاسی کا صحیح انتظام نہیں وہاں پر زمین دوز پائپ سیوریج سسٹم مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے گا اور تمام گندے پانی کو چاہ باغ والا نئے ڈسپوزل اسٹیشن پر اکٹھا کر کے دریائے چناب میں ڈالنے کا انتظام کیا جائے گا۔

اس سلسلے میں میونسپل کمیٹی چنیوٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر 397 بتاریخ 16-2-99 آگاہ کیا گیا ہے میونسپل کمیٹی اپنا 15% حصہ محکمے کو جمع کروانے کا انتظام کرے اور یہ انڈر ٹیکنگ بھی مہیا کی جائے کہ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد میونسپل کمیٹی اسے اپنی تحویل میں لے لے گی۔ اس انڈر ٹیکنگ کے مہیا کرنے کے بعد اسکیم کو مجاز اتھارٹی کو منظوری کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو کہ فنڈ مہیا کرنے کے تین سال میں مکمل ہو جائے گی۔

راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں رولز میں نرمی کر کے بھرتی کرنے کی تفصیل

*2607۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے لے کر جنوری 1999ء تک کتنے ملازمین کو قواعد وضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا' نیز ان افراد کو کس اتھارٹی نے قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا۔سال وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے لے کر جنوری 1999ء تک جن ملازمین کو قواعد و

ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان کی سال وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	نام	عہدہ	نام اتھارٹی جس نے نرمی کی۔	ریمارکس
1۔	1990ء	عامر رشید انجینئرنگ	ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویژن / ڈی۔جی آر۔ڈی۔اے	کمشنر راولپنڈی	بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر انجینئرنگ لڈھاک بھرتی کے وقت عمر میں دو سال 7 ماہ 6 دن کی رعایت دی گئی۔
2۔	1990ء	آصف الفرڈ	سب انجینئر	۔ایضاً۔	بحکم ڈائریکٹر جنرل عمر میں 8 ماہ 25 دن کی رعایت دی گئی۔ بعد ازاں دفتری حکم پی /1675 ایڈمن / آر۔ڈی۔اے مورخہ 15-12-97 کو بوجہ غیر حاضری ملازمت سے برخاست۔
3۔	1990ء	غلام محمد	نائب قاصد ڈویژن / ڈائریکٹر جنرل	کمشنر راولپنڈی	عمر میں 4 سال کی رعایت دی گئی۔
4۔	1993ء	راجہ شوکت محمود (پارکنگ)	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	ڈائریکٹر جنرل	عمر میں دو سال ایک ماہ 10 دن کی رعایت دی گئی
5۔	1993ء	جمشید آفتاب (ٹی۔پی)	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	۔ایضاً۔	عمر ایک سال 6 ماہ اور 18 دن کی رعایت دی گئی۔
6۔	1995ء	شاکر حسین	پٹواری فزیکل پلاننگ / چیئرمین آر۔ڈی	منسٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ /	بلا مشتہری / میرٹ 1 سال کی مدت ملازمت کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبری پی /2062 ایڈمن / آر۔ڈی۔اے مورخہ 18-12-95 بھرتی کیا گیا بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب مراسلہ نمبری

				SO(A)H&PP/2-15/95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ آر۔ڈی ۔اے چٹھی نمبری RDA/DAF/P/217/815 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
7۔	1995ء عارف ایاز	ملبر	ڈائریکٹر جنرل	عمر میں 9سال 2 ماہ کی رعایت دی گئی۔
8۔	1995ء نثار احمد	جونیئر کلرک ٹریفک پلاننگ چیئرمین آر۔ڈی۔ اے۔	منسٹر ہاؤسنگ و	بلا مشتہری / میرٹ I سال کی مدت ملازمت کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبری RDA/DAF/P/2042 مورخہ 6-12-95 بھرتی کیا گیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب مراسلہ نمبری SO (A)H&PP/2-15/95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ RDA چٹھی نمبری RDA/ DAF/217/866 مورخہ 13-11-96 ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
9۔	1996ء سید ظفر عباس	سب انجینئر ٹریفک پلاننگ / چیئرمین آر ڈی۔اے	منسٹر ہاؤسنگ و	بلا مشتہری / میرٹ I سال کی مدت ملازمت کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبری P/64/Admn/RDA مورخہ 11-2-96 بھرتی کیا گیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ مراسلہ نمبری

				گورنمنٹ آف پنجاب SO(A)H&PP /2-15/95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ آر۔ڈی۔اے چٹھی نمبری RDA/DAF/P/ 217/818 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
10۔	1996ء اکبر علی	جونیئر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔بذریعہ چٹھی نمبری RDA/DAF/P-/ 217/817 مورخہ 13-11-96 ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
11۔	1996ء شاہد انور	سب انجینئر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔بذریعہ نمبری RDA/DAF/P/ 217/819 مورخہ 13-11-96 ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
12۔	1996ء اختر حسین	جونیئر کلرک	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔بذریعہ چٹھی نمبری SOR-I(S&GAD 9-1/95 مورخہ 24-8-95 عمر میں 10 سال کی رعایت دی گئی۔بذریعہ چٹھی نمبری RDA/DAF/P/ 217/820 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔

13۔	1996ء	نگار احمد انجینئرنگ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	منسٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ / چیئرمین آر ڈی۔اے	بلا مشتہری / میرٹ	I سال کی مدت ملازمت کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبری P/64/Admn/RDA مورخہ کو 6-5-96 بھرتی کیا گیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب مراسلہ نمبری SO(A)H&PP/2-15/95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ آر۔ڈی۔اے چٹھی نمبری RDA/DAF/P/217/814 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔
14۔	1996ء	شازیہ امین پلاننگ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	۔ایضاً۔	بلا مشتہری / میرٹ	I سال کی مدت ملازمت کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبری P 300/ Admn/RDA مورخہ 9-7-96 بھرتی کی گئی بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب مراسلہ نمبری SO(A)H&PP/2-15-95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ آر۔ڈی۔اے چٹھی نمبری RDA/DAF/P/217/813 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت

سے برخاست کر دیا گیا۔

15۔ 1996ء بشیر حیدر گھمن اسسٹنٹ ڈائریکٹر انجینئرنگ ۔ایضاً۔ بلامشتہری / میرٹ 1 سال کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ اس کے بعد تعلیمی قابلیت بھرتی پر پابندی بلا مشتہری رولز میں نرمی کر کے مستقل بنیادوں پر بھرتی کر دیا گیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب مراسلہ نمبری SO(A)H&PP/2-15/95 مورخہ 12-11-96 کے تحت بذریعہ آر۔ڈی۔اے چٹھی نمبری RDA/DAF/P-/217/810 مورخہ 13-11-96 کو ملازمت سے برخاست کردیا گیا۔ اس حکم کے خلاف سائل نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن دائر کی۔ عدالت موصوف نے سائل کو انٹیرم ریلیف دے کر ملازمت پر بحال کر دیا اور سابقہ تنخواہ کی بھی ادائیگی کر دی گئی۔ عدالت عالیہ نے کیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی کو سماعت کے احکامات جاری کیے تاحال کیس عدالت

				میں زیر التواء ہے۔ نیز ان کو سابقہ پارٹی کے دور حکومت میں بھرتی کیا گیا۔	
16۔	1996ء	محمد انور باران انجینئرنگ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	ایضاً۔	ایضاً۔
17۔	1996ء	محمد افضل ندیم نان ٹیکنیکل	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	ایضاً۔	ایضاً۔ مزید عمر میں 16 سال کی رعایت دی گئی۔
18۔	1998ء	شازیہ امین ٹاؤن پلاننگ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر آر۔ڈی۔اے	بذریعہ اجلاس وی اتھارٹی میٹنگ مورخہ 5-3-98 کی منظوری کے بعد ایک سال کے لیے کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا۔ کنٹریکٹ مدت ملازمت مورخہ 26-3-99 کو ختم ہو رہی ہے۔	بلامشتہری / میرٹ 10

خلاصہ

راولپنڈی ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیے جانے والے ملازمین (قیام سے لے کر جنوری 1999ء)

کل تعداد	18
برخاست کیے گئے	09
کیسز عدالت میں	03
تاحال تعینات (بشمول عدالتی کیسز)	09

نکاسی آب کے لیے نالہ کی تعمیر

*2615۔ میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع گابی پور داخلی کھگہ مہر شاہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں نکاسی آب کی سہولت نہیں ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر نکاسی آب کے لیے نالہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) (موضع گابی پور داخلی) غازی پور موضع جلال کوٹ مہر شاہ کھگہ کی ایک ذیلی آبادی ہے۔ غازی پور کی ساری آبادی کے لیے پکی نالی و سولنگ کی سہولت پہلے سے موجود ہے۔ یہ کام محکمہ پبلک ہیلتھ نے نہیں کیا۔ یہ نالی و سولنگ صحیح حالت میں ہے اور گاؤں کے رہائشی اس سے پوری طرح مستفید ہو رہے ہیں۔ اس وقت گلیوں کا پانی گاؤں کے مشرقی جانب واقع ایک نہری کھالے میں جا رہا ہے۔ مذکورہ کھالے میں نہری پانی چونکہ مسلسل نہیں آتا اس لیے آبادی کا گندا پانی اس کھال میں متواتر کھڑا رہتا ہے جو ماحول کو آلودہ کرنے کا باعث بن رہا ہے۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ نے حال ہی میں جلال کوٹ مہر شاہ کھگہ کے لیے نکاسی آب کی ایک سکیم شروع کی ہے۔ اس سکیم کی انتظامی منظوری برائے 33.486 لاکھ روپے کمشنر لاہور نے بذریعہ چٹھی نمبر 15(17)DD/98/3672-76 مورخہ 09-10-1998 جاری کی ہے اور سکیم کی تکنیکی منظوری S.E پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل لاہور نے برائے 34.48 لاکھ بذریعہ چٹھی نمبر 3175/B مورخہ 3-12-98 جاری کی ہے۔

سکیم پر رواں مالی سال کے لیے 11.00 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس وقت سکیم پر کام جاری ہے۔ غازی پور بھی اس سکیم میں شامل ہے۔ سکیم ہذا کے مطابق کھال مذکورہ کو پکا بنانا مقصود نہ ہے۔ بلکہ کھال میں گرنے والے پانی کو 600 فٹ لمبی نالی کے ذریعے گاؤں سے باہر بڑے کھال میں ڈالا جائے گا۔ جس سے گاؤں کا ماحول آلودہ ہونے سے بچ جائے گا۔ اس کے علاوہ گاؤں کے شمالی جانب نئی آبادی کے لیے 940 فٹ نالی اور 3525 مکعب فٹ سولنگ بھی لگائی جائے گی۔ اس وقت جلال کوٹ اور ولی کوٹ میں نالی سولنگ کا کام جاری ہے۔ جلد ہی غازی پور میں بھی کام شروع کر دیا جائے گا۔

حلقہ پی۔پی 72 میں واٹر سپلائی کی سکیموں کو مکمل کرنے کے اقدامات

*2648۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 72 میں کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں منظور ہوئیں اور کتنی پایہ تکمیل تک پہنچیں۔
(ب) اب تک واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں نا مکمل ہیں۔ کیا حکومت ان سکیموں کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے' تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) 1993ء سے جون 1998ء تک فراہمی آب کی 10 سکیمیں منظور کی گئیں اور تمام سکیمیں مکمل کی گئیں۔ جس میں سے۔

1۔ منصوبہ فراہمی آب سکیم برائے چک نمبر 333 گ۔ب استعمال کنندہ کمیٹی کے حوالے کر دی گئی ہے۔
2۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 326 گ۔ب چل رہی ہے اور استعمال کنندہ کمیٹی کے حوالے کر دی گئی ہے۔
3۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 331 گ۔ب استعمال کنندہ کمیٹی کے حوالے کر دی گئی ہے۔
4۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 331 گ۔ب نور پور استعمال کنندہ کمیٹی کے حوالے کر دی گئی ہے۔
5۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 319 گ۔ب ابھی تک محکمہ ہذا کے زیر انتظام چل رہی ہے۔
6۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 331 گ۔ب سلیم پور محکمہ ہذا کے زیر انتظام چل رہی ہے۔
7۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 312 گ۔ب مکمل ہے۔ لیکن نہری پانی نہ ملنے کی وجہ سے نہیں چل رہی تاہم اس کی بحالی کا تخمینہ 23.00 لاکھ ابھی جانچ پڑتال کے مراحل میں ہے۔ جن میں ٹیوب ویل کا لگانا مشینری مہیا کرنا اور پائپ لائن کی مرمت شامل ہے۔
8۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 322 گ۔ب مکمل ہے۔ مرمت کھال اور صفائی کا تخمینہ 1.16 لاکھ ابھی جانچ پڑتال کے مراحل میں ہے۔
9۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 691/33 گ۔ب ابھی تک محکمہ ہذا کے زیر انتظام ہے۔ تاہم

تخمینہ برائے بحالی 6.00 لاکھ ابھی جانچ پڑتال کے مراحل میں ہے جس میں ایک الگ کھال کی تعمیر شامل ہے۔

10۔ منصوبہ فراہمی آب چک نمبر 700/42 گ۔ب مکمل ہونے کے بعد ابھی تک محکمہ ہذا کے زیر انتظام چل رہی ہے۔

(ب) 10 عدد سکیموں میں سے 7 عدد سکیمیں چل رہی ہیں۔ 3 عدد مکمل ہیں لیکن چل نہیں رہیں نہری پانی نہ ہونے کی وجہ سے فراہمی آب چک نمبر 312 گ۔ب تخمینہ بحالی 23.00 لاکھ ابھی جانچ پڑتال کے مراحل میں ہے۔ فنڈ مہیا ہونے پر چلا دی جائے گی۔ فراہمی آب چک نمبر 322 اور 691/33 گ۔ب کا تخمینہ برائے بحالی ابھی تک جانچ پڑتال کے مراحل میں ہے۔ فنڈ مہیا ہونے پر چلا دی جائے گی۔

وائس چیئرمین واسا کے دفاتر کے اخراجات

*2683۔سید ذیشان الہیٰ شاہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں واسا کے وائس چیئرمینوں کے پاس اس وقت کتنے دفاتر ہیں۔ ان دفاتر پر ماہانہ اخراجات کی تفصیل کیا ہے' نیز ان کی تزئین و آرائش پر اس وقت تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور تزئین و آرائش پر جتنا خرچہ ہوا اس کو کس مد سے ادا کیا گیا۔

(ب) وائس چیئرمین کے دفاتر میں لوگوں کی خاطر تواضع کے لیے کس قدر فنڈ ہوتے ہیں اور اب تک کتنے اخراجات اس مد سے کیے گئے ہیں۔

(ج) وائس چیئرمین واسا کے پاس کتنے ٹیلی فون اور فیکس ہیں نیز ان پر ماہانہ اخراجات کتنے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) صوبہ میں واسا کے وائس چیئرمینوں کے پاس صرف دو دفاتر ہیں۔ ایک واسا (LDA) لاہور اوردوسرا واسا (FDA) فیصل آباد' ان دفاتر پر ماہانہ اخراجات کی تفصیل اور ان کی تزئین و آرائش پر خرچ کی گئی' رقم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(I) وائس چیئرمین واسا لاہور کے دفتر کے فرنیچر کے خرید پر یکم اگست 1997ء تا فروری 1999ء کے دوران مبلغ -/56000 روپے خرچ ہوئے۔

(II) وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے دفتر میں مہیا کردہ ٹیلی فون کا اوسط ماہانہ بل دو ہزار روپے سے کم ہے۔ ان کے دفتر کے لیے علیحدہ سٹاف بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ بلکہ پہلے سے موجود افرادی قوت میں سے ایک پرائیویٹ سیکرٹری ایک جونیئر کلرک اور دو نائب قاصد' وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے دفتر میں ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ وائس چیئرمین واسا کے لیے پہلے سے موجود کوئی دفتر نہ تھا۔ اس لیے بذریعہ alteration ان کے واسا میں آنے سے پہلے نیا دفتر قائم کیا گیا۔ جس پر 2,04,281 روپے خرچ آئے ہیں۔ یہ خرچہ دفاتر ہی کی مرمت و دیکھ بھال کی مد میں کیا گیا۔

(ب) کوئی فنڈ موجود نہ ہے۔

(ج) (I) واسا لاہور کے وائس چیئرمین کے زیر استعمال دو ٹیلی فون ہیں۔ جن کے نمبر اور اخراجات درج ذیل ہیں۔

1۔ فون نمبر 5751730' اخراجات -/53,129 روپے

2۔ فون نمبر 5715308' اخراجات -/14,600 روپے

یہ اخراجات یکم اگست 1997ء تا 28 فروری 1999ء تک کے ہیں۔ دفتر میں کوئی فیکس نہیں۔

(II) واسا فیصل آباد کے وائس چیئرمین کے پاس ایک ٹیلی فون ہے۔ فیکس مشین نہ ہے۔ ٹیلی فون پر ماہانہ خرچہ تقریباً دو ہزار سے کم ہے۔

وائس چیئرمینوں کے زیر تصرف گاڑیوں کی تفصیل

*2684۔ سید ذیشان الٰہی شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں واسا کے کتنے وائس چیئرمین مقرر ہوئے ہیں۔

(ب) وائس چیئرمینوں نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے واسا کے فنڈ سے اب تک کتنی گاڑیاں خرید کی ہیں اور کیا ان گاڑیوں کی خرید کا اختیار ان وائس چیئرمینوں کے پاس تھا۔

(ج) کتنے وائس چیئرمین ایسے ہیں جنہوں نے اپنے استعمال کے لیے گاڑیاں خرید کی ہیں اور وہ کتنی گاڑیاں اپنے پاس ایک وقت میں زیر استعمال کر سکتے ہیں' نیز ان گاڑیوں پر ماہانہ پٹرول کا کتنا روپیہ خرچ ہوا اور گاڑیوں کی مرمت پر اب تک کتنا روپیہ خرچ ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) صوبہ میں واسا کے دو چیئرمین مقرر ہوتے ہیں۔

(ب) وائس چیئرمینوں نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے واسا کے فنڈ سے اپنی تعیناتی کے دوران کوئی گاڑی خرید نہ کی ہے۔ واسا (FDA) فیصل آباد نے ایک 1300 سی۔سی ٹویوٹا کرولا ایکس ای کار اور ایک سوزوکی خیبر کار سرکاری استعمال کے لیے خریدیں ہیں۔ یہ گاڑیاں واسافیصل آباد کی 18 عدد پرانی گاڑیوں کو نیلام کر کے ان کے متبادل کے طور پر خرید کی گئی تھیں۔ مزید برآں وائس چیئرمین کو ان کے ماتحت آفیسر مینجنگ ڈائرکٹر واسا جو گریڈ 20 کے آفیسر ہیں' کو مہیا کردہ سہولیات کے برابر گاڑی کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ اور ایم۔ڈی واسا فیصل آباد اپنے اختیارات کی رو سے نئی گاڑی کی خرید اور پرانی گاڑی کی فروخت کے مکمل اختیارات رکھتے ہیں۔ وائس چیئرمین واسا فیصل آباد جو پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ واسا نے انہیں ان کی تقرری بطور وائس چیئرمین کے پیش نظر گاڑی کی وہی سہولت مہیا کی ہے'جو پنجاب اسمبلی کے پارلیمانی سیکرٹری اور چیئرمین کمیٹی کو حاصل ہے۔

(ج) (I) واسا لاہور کو پہلے سے خریدکردہ گاڑی ٹویوٹا کرولا LOZ-5795 وائس چیئرمین کے زیر استعمال ہے۔ جس کی مرمت اور پیٹرول پر عرصہ یکم اگست 1997ء سے 28 فروری 1999ء تک مبلغ 1,29,710 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(II) وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ہے۔ جس پر پٹرول حسب ضرورت استعمال کر سکتے ہیں۔ جو مختلف پراجیکٹ کی چیکنگ پر منحصر ہے۔ جس کی مرمت پر مبلغ -/18,790 روپے اخراجات آ چکے ہیں۔

ویسٹ وڈ ہاؤسنگ کالونی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کی سکیم کی منظوری کے وقت رقبے کی تفصیل

*2686۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ویسٹ وڈ ہاؤسنگ کالونی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کا سکیم کی منظوری کے وقت کل کتنا رقبہ تھا۔ ہر سائز اور رقبے کے کل کتنے کمرشل اور رہائشی پلاٹ تھے اور کل کتنے پبلک یوٹیلٹی پلاٹس

تھے' ہر پلاٹ کا نام و رقبہ بتایا جائے۔

(ب) کیا یہ سوسائٹی مکمل طور پر develop ہو چکی ہے اور کیا یہ ایل-ڈی-اے سے طے شدہ معاہدہ کے مطابق develop ہوئی۔ اگر جواب نہ میں ہے تو خلاف ورزی کی وجہ بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ویسٹ وڈ کالونی ہاؤسنگ کالونی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سکیم کی منظوری کے وقت کل رقبہ 663 کینال تھا۔ کمرشل' رہائشی پلاٹس اور پبلک یوٹیلٹی پلاٹس کی تفصیل بحساب سائز رقبہ تعداد حسب ذیل ہے۔

رہائشی پلاٹس	تعداد	سائز
2 کنال کیٹیگری	100	(75' X120')
ایک کنال کیٹیگری	208	(50, X 90')
کمرشل بلڈنگ پلاٹس	1	14 کنال 3 مرلہ 200 مربع فٹ
پلاٹس برائے دوکانات	6	(30' X 35') 4.7 مرلہ فی پلاٹ

پبلک یوٹیلٹی پلاٹس

	تعداد	رقبہ کینال	مرلہ	مربع فٹ
پارک وغیرہ	2	34	01	112
مسجد	1	2	05	000
سکول	1	9	08	165
ڈسپنسری	1	1	18	200
قبرستان	1	13	07	065
کل تعداد	6			

(ب) ویسٹ وڈ کالونی بطابق ریکارڈ ابھی تک مکمل طور پر ڈویلپ نہ ہوئی ہے۔ اور نہ ہی ایل ڈی اے سے طے شدہ معاہدہ کے مطابق ڈویپ کی گئی ہے۔ سپانسر سکیم نے اپنے مفاد کی خاطر منظور شدہ نقشہ سکیم میں حسب ذیل خلاف ورزیاں کی ہیں۔

1۔ سکیم کی ڈویلپمنٹ منظور شدہ نقشہ کے مطابق نہ کی گئی ہے۔

2۔ ڈسپنسری کے لیے وقف پلاٹ پر گھر تعمیر ہو چکا ہے۔
3۔ قبرستان کے لیے مخصوص پلاٹ کی نشان دہی نہ کی گئی ہے۔
4۔ کمرشل زون کے اندر 80 فٹ چوڑی سڑک کے اندر مکان بن چکا ہے۔
5۔ پلاٹ نمبر 3,2,1 جو کہ رہائشی پلاٹس ہیں' ان پر اسفالٹ پلانٹ لگایا گیا ہے۔
6۔ سکیم کے پلاٹس نمبر تبدیل کر دیے گئے ہیں۔
7۔ ہائی ٹینشن بجلی لائن کے نیچے 80 فٹ چوڑی سڑک کو کم کر کے 30 فٹ کر دیا گیا ہے۔
8۔ سکول کے لیے مخصوص پلاٹ پر گھر تعمیر کیا گیا ہے۔
9۔ گروی شدہ پلاٹس فروخت کیے گئے ہیں۔
10۔ سکیم کا کچھ رقبہ بغیر منظوری ایل۔ڈی۔اے شامل کیا گیا ہے۔

سکیم مالکان کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ سکیم مالکان نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔

رہائشی پراپرٹی کو کمرشل کرنے کی مد میں حاصل شدہ رقوم کی تفصیل

*2989۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (LDA) اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی FD(A) نے گزشتہ 5 سال میں رہائشی پراپرٹی کو کمرشل کرنے کی مد میں کتنی رقوم حاصل کیں اور یہ ان کے عملے کی سالانہ تنخواہ کا کتنا فی صد تھیں۔

(ب) اسی طرح گزشتہ 5 سال میں ان دونوں اداروں نے رہائشی پراپرٹی کے ناجائز کمرشل استعمال پر جرمانہ کی مد میں کتنی رقوم حاصل کیں اور یہ ان اداروں میں عملہ کی سالانہ تنخواہ کا کتنے فی صد تھیں۔

(ج) کیا دونوں F-D-A/L-D-A ادارے حکومت کی کمرشلائیزیشن پالیسی بتاریخ 27-3-93 میں اپنی اتھارٹی میٹنگ کے ذریعہ جزوی تبدیلی از خود لا سکتے ہیں یا اس پر عمل در آمد کو معطل کر سکتے ہیں' جب تک پورے صوبے کے لیے حکومت از خود اس کو معطل نہ کر دے یا اس میں کوئی تبدیلی نہ لے آئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)؛

(الف) (I) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ایل۔ڈی۔اے) نے گزشتہ 5 سال میں رہائشی پراپرٹی کو کمرشل کرنے کی مد میں مبلغ -/29,63,50,000 روپے حاصل کیے۔ جو عملے کی تنخواہ کا 26.67 فیصد ہے۔

(II) فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ایف۔ڈی۔اے)

نمبر شمار	تفصیل	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء	1997-98ء
1۔	حاصل کردہ آمدن ناجائز کمرشل پراپرٹی	—	—	1.434	0.178	.456
2۔	عملہ کی تنخواہ کا تناسب فی صد	—	—	129.42%	14.78%	4.41%

(ب) (I) گزشتہ تقریباً 5 سال میں ایل۔ڈی۔اے نے رہائشی پراپرٹی کے ناجائز استعمال پر جرمانے کی مد میں مبلغ -/2,62,37,597 روپے حاصل کیے۔ جو عملے کی تنخواہ کا 2.36 فی صد ہے۔

(II) فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی (FDA)

نمبر شمار	تفصیل	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء	1997-98ء
1۔	جرمانہ غیر قانونی تعمیر	1.468	2.019	2.135	3.090	3.942%
2۔	عملہ کی تنخواہ کا تناسب	128.65%	151.00%	142.52%	192.76%	5.00%

(ج) حکومت پنجاب کی پالیسی برائے کمرشلائزیشن مورخہ 27-3-93 کے تحت ترقیاتی ادارہ اتھارٹی میٹنگ کے ذریعے نہ تو معطل کر سکتا ہے اور نہ جزوی تبدیلی لا سکتا ہے۔ البتہ لوکل مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اتھارٹی حکومت کو تبدیلی کے لیے لکھ سکتی ہے۔ دونوں ترقیاتی اداروں نے مذکورہ پالیسی میں نہ تو کوئی جزوی تبدیلی کی ہے اور نہ ہی اس پر عمل درآمد معطل کرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہے۔

فیصل ٹاؤن کی اراضی کو واگزار کرنے کے اقدامات

*2990۔ **جناب محمد افضل خان:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ (FDA) نے گزشتہ دو سال میں کن سکیموں کو مکمل کیا اور ان پر کتنی لاگت آئی۔

(ب) FDA کے عملے کو گزشتہ دو سال میں تنخواہ اور الاؤنس کی مد میں کتنی ادائیگی کی گئی۔

(ج) ادارہ FDA نے اپنی پراپرٹی بیچ کر کتنی رقم حاصل کی اور 15 مارچ 1999ء کو اس کا بینک

بیلنس کیا ہے۔

(د) ملت ٹاؤن اور فیصل ٹاؤن کس سال شروع کیے گئے اور ان میں کتنے فیصد پلاٹوں پر گھر بن چکے ہیں۔ ان سکیموں کے ناکام ہو جانے کی وجوہات کیا ہیں' نیز ایف۔ڈی۔اے نے گزشتہ دو سال میں فیصل ٹاؤن کی اراضی پر قبضہ ختم کروانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) ایف۔ڈی۔اے نے گزشتہ دو سال میں مندرجہ ذیل سکیمیں مکمل کیں۔ جن کی لاگت ہر ایک کے سامنے درج کی گئی ہے۔

1۔ بالائی پل (ریلوے) ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد لاگت 58.18 ملین روپے

2۔ قائد اعظم بلاک (ہاؤسنگ سکیم) علامہ اقبال کالونی فیصل آباد لاگت 3.50 ملین روپے

3۔ تفریحی پارک جھنگ لاگت 11.70 ملین روپے

(ب) ایف۔ڈی۔اے کے عملہ کو گزشتہ دو سال (1996-97) اور (1997-98) میں ادا کی گئی۔ تنخواہ و الاؤنسز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل	1996-97ء	1997-98ء
1۔	تنخواہ	34 261	30.929 (ملین روپے)
2۔	الاؤنسز	3 934	3.429 (ملین روپے)

(ج) ادارہ (ایف۔ڈی۔اے) اپنی پراپرٹی بیچ کر مبلغ 58.228 ملین روپے حاصل کیے اور 15 مارچ 1999ء کو نجی وسائل کی مد میں مبلغ -/5 388 ملین روپے موجود تھے۔

(د) ملت ٹاؤن۔ اس سکیم کا بنیادی نقشہ مورخہ 28 مارچ 1981ء کو منظور ہوا اور اس کی الاٹمنٹ 1983ء کے اوائل میں شروع کی گئی اور ترقیاتی کام مکمل ہے۔ اس میں تقریباً 9% پلاٹوں پر گھر تعمیر ہو چکے ہیں اور اس سکیم کے کامیاب ہونے کی درج ذیل دلائل بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

I۔ اس کالونی میں ہر کیٹگری کی پلاٹوں کی پوری الاٹمنٹ کی جا چکی ہے اور نیلامی والے پلاٹ سب کے سب نیلام کیے جا چکے ہیں۔ آبادی اس قدر ہو چکی ہے کہ چار عدد پرائیویٹ سکول کھل چکے ہیں۔ جو بچوں کی مناسب تعداد سے کامیاب سکول ہیں۔

II۔ ایک عدد پرائیویٹ ہسپتال بھی کھلنے کی ضرورت آبادی کی خاصی تعداد موجود ہونے کی غمازی کرتی ہے۔

III۔ لوگوں کی دکانوں کی نیلامی میں دلچسپی بھی آبادی کی موجودگی کا بین ثبوت ہے۔ اب تک سب دکانیں نیلام کی جا چکی ہیں۔ جن کی بولی 32/31 ہزار روپے تک فی دکان کے حساب سے نیلام ہوئی ہیں۔ 10x20 سائز کی 261 دکانوں میں سے 250 دکانیں نیلام ہو چکی ہیں۔

(IV) دکانوں میں ہر قسم کی ضروریات اس کالونی میں دستیاب ہیں۔ جو کہ سکیم کے کامیاب ہونے / آباد ہونے کی واضح دلیل ہے۔

فیصل ٹاؤن،

اس سکیم کا بنیادی نقشہ مورخہ 13 ستمبر 1988ء کا منظور ہوا ہے۔ اور یہ سکیم مختلف عدالتوں کی طرف سے جاری کردہ حکم امتناعی کا شکار ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اسی بناء پر اس سکیم میں ترقیاتی کام نہیں ہو سکا اور جب ترقیاتی کام نہیں ہو پایا تو الاٹمنٹ / نیلامی نہیں کی جا سکی۔ فیصل ٹاؤن میں تقریباً 50% اراضی ایف۔ڈی۔اے کے پاس ہے، جب کہ باقی عدالت کے stay order کی وجہ سے ابھی قبضہ میں نہیں آ سکی۔ ناجائز قابضین سے ضلعی انتظامیہ کی مدد سے مورخہ 13۔ اپریل 1999ء کو ایک آپریشن کے ذریعے قبضہ حاصل کر لیا گیا ہے۔ باقی اراضی کے حصول کے لیے عدالتوں میں ایف۔ڈی۔اے پیروی کر رہا ہے۔ اس سکیم کی نیلامی مکمل قبضہ لینے اور تعمیری کام مکمل کرنے کے بعد کی جائے گی۔

چورس ٹینکی گرین ٹاؤن لاہور کی چار دیواری اور فٹ پاتھ کی مرمت کے اقدامات

*3145۔چودھری نذیر احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چورس ٹینکی گرین ٹاؤن لاہور کی چار دیواری اور فٹ پاتھ ٹوٹ چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹینکی کی چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حدود میں

لوگ بھینس باندھے رکھتے ہیں اور ٹیوب ویلوں کے کمرے بطور رہائش استعمال کر رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹینکی میں بھینسوں کی وجہ سے گھاس خراب ہو رہی ہے اور پودے تباہ ہو رہے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ٹینکی کی چار دیواری تعمیر کرنے اور اس کے گراؤنڈ درست کر کے لوگوں کے لیے سیرگاہ بنانے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جزو (ب) کی روشنی میں جواب درکار نہ ہے۔

(د) واسا مذکورہ جگہ کی چار دیواری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جس کے لیے تخمینہ لگایا جا چکا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر چار دیواری تعمیر کر دی جائے گی۔ تاہم مذکورہ جگہ کو سیرگاہ نہیں بنایا جا سکتا۔

حلقہ پی۔پی 38 میں فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل

*3183۔**ملک ممتاز احمد بھچر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے حالیہ دورہ میانوالی 1998ء کے دوران حلقہ پی۔پی 38 کے شہریوں کو پینے کے پانی کی دستیابی کے لیے جن فنڈز کا اعلان کیا تھا۔ کیا یہ فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ اگر ہیں تو کتنے فنڈز دیے گئے ہیں۔

(ب) حلقہ پی۔پی 38 میں یہ فنڈز کہاں خرچ ہوئے اور کیا یہ فنڈز خرچ ہونے کے بعد مطلوبہ علاقوں میں پینے کے پانی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے شروع سال 1998ء ضلع میانوالی کے علاقہ موسیٰ خیل داخلی کے لیے 50 لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ پینے کے پانی کی حالت ٹھیک کرنے کے لیے

دی تھی۔ تاکہ لوگوں کو جلدی فائدہ پہنچ سکے۔ یہ گرانٹ مل گئی تھی۔

(ب) سال 1998ء میں ہی گرانٹ مل گئی تھی۔ اس خصوصی گرانٹ سے مندرجہ ذیل چھ عدد سکیمیں مکمل کی گئیں۔

نمبر شمار	نام	تخمینہ لاگت	لاگت یا خرچ	مرحلہ تکمیل	
1۔	رورل واٹر سپلائی سکیم موسیٰ خیل نزد ڈیرہ احمد نواز خان (تنصیب ٹیوب ویل و پمپنگ مشینری	8,98 لاکھ روپے	9.90 لاکھ روپے	100 فیصد	موسیٰ خیل کے مشرقی حصہ میں پانی کا پریشر کم تھا۔ جو کہ اب بہتر ہو گیا ہے۔
2۔	رورل واٹر سپلائی سکیم قریشیانوال موسیٰ خیل (تنصیب ٹیوب ویل)	4.14 لاکھ روپے	4.20 لاکھ روپے	100 فیصد	پہلا ٹیوب ویل ریت آنے کی وجہ سے فیل ہو گیا تھا۔ اس لیے نیا ٹیوب ویل لگایا گیا اور قریشیانوالہ کو پانی مہیا کیا گیا۔
3۔	رورل واٹر سپلائی سکیم مال منڈی (تنصیب ٹیوب ویل)	4.32 لاکھ روپے	4.64 لاکھ روپے	100 فیصد	پہلا ٹیوب ویل ریت کی وجہ سے فیل ہو گیا تھا' نیا ٹیوب نیا ٹیوب لگایا جانا ضروری تھا۔ مار منڈی کو پانی دیا گیا۔
4۔	رورل واٹر سپلائی سکیم موضع بازار موسیٰ خیل' (تنصیب پائپ لائن از چشمہ تا پرانی لائین	6.32 لاکھ روپے	15.78 لاکھ روپے	100 فیصد	پہلی سکیم کا پانی کم تھا۔ نئی سکیم چشمہ سے بنائی گئی ہے۔ اب پانی کی سپلائی بہت بہتر ہے۔
5۔	رورل واٹر سپلائی سکیم موسیٰ خیل (تعمیر زیر زمین سٹوریج ٹینک و تنصیب مشینری)	11.93 لاکھ روپے	11.68 لاکھ روپے	100 فیصد	موسیٰ خیل کے مغربی حصہ میں کوئی سٹوریج نہ تھا۔ لوگوں کی ڈیمانڈ پر سٹوریج ٹینک بنایا گیا۔ جس سے پانی کی سپلائی بہتر ہو گئی ہے۔
6۔	رورل واٹر سپلائی سکیم موسیٰ خیل (تنصیب مشینری برائے پرانا ٹیوب ویل	4.08 لاکھ روپے	4.23 لاکھ روپے	100 فیصد	نئی مشینری لگانے سے پانی کی سپلائی وسطی حصہ میں بہت بہتر ہو گئی۔
		49.97 لاکھ روپے	50.43 لاکھ روپے		

مندرجہ بالا سکیمیں سو فیصد مکمل ہو چکی ہیں۔ موسیٰ خیل اور ارد گرد کے علاقہ کے لوگ ان سکیموں سے عرصہ ایک سال سے مستفید ہو رہے ہیں اور پینے کے پانی کی فراہمی بہت بہتر

ہو چکی ہے۔

چورس ٹینکی گرین ٹاؤن لاہور میں نصب شدہ ٹیوب ویلوں کی تعداد

*3190۔میاں امتیاز علی لالیکا۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) چورس ٹینکی گرین ٹاؤن لاہور میں پینے کے پانی کے کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں۔
(ب) اس وقت چورس ٹینکی میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور کتنے خراب یا بند پڑے ہیں۔
(ج) سال 1997ء سے آج تک ان ٹیوب ویلوں کی مرمت / دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے' تمام ٹیوب ویلوں کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):
(الف) چورس ٹینکی گرین ٹاؤن میں چار ٹیوب ویل نصب ہیں۔ جبکہ گرین ٹاؤن میں 11 ٹیوب ویل ہیں۔
(ب) چورس ٹینکی میں صرف ایک ٹیوب ویل چالو حالت میں ہے۔ جبکہ تین ٹیوب ویل اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔
(ج) 1997ء سے اب تک جو ٹیوب ویل چالو حالت میں ہے اس پر -/33,600 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

حوالدار لیاقت علی مرحوم کے لواحقین کو پلاٹ الاٹ نہ کرنے کی وجوہات

*3225۔راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے ایک لیٹر NO.US(A)CMS-OT-4/94-52817-53427 مورخہ 8-1-1995 کے تحت حوالدار لیاقت علی کی فیملی کے لیے ایک کنال پلاٹ رہائشی کی منظوری کا اعلان کیا تھا۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حوالدار ہارس اینڈ کیٹیل شو کے دوران پیرا شوٹ کے جمپ کے دوران پیرا شوٹ نہ کھلنے کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کے سامنے ہلاک ہو گیا تھا۔
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے متاثرہ خاندان کو رہائشی پلاٹ دینے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) حوالدار لیاقت علی کو بیوہ کو ابتدائی طور پر ایک کنال کا پلاٹ الاٹ کیا جانا تھا۔لیکن ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز (ریگولیشن) ایکٹ 1998ء کے تحت اب اس پر عمل در آمد نہ کیا جا سکتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں نا مکمل واٹر سپلائی سکیمز کو چالو کرنے کے اقدامات

*3351-**جناب شاہد محمود بٹ**، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنی واٹر سپلائی سکیمیز ایسی ہیں جو چالو نہ ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ان نا مکمل واٹر سپلائی سکیمیز کو چالو کرنے میں کتنی رقم در کار ہے۔ اور یہ کن وجوہات کی بناء پر نا مکمل یا خراب ہیں۔

(ج) کیا حکومت، ان اسکیموں کو دوبارہ چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیز ہیں۔ چالو کتنی ہیں۔ ان کو چلانے والی کمیٹیوں کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں اور کیا ان کو پانی حفظان صحت کے مطابق سپلائی ہو رہا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ضلع سیالکوٹ میں دو واٹر سپلائی سکیمیں "مراکیوال"، "مالو کے" چالو نہ ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر 1۔ واٹر سپلائی سکیم مراکیوال:۔ سکیم کی ٹیسٹنگ کی جا رہی ہے اور 15 ستمبر تک باقاعدہ پانی کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔

نمبر2۔ واٹر سپلائی سکیم مالو کے:۔ متعلقہ ٹھیکیدار ٹینکی کا کام ادھورا چھوڑ چکا ہے اور محکمہ کے خلاف عداتی کارروائی کر رہا ہے۔ جبکہ سکیم کی ٹیسٹنگ کی جا رہی ہے اور پانی کی فراہمی

ڈائریکٹ ہمپنگ سے ستمبر کے آخر تک جاری ہونے کی توقع ہے۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم مالو کے کی ٹینکی نامکمل ہے۔ کیونکہ ٹھیکیدار نے کام ادھورا چھوڑا ہوا ہے اور عدالت سے رجوع کیا ہوا ہے۔ ٹینکی مکمل کرنے کے لیے 3.50 لاکھ رقم درکار ہے۔ بہرحال پانی ڈائریکٹ ہمپنگ سے مہیا کرنے کا ستمبر کے آخر تک پروگرام ہے۔

(ج) ان شاء اللہ پانی کی سپلائی ماہ ستمبر سے ان دوسکیموں سے شروع کر دی جائے گی۔ ٹینکی کی تکمیل فنڈ مہیا ہونے پر کی جائے گی۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں کل 33 سکیمیں ہیں۔ جن میں سے 19 سکیمیں کمیٹیوں کو چلانے کے لیے دی ہیں اور 12 سکیمیں محکمہ چلا رہا ہے اور مندرجہ بالا 2 سکیمیں ستمبر میں چالو کر دی جائیں گی۔ جو سکیمیں کمیٹیوں کو دی گئی ہیں' ان کمیٹیوں کے نام اور پتہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

موضع پنڈی بہاؤالدین میں ہاؤسنگ سکیم کو مکمل نہ کرنے کی وجوہات

*3485۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے موضع پنڈی بہاؤالدین میں ہاؤسنگ سکیم منظور ہونے تقریباً 10 سال گزر چکے ہیں لیکن کام ابھی تک نامکمل پڑا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 30 اپریل 1995ء کے سوال نمبر 1524 کے جواب میں حکومت نے کہا تھا کہ کام سال 96-1995ء میں مکمل ہو گا اور تکمیل شدہ پلاٹ مروجہ پالیسی کے مطابق نیلام کیے جائیں گے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اس کام کو نامکمل چھوڑنے کی وجوہات کیا ہیں اور آیا حکومت اس کام کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ایریا ڈویلپمنٹ اسکیم منڈی بہاؤالدین میں واٹر سپلائی' سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کا کام ہو چکا ہے۔ سیوریج کے ایک گروپ کا کام پہلے ٹھیکیدار کے Risk & Cost پر کرایا جا رہا ہے۔

98% کام مکمل ہے۔ بقیہ کام اس مالی سال میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔
(ب) یہ درست ہے۔
(ج) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

میانہ گوندل اور پنڈ مکو میں واٹر سپلائی کی سکیم پر اخراجات کی تفصیل

*3486۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
تحصیل ملکوال کے مواضعات میانہ گوندل اور پنڈ مکو میں کتنی رقم سے کس سال واٹر سپلائی سکیم شروع کی گئی تھی۔ اب تک ان منصوبوں پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس وقت ان سکیموں کی حالت کیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) واٹر سپلائی سکیم میانہ گوندل کا تخمینہ لاگت 31.413 لاکھ (مبلغ اکتیس لاکھ اکتالیس ہزار تین صد صرف بذریعہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ چٹھی نمبر S.O X(RD)5-17/18 مورخہ 24-4-85 کو منظور ہوا۔ جس کی فنی منظوری 30.484 لاکھ روپے ہوئی ہے۔ اس سکیم پر اپریل 1985ء کو کام شروع ہوا اور جون 1990ء میں مبلغ 31.58 لاکھ روپے سے مکمل کی گئی ہے اور تقریباً پانچ سال چلانے کے بعد چالو حالت میں مقامی کمیٹی کو دسمبر 1998ء کو دے دی۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم پنڈ مکو کا تخمینہ لاگت مبلغ 14.295 لاکھ روپے صرف بذریعہ سیکرٹری ایچ۔ پی۔اینڈ ای۔ڈی نمبر SO(PH)-III-II/86 مورخہ 22-2-87 کو منظور ہوا جس کی فنی منظوری مبلغ 13.211 لاکھ روپے کی دی گئی یہ سکیم فروری 1988ء میں شروع ہوئی اور جون 1989ء میں مبلغ 13.21 لاکھ روپے سے مکمل ہوئی۔ واٹر سپلائی سکیم پنڈ مکو کی بجلی کا کنکشن واپڈا نے نہ دیا حالانکہ مطلوبہ رقم اس ادارہ کو جمع کرا دی تھی۔ اب دوبارہ مبلغ -/140720 لاکھ روپے مورخہ 28-6-99 کو واپڈا کو ادا کر دیے گئے۔اس سلسلے میں واپڈا اتھارٹی سے کئی مرتبہ بات ہوئی ہے کنکشن کے سلسلے میں واپڈا اتھارٹی نے یقین دلایا ہے۔ بجلی کا کنکشن دو ماہ میں دے دیا جائے گا۔ تو واٹر سپلائی سکیم پنڈ مکو چالو ہو جائے گی۔

ضلع سرگودھا میں واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی

*3494۔ **چودھری عامر سلطان چیمہ**: کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی-پی- 28 میں واٹر سپلائی کی سکیموں کی بحالی کے لیے جون 1999ء میں کوئی فنڈ دیئے گئے تھے۔

(ب) جن جن سکیموں کو جتنے جتنے فنڈ دیے گئے تھے کیا یہ فنڈ خرچ ہو چکے ہیں اور یہ فنڈ انہیں سکیموں پر خرچ ہوئے ہیں اور اگر یہ فنڈ خرچ نہیں ہوئے تو ان کو کیوں خرچ نہ کیا گیا۔

(ج) کیا حکومت ان سکیموں کی بحالی کے لیے دوبارہ فنڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا کی مرمت طلب مکمل شدہ پرانی واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی کے لیے مئی 1999ء میں 40 لاکھ روپے اضافی فنڈ O/M گرانٹ سے مختص کیے گئے تھے۔

(ب) یہ فنڈ مخصوص سکیموں کے لیے نہیں دیے گئے۔ بلکہ ضلع سرگودھا کی ان سکیموں پر خرچ کرنا مقصود تھے جو مرمت طلب تھیں تاکہ سپیشل مرمت کر کے لوگوں کے حوالے کی جا سکیں۔ جو آئندہ کے لیے اپنے خرچ سے ان سکیموں کو چلائیں / استعمال کریں۔
یہ فنڈ 30 جون 1999ء تک خرچ نہ کیے جا سکے کیونکہ وقت کی قلت تھی جو کہ تخمینہ لاگت تیار کرنے اور منظوری حاصل کرنے اور ٹینڈر طلب کرنے کے لیے درکار تھا نیز مقامی لوگوں کی کمیٹیوں کو تیار نہ کیا جا سکا۔ جنہیں سکیمیں مرمت کے بعد چلانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔

(ج) گورنمنٹ نے مالی سال 2000-1999ء کے بجٹ میں 200 ملین روپے سکیموں کی بحالی کے لیے مختص کیے جو کہ پورے صوبہ پنجاب کی ان سکیموں پر خرچ کیے جائیں گے جو مرمت طلب ہیں۔ اور بعد از مرمت مقامی لوگوں کی کمیٹیاں ان مرمت شدہ سکیموں کو اپنی سپرد داری میں لے کر خود چلانے کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

موضع عمر سکھا لادھو کا میں خورد برد کرنے والوں کے خلاف کارروائی

417۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع عمر سکھا لادھو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے لیے سولنگ اور نالیاں منظور ہوئی تھیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ سکیم کس سال کتنی لاگت سے کتنے علاقے کے بارے میں منظور ہوئی تھی اور اس کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا تھا

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے کچھ حصہ میں کام کرنے کے بعد بقیہ حصہ بغیر کام کیے چھوڑ دیا گیا جبکہ تمام بل کی ادائیگی کر دی گئی ہے اور کسی متعلقہ افسر نے موقع پر معائنہ نہیں کیا۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور بقیہ کام کی تکمیل کے لیے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) سکیم کا نام موضع عمر سکھا لادھو کا کی بجائے سکھا لادھو کا ہے۔ یہ سکیم 1995ء میں جناب کمشنر صاحب لاہور ڈویژن لاہور کی چٹھی نمبری 15(7)DD/2650-60 مورخہ 6-8-95 کے مطابق 14.77 لاکھ روپے کی منظور ہوئی تھی۔ جس کی فنی منظوری سپرنٹنڈنگ انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل لاہور نے بذریعہ چٹھی نمبری 1385/B مورخہ 16-5-96 مبلغ 16.16 لاکھ روپے کی دی۔ یہ سکیم ستمبر 1995ء کو شروع ہوئی اور جون 1997ء کو مکمل ہوئی۔ اس سکیم کو مندرجہ ذیل فنڈ ملے،

سال	1995-96ء	10.69 لاکھ
	1996-97ء	6.26 لاکھ
	میزان	16.95 لاکھ

اس سکیم پر جون 1997ء تک مبلغ 16.24 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ یہ سکیم صرف خاص دیہہ سکھا لادھو کا کے لیے منظوری ہوئی تھی۔ اور اس میں کوئی اضافی آبادی یا مشمولہ جات شامل

نہ تھے۔ اس سکیم کا ٹھیکہ حاجی شوکت علی گورنمنٹ کنٹریکٹر کو دیا گیا اور اسی نے اسکیم کا کام مکمل کیا تھا۔

(ب) موقع پر سارے گاؤں کی گلیاں نالیاں مکمل ہیں سوائے 3 گلیوں کے جن کی پیمائش بالترتیب 150 فٹ' 225 فٹ اور 225 فٹ ہے۔ ان میں پہلی دو گلیاں سکیم مذکورہ میں شامل تھیں۔ لیکن مقامی تنازعہ کی وجہ سے ان میں کام نہ ہو سکا اور نہ ہی ان دونوں گلیوں کے کام کی کوئی ادائیگی کی گئی تھی۔ صرف موقع پر تکمیل شدہ کام کی ادائیگی کی گئی تھی۔ جبکہ تیسری گلی نئی آباد ہوئی ہے' محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے گاؤں سکھا لادھوکا میں جو کام کیا ہے' وہ موقع کی ضرورت کے مطابق ہے اور اس کام کی ادائیگی متعلقہ افسران نے قواعد و ضوابط اور معائنہ کرنے کے بعد کی ہے۔

(ج) مذکورہ گاؤں میں تین گلیوں کا کام بتایا ہے۔ ان میں دو گلیوں کا کام جو کہ منظور شدہ تخمینہ میں شامل تھیں۔ حکومتی فنڈز مہیا ہونے کے باوجود مقامی تنازعہ کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔ لہذا جون 1997ء میں اس سکیم کے اکاؤنٹ کانٹل کر دیے گئے۔ اس نئے محکمے کا کوئی افسر یا اہل کار اس کا ذمہ دار نہ ہے۔ لہذا ان کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ تیسری گلی نئی آباد ہوئی ہے۔ جس کا نام سکیم کے تخمینہ میں شامل نہ تھا۔

علامہ اقبال ٹاؤن نشتر بلاک سے ملحقہ معصوم شاہ کے قبرستان کی زمین کو ناجائز قابضین سے وا گزار کرانا

431۔**جناب سعید اکبر خان** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن نشتر بلاک سے ملحقہ معصوم شاہ قبرستان کی سرکاری زمین (LDA) پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ LDA نے اس سے قبل دو لاکھ روپے ناجائز قابضین کی کسی اور جگہ بحالی کے لیے ادا کیے تھے۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ زمین کو خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ ایک قطعہ اراضی تقریباً ایک کنال پر دربار حضرت معصوم شاہ کے متولیوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے کہ قبرستان سے ملحقہ زمین خالی کروانے کے لیے مسمی ساون ولد عبدالحق اور مسمی نیاز محمد ولد غلام رسول کو مبلغ -/97275 اور -/15871 روپے ادا کیے تھے اور ان سے قبضہ حاصل کر کے زمین خالی کروا لی گئی تھی۔

(ج) جس رقبے کا قبضہ معاوضہ ادا کر کے خالی کروا کر حاصل کیا گیا تھا۔ تاحال وہ خالی ہے۔ تاہم ایک قطعہ اراضی رقبہ تقریباً ایک کنال پر حضرت معصوم شاہ کے متولیوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ کیونکہ جب ملبہ کا ایوارڈ سنایا گیا تھا' تو ان قابضین نے معاوضہ وصول کرنے سے انکار کرتے ہوئے' مقدمہ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے۔ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اور جونہی حکم امتناعی خارج ہوتا ہے اور قبضہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر سے ایل۔ڈی۔اے کو تفویض ہو گا۔ ناجائز قابضین کو فوری طور پر ہٹا دیا جائے گا۔

واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور کو مکمل کرنے کے اقدامات

460۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے لیے اخبار میں 26 لاکھ روپے ٹینڈر گروپ نمبر I کا اشتہار دیا گیا تھا جسے بعد میں گھپلا کر کے 35 لاکھ روپے کا بنا کر دوسرے ٹھیکیدار کو دے دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار کو 26 لاکھ کا کام گروپ نمبر I نہ ملنے پر وہ ایکسئین کے خلاف ہائی کورٹ میں گیا تھا اور ازاں بعد اس کو 35 لاکھ کا کام گروپ نمبر 3 غلط طریقے سے دیا گیا۔ جس کی ابھی ضرورت نہ تھی۔

(ج) کیا واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور کی مین لائن مکمل ہو چکی ہے اور کیا پانی شہر میں پہنچ گیا ہے۔ اگر نہیں پہنچا تو نئے گراؤنڈ سٹوریج ٹینک پر رقم خرچ کرنے کی کیا وجہ ہے' جبکہ پہلے سے تعمیر شدہ ٹینک کو استعمال کر کے پورے شہر کو پانی دیا جا سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور گروپ 1 ضلع رحیم یار خان کے کام کا اشتہار بذریعہ چٹھی

نمبر 2532 مورخہ 97-08-12 اخبار میں دیا گیا جو کہ دیگر اخبارات کے علاوہ" نوائے وقت" مورخہ 97-08-19 کو شائع ہوا۔ اس کام کی لاگت 26 لاکھ روپے دی گئی جو کہ عارضی estimate پر مبنی تھی۔

لیاقت پور میں پانی کی کمی کے زیادہ متاثرہ علاقے کے معززین کے پر زور اسرار پر پانی کی سپلائی کے کام کو زائد کرنا پڑا جو کہ پہلے عارضی estimate میں نہ تھا اور جس کی وجہ سے لاگت 26 لاکھ سے بڑھ کر 74 33 لاکھ روپے ہو گئی اور اس زائد کام کی مقدار وں کو مجاز اتھارٹی نے منظور کیا تھا۔ estimate جب 97-10-30 کو ٹیکنیکل سینکشن ہوا۔ تو اس میں بھی DNIT کی زائد مقداریں منظور ہوئیں۔ ان مقداروں کے مطابق ٹینڈر مورخہ 97-10-16 کو جاری اور وصول کیے گئے تھے مقابلے کے ریٹوں کے مطابق لاگت 33.74 لاکھ روپے بنی اور اسی لاگت پر ٹھیکے دار کو ورک آرڈر جاری کیا گیا۔ اس میں کسی قسم کا گھپلا نہ ہے۔

(ب) 1۔ گروپ نمبر 1 کے کام میں ٹینڈر ریٹ پر دوسرے نمبر پر آنے والے ٹھکے دار نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا تھا کہ یہ کام اس کا بنتا ہے۔ بحوالہ مقابلے کی فہرست (Comparative Statement) یہ غلط تھا اور جس ٹھیکیدار کے ریٹس کم تھے اسے کام الاٹ کیا گیا۔

2۔ واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور گروپ 3 کی advertizement علیحدہ اور بعد میں دی گئی تھی اور جس کے کام کی نوعیت گروپ 1 سے مختلف تھی۔ اس ٹینڈر کا اشتہار اخبار میں مورخہ 98-1-18 کو آیا اور ان ٹینڈرز میں جس ٹھیکے دار نے کم ریٹس دیے اسے مجاز اتھارٹی نے کام الاٹ کر دیا۔ کیونکہ پہلے گروپ کے ٹھیکے دار نے ابھی کام مکمل نہ کیا تھا اور جس کے ٹھیکہ کی لاگت بھی ابھی پوری نہ ہوئی تھی۔ کام کو مکمل کرانے کے لیے ضروری تھا کہ نئے ٹینڈرز کیے جائیں تا کہ کام مقررہ مدت میں ختم کیا جا سکے۔

(ج) واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور کی مین لائن ابھی صرف 16,200 فٹ مکمل ہوئی ہے اور شہر کو ابھی پانی مہیا نہیں کیا گیا۔ پانی پوری مین لائن کے مکمل ہونے کے بعد مہیا ہو گا۔ مین لائین کے لیے جتنے فنڈز مہیا تھے اتنا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس سال فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام کی رفتار سست ہے مین لائن کی لمبائی 30,000 فٹ ہے اور اتنی لمبی لائن کی وجہ

سے اوور ہیڈ ٹینکی میں پانی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے زمین پر سٹور یج ٹینک کی اشد ضرورت ہے تاکہ آبادی کو پانی مہیا کیا جاسکے۔ پہلے سے موجود ٹینک کینال source پر واقع ہے اور وہ شہر کی دوسری جانب ریلوے لائن کے پار ہے۔ اس ٹینک کی گنجائش capacity بہت کم ہے جو کہ موجودہ آبادی کے لیے بھی ناکافی ہے۔ نئے ٹینک آئندہ 20 سال کی آبادی کے لیے تجویز کیے گئے ہیں۔

واٹر سپلائی سکیم چک 26/A اور واٹر سپلائی سکیم فیروزہ کو مکمل کرنے کے اقدامات

461۔ **چودھری مسعود احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم چک 26/A لاگت تقریباً 22 لاکھ اور واٹر سپلائی سکیم فیروزہ لاگت تقریباً 32 لاکھ روپے 96-1995ء میں منظور ہوئی تھیں۔ چار سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود کیا یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ چیف انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ساؤتھ زون نے دو بار ضلع رحیم یار خان کا دورہ کیا ہے' کیا انہوں نے ان سکیموں کے نامکمل رہنے کا نوٹس لیا ہے' کیا انہوں نے ٹھیکےدار' ذمہ دار ایکسئین اور ایس۔ای صاحبان کو یہ سکیمیں مکمل کرنے کے لیے ہدایات دی ہیں' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ دونوں سکیموں میں جن کی مالیت تقریباً 54 لاکھ بنتی ہے' ذمہ دار ایکسئین کی غفلت کا شکار ہو گئی ہیں اور قوم کا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے' اگر ایک ٹھیکےدار کام نہیں کر رہا' تو یہ کام کسی دوسرے ٹھیکےدار سے مکمل کیوں نہیں کروایا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم چک 26/A' 21.29 لاکھ روپے کی مورخہ 14-06-95 کو اور واٹر سپلائی سکیم فیروزہ 30.02 لاکھ روپے کی مورخہ 14-3-95 کو منظور کی گئیں۔ اس وقت سے دونوں سکیموں پر کام شروع ہے۔ اب تک واٹر سپلائی سکیم چک 26/A پر تقریباً 22.00 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جس کا تخمینہ 22.94 لاکھ روپے ہے اور بقیہ کام 30 جون 1999ء تک مکمل کر دیا جائے گا اور سکیم واپڈا کے کنکشن مہیا کرنے پر چالو کر دی جائے گی۔ جس کا ڈیمانڈ نوٹس واپڈا کو ادا کیا ہوا ہے۔

واٹر سپلائی سکیم فیروزہ پر تقریباً 26.50 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جس کا کل تخمینہ 30.70 لاکھ روپے ہے۔ اس سال فنڈز کم ملے ہیں۔ اس سال مزید فنڈز طلب کیے گئے تھے جن کی منظوری نہ ہو سکی' اگلے مالی سال یعنی 2000-1999ء میں جونہی فنڈز مہیا ہوں گے سکیم مکمل ہو جائے گی۔

(ب) جناب چیف انجینئر صاحب ساؤتھ زون نے ضلع رحیم یار خان کا دو بار دورہ کیا اور موقع پر متعلقہ ایس۔ڈی۔او' ایکسئین اور ایس۔ای صاحبان کو سکیموں کی تکمیل اور کام کی نوعیت کے بارے میں احکامات صادر فرماتے رہے۔ اس بارے میں ٹھیکےدار کو بھی کام کی رفتار تیز کرنے کے لیے نوٹس دیے جاتے رہے ہیں۔

(ج) دونوں سکیمیں تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ اور دونوں سکیموں پر تقریباً 48.50 لاکھ لاگت روپے ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایکسئین صاحبان کی کوئی غفلت نہ ہے۔ اس سال واٹر سپلائی سکیم فیروزہ کے لیے زائد فنڈز 4.59 لاکھ روپے مہیا نہ کیے گئے اس لیے سکیم مکمل نہیں ہو سکی۔ اگر اس سال یہ زائد رقم مہیا کی گئی تو سکیم مکمل ہو جائیگی ورنہ اگلے سال مکمل ہوگی اور ٹھیکے کی منسوخی کی سفارش کی گئی ہے اور کام کروانے کے لیے ٹینڈر کا اشتہار اخبار میں دے دیا گیا ہے۔ ٹینڈرز 31-5-99 کو وصول کیے جائیں گے۔ کام کی سست رفتاری پر ٹھیکےدار کو نوٹس جاری کیے گئے۔

موضع پھلروان میں گندے پانی کے لیے تالاب کی تعمیر کے اقدامات

471۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے موضع پھلروان تحصیل احمد پور ضلع شیخوپورہ میں سیوریج کے لیے نالیاں بچھائی ہوئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس گاؤں کا گندا پانی مخصوص جگہ نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں کے مربعہ نمبر 33 میں ڈال دیا گیا ہے' جب کہ اس گاؤں میں چھپڑ / تالاب کے لیے حکومت نے جگہ مختص کی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گندا پانی کے لیے چھپڑ / تالاب تعمیر کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے موضع پھلروان تحصیل احمد پور ضلع شیخورہ میں سیوریج کے لیے نالیاں بچھائی تھیں اور یہ سکیم 92-1991ء میں مکمل ہوئی تھی۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ مربع نمبر 33 گاؤں والوں کی مشترکہ جگہ ہے' جو کہ گاؤں والوں نے اپنی ملکیت سے کٹوتی کی ہوئی ہے اور چھپڑ / تالاب کے لیے مختص کی ہوئی ہے۔ لہذا حکومت نے چھپڑ / تالاب کے لیے کوئی سرکاری جگہ مختص نہیں کی۔ اس کے ثبوت کے لیے فرد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گندے پانی کے لیے دوسرا چھپڑ / تالاب تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے ہی مشترکہ چھپڑ موجود ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے !

مجلس استحقاقات میں سماعت کے دوران محرک کا اپنی تحریک استحقاق پر سمجھوتہ کرنا اور مجلس کی طرف سے تحریک کو نمٹانے کی سفارش کرنا

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! ممبر کو ایک اختیار دیا گیا ہے کہ اگر اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو وہ تحریک استحقاق دے سکتا ہے۔ آپ کی consent کے ساتھ تحریک پھر مجلس استحقاقات کو refer ہو جاتی ہے۔ جناب والا! جب آپ اسے مجلس استحقاق میں refer کر دیتے ہیں تو اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ کمیٹی میں جب معزز ممبر سے متعلقہ افسر معافی طلب کرتے ہیں' ان کی منت کرتے ہیں تو وہ اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے۔ میں نے اس سلسلے میں کچھ رپورٹس بھی اکٹھی کی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ breach of privilege ایسی بات ہے کہ اس پر ممبر کو اکیلے معافی نہیں دینی چاہیے۔ جب استحقاق مجروح ہوتا ہے تو معزز ممبرز یہاں ہاؤس میں بہت زیادہ insist کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی تحریک کو مجلس استحقاق میں refer کیا جائے۔ جب کوئی تحریک

کمیٹی کو refer ہوتی ہے تو وہ investigation and examination کے لیے refer ہوتی ہے۔ لیکن جو رپورٹس آتی ہیں ان میں لکھا ہوتا ہے کہ :۔

"The officer has regretted", or "The member does not want to pursue it".

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ممبر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ متعلقہ آفیسر کو وہاں چھوڑ دے، معاف کر دے۔ کیونکہ جب کوئی معزز ممبر اپنی تحریک پیش کرتے ہیں تو وہ اس میں لکھتے ہیں کہ، " نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔" تو جہاں پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہو تو پھر اس ممبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ وہیں مجلس استحقاقات کے سامنے راضی نامہ کر لے اور معاملہ ختم کر دے۔ جناب سپیکر! مثال کے لیے میں چند رپورٹس پڑھتا ہوں۔ تحریک استحقاق نمبر 24 کی رپورٹ ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ ۔

"The D.S.P had deeply regretted over the incident and assured the Committee that he had utmost respect and regard for the Members of the Punjab Assembly. He did not intend to pursue the Privilege Motion any further."

حالانکہ انھوں نے خود اپنی تحریک میں دیا ہوا ہے کہ " نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے " اسی طریقے سے تحریک استحقاق نمبر 7 کی رپورٹ میں بھی دیا ہوا ہے کہ :۔

"The Deputy Director, Food Department informed the Committee that he never meant to misbehave with the honourable member and expressed his deep regrets over the incident. Moreover, the mover had communicated to the Assembly Secretariat that he did not want to move or pursue the matter any further."

اب اس تحریک استحقاق میں بھی دیا ہوا ہے کہ " نہ صرف میرا بلکہ اس قابل عزت ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے " آگے پھر تحریک استحقاق نمبر 20 کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ :۔

"...had offered deep regrets to him. Therefore, he did not intend

to pursue his Privilege Motion."

جناب والا! بہت ساری رپورٹس اسی طرح کی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں ممبر کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ راضی نامہ کرے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ استحقاق مجروح ہوا ہے اور آپ مہربانی کرتے ہوئے اسے کمیٹی کو refer کرتے ہیں تو پھر اس کی investigation and examination کی رپورٹ لازماً ہاؤس میں آنی چاہیے۔ وہاں کمیٹی میں معزز ممبر کو بالکل concede نہیں کرنا چاہیے۔ وہاں انھیں اپنے پورے دلائل دینے چاہییں اور ہاؤس میں اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ میں نے نمبر 24 ' 7 اور 20 نوٹ کر لیے ہیں۔ ان تحاریک کی رپورٹس میں منگوا کر دیکھ لیتا ہوں پھر اس پر بات کر لیں گے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کا فرمانا بالکل درست ہے اور میں نے بارہا یہ بات point out کی ہے کہ اس روش کو ہمیں تبدیل کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 75 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں :-

75. Consideration of the report of the Committee.-

(1) After the report has been presented, a member may move that the report be taken into consideration whereupon the Speaker may put the question to the Assembly.

یعنی پھر اسمبلی نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ آگے sub rule(3) دیکھیں :-

(3) The Assembly may agree with the report, with or without amendments, or may disagree with it and may itself decide the question of privilege.

تو اس میں میری یہ استدعا ہے کہ رپورٹ ایوان میں آئے ' آپ اسے یہاں ایوان میں consider کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معافی دینا ایک فرد واحد کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ معزز ممبرز یہاں پر اپنا privilege create کرنے کے لیے بڑے زور و شور سے تقریر کرتے ہیں لیکن وہاں کمیٹی میں concede کر جاتے ہیں۔ تو اس بات کا ہاؤس کو بھی علم ہونا چاہیے کہ انھوں نے اپنے اس privilege سے concede کیا ہے۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب کی بات ٹھیک ہے۔ ہم رپورٹس منگوا کر دیکھ لیتے ہیں۔ ویسے ممبرز کو بھی چاہیے کہ جب ایسی رپورٹس ہاؤس میں lay ہو جائیں تو ایک motion کی شکل میں اسے take up کرنا چاہیے تا کہ ایجنڈے میں آ جائے اور discuss ہو۔

وزیر تعلیم : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میری درخواست ہے کہ Lahore College for Women کا autonomy Bill دو دن سے discuss ہو رہا ہے۔ اس میں تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ چونکہ آج جمعہ ہے' وقت کم ہوگا تو میری گزارش ہے کہ باقی سارے business کو suspend کر کے اس کام کو لیا جائے۔ یہ ایک بہت ہی اہم قانون سازی ہے جسے آج پورا کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اب صرف تحاریک التوائے کار ہیں' کوئی اور بزنس نہیں ہے ۔ آپ کا خیال ہے کہ اسے بھی سوموار کے لیے postpone کیا جائے؟

وزیر تعلیم : جی ہاں۔

جناب سپیکر : منیس صاحب ! آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! میرے خیال میں تحاریک التوائے کار ایک ایسا بزنس ہے جو کہ لازماً take up ہونا چاہیے۔ یہ matters of public importance ہوتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگر آپ کی مرضی نہیں ہے تو پھر پہلے تحاریک التوائے کار take up کر لیتے ہیں۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

ڈسکہ میں چیانوالی سے اڈا کسوال تک سڑک کی تعمیر

جناب شاہد محمود بٹ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی108 ڈسکہ میں چیانوالی سے اڈا کسوال تک سڑک کی تعمیر 1988ء میں شروع ہوئی تھی۔ یہ سڑک 30 سے زیادہ دیہات کا لنک روڈ ہے لیکن 11 سال گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ سڑک مکمل نہیں ہوئی۔ موسم برسات شروع ہو چکا ہے۔ لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے اور وہ شدید بے چینی کا شکار ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! معزز رکن نے اس تحریک التوائے کار میں جس سڑک کا ذکر کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ سڑک 1998ء میں منظور ہوئی اور اسی سال اس پر کام شروع کر دیا گیا۔ اس سڑک کی کل لمبائی 7.5 میل ہے جس میں سے 3.65 میل سڑک مکمل کر دی گئی ہے اور باقی ماندہ 3.25 میل کی سڑک پر sub-base ڈال دیا گیا ہے اور 2.75 میل سڑک پر base ڈال دیا گیا ہے۔ صرف 0.60 میل سڑک پر ابھی تک کام نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ایک زمیندار نے stay لیا ہوا ہے جس وجہ سے اس portion پر کام نہیں ہو سکا۔ 1992ء کے بعد یہ سڑک اے۔ڈی۔پی میں شامل نہیں ہو سکی۔ جونہی یہ سڑک اے۔ڈی۔پی میں شامل ہو گی اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس سال بھی C&W Deptt. نے P&D Deptt: کو لکھا کہ یہ سڑک اے۔ڈی۔پی میں شامل کی جائے۔ لیکن اس سال بھی اے۔ڈی۔پی میں شامل نہیں ہو سکی۔ جونہی اس سڑک کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے میرا محکمہ چھ ماہ کے اندر اندر یہ سڑک مکمل کر دے گا۔ میں کہتا ہوں کہ معزز رکن اس کو press نہ کریں کیونکہ میں نے اس کی detail بتا ہی دی ہے۔جونہی فنڈز آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو مکمل کر دیا جائے گا اور اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! کیا آپ مطمئن ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی۔ میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، تو یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔ جی بٹ صاحب!

ضلع سیالکوٹ میں سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی

جناب شاہد محمود بٹ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی 108 ڈسکہ کی اہم یونین کونسل پیرو چک میں سے گزرنے والا سیلابی نالہ جو کہ بھو بھنگی سے پیرو چک برھو پور تا سیو کی نہر میں گرتا ہے بالکل بند ہے جس کی وجہ سے سیلابی پانی ہزاروں ایکڑ چاول کی فصل تباہ کر دیتا ہے اور ملک کا قیمتی زر مبادلہ ضائع ہوتا ہے۔ عرصہ دراز سے اس سیلابی نالہ کی کھدائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے نالہ بالکل بند ہو چکا ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ جس کی

وجہ سے علاقے کے لوگوں میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میری استدعا ہے کہ وزیر آبپاشی تشریف نہیں رکھتے تو اس کو pending فرمالیں۔ وہ اس کا جواب خود دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے منسٹر صاحب نہیں آئے۔ اس کو pending کر لیا جاتا ہے---اگلی تحریک التوائے کار مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ مولانا صاحب ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے اس لیے یہ dispose of کی جاتی ہے---اگلی تحریک سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کی ہے۔

کوئلے کی کان کو محکمہ کی طرف سے بند کیا جانا

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مائن نمبر 7 سے کوئلہ نکالنے کا کنٹریکٹ ایم۔ڈی' پنجاب انڈسٹریل اینڈ منرل ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کے حکم سے مورخہ 2-1-99 کو دیا گیا تھا۔ یہ کوئلہ مائن نمبر 3 کے راستہ سے نکالا جا رہا تھا اور اس طرح مائن نمبر 7 سے نکلنے والے کوئلہ سے حکومت کو لاکھوں روپے کا فائدہ ہو رہا تھا۔

مگر مورخہ 24 جون 1999ء کو بغیر کسی وجہ کے مائن نمبر 7 سے کوئلہ نکالنے کا کام زبردستی بند کروا دیا گیا ہے اور مائن نمبر 3 جو کہ محکمہ نے خود عدالت میں بیان دیا تھا کہ یہ مائن خالی ہو چکی ہے اور اس میں لعل جنان خان کا کام کرنا قانون کے مطابق ہے۔

مگر اب دوبارہ مائن نمبر 3 جو کہ محکمہ نے پہلے کوئلہ ختم ہونے کی وجہ سے بند ڈیکلیئر کیا تھا اب اس کا دوبارہ کنٹریکٹ خلاف قانون اور ضابطہ سعید اللہ خان کو دے دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مائن نمبر 7 کے کنٹریکٹر کو اس مائن سے زبردستی بے دخل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ مائن نمبر 7 سے کوئلہ مائن نمبر 3 کے راستہ سے نکالا جا رہا تھا۔ اس طرح مائن نمبر 7 سے کوئلہ نہ نکلنے کی وجہ سے حکومت اور پنجمن کا لاکھوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ لہذا میری اس تحریک پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی وزیر صنعت معدنی ترقی!

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ایک مائن نمبر 7 اور ایک مائن نمبر 3 ہے۔ مائن نمبر 7 جو ہے وہ ملک نثار اور مسٹر لعل جنان خان کو مورخہ 19 نومبر 1999ء کو دی تھی۔ جناب والا! جس کو ہم مائن دیتے ہیں اس کو پھر یہ بھی پابند کرتے ہیں کہ آپ نے اس کا inlet اور outlet خود بنانا ہے۔ یہ میں آپ کو صرف background بتا رہا ہوں اور مائن نمبر 3 ایک اور دوست کو دی تھی اور اس پر بھی یہی condition عائد کی گئی تھی۔ نمبر 3 نے inlet بھی بنایا اور outlet بھی بنایا۔ لیکن جب مائن نمبر 3 کا مالک restricted area میں پہنچ گیا' ہمارا restricted area 50 yards ہے جہاں ہم بند کر دیتے ہیں اس کے آگے پھر اگلے مائن کی territory شروع ہوتی ہے' لیکن ہم درمیانی ایریا محفوظ رکھتے ہیں۔ جب وہ وہاں پر پہنچا تو ہم نے مائن نمبر 3 کے مالک کو پابند کر دیا کہ آپ اب restrict ہو جائیں۔ وہ Director of Industries and Mineral development کی purview میں ہے' اس کے اختیار میں ہے کہ وہ بند کر دے۔ لیکن اس کے اختیار میں یہ بھی ہے کہ اگر feasibility مناسب ہو تو پھر وہ اس restricted area میں سے اجازت بھی دے سکتا ہے۔ تو جناب والا! ہوا یہ کہ مائن نمبر 3 کا جو مالک ہے اس نے کوئلہ نکال لیا' restricted area میں ان کو بند کر دیا اور سات نمبر کی مائن جو لعل خان نے لی تھی اس کو کام کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ لیکن at that time جب تین نمبر کو ہم نے بند کیا تو اس کو اجازت دے دی کہ آپ تین نمبر کے راستے سے اس کو نکال لیں۔ وہ نکالتا رہا۔ لیکن in the meantime جب اس نے منرل ڈویلپمنٹ کو apply کیا تو انھوں نے اس کو دوبارہ اجازت دے دی کیونکہ وہ stiff زیادہ تھا۔ اب جب تین نمبر کا بھی شروع ہو گیا اور سات نمبر کا بھی شروع ہو گیا تو چونکہ دو راستے ہوتے ہیں تو ہم نے فیصلہ کیا کہ سات نمبر کا اور تین نمبر کا مل کر ایک low side پر نکالنا شروع کر دیں' ایک upper side پر۔ جناب والا! وہ مائن ایک نیچی سائڈ پر جاتی ہے ایک باہر outlet جاتا ہے۔ ہم نے کہا کہ ایک راستہ تین نمبر کا استعمال کرے اور ایک راستہ سات نمبر کا استعمال کرے تاکہ ان میں کوئی confusion نہ ہو۔ لیکن subject to the approval of both the contractors یہ فیصلہ کیا کہ اگر دونوں agree کر جائیں تو یہ ہمارا فیصلہ ہے۔ لیکن ہوا جناب والا! یہ کہ تین نمبر کا جو کنٹریکٹر ہے اس نے پھر اس کو راستہ نہیں دیا۔ لیکن ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں اگر مان جائیں تو دونوں راستے ہیں وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن 7 نمبر نے اس کنٹریکٹ کو violate کیا ہے' اس agreement کو

violate کیا ہے جو ہم نے شروع میں دیا ہے کہ آپ اپنا inlet اور outlet بنائیں گے۔ اس کی سہولت ہم نے 3 نمبر سے دے دی تھی لیکن جب 3 نمبر والا شروع ہوا تو اس کا یہ agreement کروایا کہ آپ دونوں استعمال کریں۔ لیکن وہ agreement وہ فیصلہ implement نہیں ہو رہا' بلکہ ساتھ والا پریشان ہے کہ وہ مجھے نکالنے کی اجازت نہیں دے رہا۔ جناب والا! میں اپنے دوست کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر یہ اجازت دیں تو میں پھر اپنے محکمے کو حکم دوں کہ وہ ان دونوں کو بٹھا کر یہ فیصلہ کر دیں۔ لیکن 7 نمبر کا وہاں سے نکالنے کا کوئی اختیار کوئی نہیں۔ اس کو خود اپنے راستے بنانے چاہییں تھے جو اس نے نہیں بنائے۔ لیکن پھر بھی ان کی تسلی کے لیے میں یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ دونوں کو بلا کر' میں کسی کو depute کروں گا کہ وہ ان کا فیصلہ کروا دیں۔ اگر فیصلہ ہو گیا تو well and good نہیں تو پھر دونوں میں سے ایک کو ہمیں بند کرنا پڑے گا۔ یہ قانونی راستہ ہے۔

جناب سپیکر: جی شاہانی صاحب۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! ان کو محکمے نے جو اطلاع دی ہے اس کے مطابق انھوں نے جواب دے دیا ہے۔ میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ جو 3 نمبر mine تھی اس کو 19-6-98 کو بند کر دیا گیا تھا۔ انھوں نے لاہور ہائی کورٹ میں یہ بیان دیا تھا کہ یہ mine close ہو چکی ہے اور اس میں مزید کوئی نہیں۔ یہ جو 3 اور 6 کو جو اجازت فرما رہے ہیں' جناب اگر اجازت دیں تو محکمے کے ایک دو لیٹر ہیں میں وہ پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! میں اس کا بریف پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ہے میسرز پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن سیکنڈ فلور الفلاح بلڈنگ لاہور۔ 23-12-98 کا ایک لیٹر ہے۔ اس میں انھوں نے اجازت دی کہ۔

> You are, therefore, adivsed to stop all mining activity in mine No 3 and 6 and explore the virgin area of mine No.7 through mine No. 3 as already approved in the phase programme of development communicated to you vide letter dated 30-5-1998

جناب والا! 1998ء میں 30-5-98 کو ان کو ان کے اپنے محکمے کی طرف سے اجازت دی

گئی۔دوسرا ایک لیٹر ڈپٹی جنرل منیجر کی طرف سے 98-12-31 کا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

You are further advised to immediately by allow to contractor of mine No.7 to start evacuation of coal from mine No.3 as per development scheme of Directorate and continue production for increasing the revenue of the Corporation.

جناب والا! ان کے مزید لیٹر بھی میرے پاس موجود ہیں میں وہ یہاں پڑھنا نہیں چاہتا ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب ایک mine بند ہو جاتی ہے اور چھ ماہ وہ بند پڑی رہی ہے ۔ اس کو کس مجبوری کے تحت جون میں سعید اللہ خان نیازی نامی شخص کو جو کہ تحریک انصاف پنجاب کے انچارج تھے۔ ان کو خصوصی طور پر دی گئی اور mine نمبر 7 کا کوئلہ 99-6-24 سے بند ہے ۔24 تک وہ کام کر رہے تھے اس mine کے راستے سے گزر رہے تھے ۔ اب جب کہ ان کی وہ 3 نمبر mine stop ہو چکی ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ معاملہ کسی سلیکٹ کمیٹی کو بھجوا دیں تاکہ وہ اس کی انکوائری کروا لیں۔ اگر وہ غلط ثابت ہوتے ہیں تو پھر بے شک جو کارروائی ہو گی اور جو فیصلہ ہوگا ہمیں قبول ہوگا۔ ہمارا کوئی ذاتی معاملہ نہیں۔ لیکن لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا کر ایک ایسے شخص کو فائدہ دے دیا جائے جو کہ ہمارے مسلم لیگ کے منشور میں شامل ہی نہیں کہ کسی آدمی کو تنگ کرے اور زبردستی کرکے اور threat کرکے وہاں اس کا کام بند کروا دیا جائے۔ مزید ایک آدمی کو نوازا جائے ۔میری تو وزیر موصوف سے یہ گزارش ہو گی کہ ـــ

جناب سپیکر: لودھی صاحب نے جیسا کہ پہلے کہا ہے کہ دونوں کو بٹھا کر فیصلہ کروا دیں گے۔ لودھی صاحب! آپ نے یہی کہا ہے؟

وزیر صنعت معدنی ترقی: جناب والا! میں نے تو آپ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ جہاں تک یہ لیٹرز کی بات کر رہے ہیں تو میں تو admit کر رہا ہوں۔ میں نے تو آپ کو اس کی background بتائی ہے کہ تین نمبر جو mine ہے اس میں سے کوئلہ نکل رہا تھا۔ لیکن جب restricted range میں گئی تو ہم نے بند کر دی۔ اور وہ ڈائرکٹر انڈسٹریز کے purview میں ہے۔ اگر اس کو بند کرنے کا اختیار حاصل ہے ، تو یہ اختیار بھی ہے کہ دوبارہ examine کرکے کہ کوئلے کی layer زیادہ ہے تو ہم اس کو دوبارہ بھی اجازت دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ

انھوں نے کوئی غیر قانونی کام کیا ہے ۔ انھوں نے قانون کے مطابق اس کو اجازت دی ہے۔ لیکن غیر قانونی کام 7 نمبر نے کیا ہے جنھوں نے اپنا راستہ ہی نہیں بنایا۔لیکن میں تو accommodate کرنا چاہتا ہوں اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے بشرطیکہ دونوں مان جائیں۔ اب میں کسی کو depute کر کے انکوائری کروا کے ان کو پابند کرتا ہوں کہ ایک راستہ وہ استعمال کریں اور ایک راستہ وہ استعمال کریں تاکہ دونوں اس سے مستفید ہو سکیں اور گورنمنٹ کو بھی فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر ہے۔ جس طرح لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلے کو خود ٹیک اپ کر کے اور اس کی انکوائری کروا کے تو مسئلے کو resolve کروا دیتے ہیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: ان کو ڈیپارٹمنٹ جو کہے گا۔۔۔۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں دونوں کو پابند کروں گا' بلاؤں گا اور بلا کر اس مسئلے کو resolve کروں گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: ٹھیک ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! کسی افسر کو depute کر دیتے ہیں۔ He will visit the spot. اس کے بعد مجھے بتائے گا۔ پھر شاہانی صاحب کو بلا کر کوئی فیصلہ کر دیں گے۔ مقصد تو یہ ہے کہ کوئلہ باہر آئے۔

جناب سپیکر: مسئلے کو resolve ہونا چاہیے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک تو ٹوٹل بند تھی اس کو چلا دیا گیا ہے۔ جناب والا! جو اصل حق دار ہے جس غریب نے لاکھوں کروڑوں روپے investment کی' دھونس اور دھاندلی سے ایک آدمی کو dislocate یا dispossess کرنا زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اس مسئلے کو resolve کروائیں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! محکمے نے تو اپنا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بے شک انکوائری کر لیں اس کے مطابق پھر جو فیصلہ ہو گا ہم قبول کر لیں گے۔ اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں تو ہم حاضر ہیں۔اب یہ فرما رہے ہیں کہ نمبر 7 نے غیر قانونی کام کیا ہے ۔ جناب والا! جب آپ کا محکمہ ہائی کورٹ میں ایک بیان دے رہا ہے کہ اس mine میں مزید کوئلہ نہیں ہے'

اس کو دوبارہ پھر ٹنڈر کیوں دیا گیا دوبارہ لیز کیوں دی گئی۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب کہہ رہے ہیں۔ وہ اس کی انکوائری کروا کر اس مسئلے کو resolve کروا دیں گے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! میں شاید explain نہیں کر سکا ۔جہاں رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم restricted area میں جا کر اس کو بند کر دیں' ان رولز میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر آپ مزید examine کریں تو اس کو آپ اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر تو میں purview کے باہر جاؤں پھر تو میں جواب دہ ہوں ۔ اگر میرا محکمہ رولز کے اندر رہتے ہوئے ہے تو میں ان کے خلاف ایکشن نہیں لے سکتا۔ لیکن دونوں mines سے کوئلہ آ رہا ہے ۔جہاں تک ان کی حق رسی کروانے کا تعلق ہے ' کورٹ میں چلے گئے نہیں چلے گئے لیکن موقع پر جو پوزیشن ہے وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں ۔ پھر میرے بھائی کو پتا بھی ہے کہ میں خدانخواستہ ایسا نہیں ہوں کہ محکمہ جو کہے میں وہی کروں گا ۔ میں اپنی مرضی کروں گا اور وہ کروں گا جس کی قانون اور ضابطہ اجازت دیتا ہوگا۔ کوشش کروں گا کہ میں ان کو accommodate کروں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے: ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار ہے نمبر 15۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا بھی اس بزنس سے تعلق ہے ۔ ایک آدمی کے لیے وہ mine بند کروائی گئی اس کو خطرناک قرار دلوایا گیا۔

جناب سپیکر، اب تو وہ بات ہو گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر وہ re-open بھی کرنی ہے تو یہ اس بندے کا پہلا حق ہے جس نے اس mine کو approve کیا ہے ۔ یا پھر اس mine کو auction کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، جی لودھی صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ انصاف اور قانون کے مطابق کروں گا۔ اس کے بعد دیوان سید عاشق حسین بخاری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے واٹر سپلائی سکیم کی بندش

دیوان سید عاشق حسین بخاری ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے

کہ واٹر سپلائی سکیم چک 69 ایم اور چک جمعت داخلی موضع علی پور سادات (ضلع ملتان) حافظ والہ 96-1995ء سے چالو ہوئی تھی۔ پانی کے کنکشن لینے والوں سے متعلقہ محکمہ پبلک ہیلتھ کے افسران ماہانہ بل وصول کرتے رہے مگر کچھ عرصہ سے محکمہ مذکور کی طرف سے مقرر کردہ کمیٹی کے کنوینر عوام سے ماہوار بل وصول کرتے رہے ہیں۔ مگر محکمہ واپڈا کو بجلی کے بل کی ادائیگی نہ کی گئی۔ جس پر واپڈا نے ٹیوب ویل کے کنکشن کاٹ دیے۔ جس کی وجہ سے غریب عوام کو میٹھا پانی میسر نہیں۔ غریب عوام کا جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ لہذا مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف تشریف نہیں رکھتے ۔ اسے ہم مؤخر کرتے ہیں۔ اس کے بعد نمبر 16 چودھری سعید اقبال صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

نیا پل اور ترکی پل جہلم پر زائد ٹول ٹیکس کی وصولی

چودھری سعید اقبال، شکریہ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے مقرر کردہ نرخوں پر نیا پل اور ترکی پل جہلم کے ٹول ٹیکس کے جمع کرنے کا ٹھیکہ برائے مالی سال 99-7-1 تا 2000-6-30 نیلام ہوا۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ دونوں پلوں کے ٹھیکے داروں نے ٹول ٹیکس شیڈول کے تمام قواعد و ضوابط کو پامال کرتے ہوئے نیا پل اور ترکی پل پر اپنے پالتو بدمعاشوں اور غنڈوں کے بل بوتے پر اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اور لاقانونیت کی انتہا کر دی ہے اور وہاں سے ہر گزرنے والی کار، بس ٹرک اور دیگر تمام قسم کی ٹریفک سے حکومت کے مقرر کردہ ٹیکس شیڈول سے کئی گنا زیادہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ اور احتجاج کرنے والوں کے ساتھ انتہائی بدتمیزی اور انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے جس سے امن و امان کی صورت حال بگڑتی رہتی ہے۔ بعض اوقات دونوں پلوں پر بیٹھے ڈنڈے بردار غنڈوں اور ڈرائیوروں کے درمیان زیادہ ٹول ٹیکس وصول کرنے پر جھگڑے کی وجہ سے ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے۔ جس سے ایمرجنسی میں جانے والے مریضوں کو بھی اذیت ناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات کے تناظر میں استدعا کی جاتی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! وزیر مواصلات و تعمیرات کو اور مجھے بھی ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو کل کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار حاجی امداد حسین صاحب کی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ ڈبل سواری سے متعلق خانیوال کا مسئلہ ہے اس کو انھوں نے take up کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے' لہٰذا یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک بھی حاجی امداد حسین صاحب کی ہے۔ یہ بھی disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19 جناب سعید احمد خان منیس جناب سعید اکبر خان اور چودھری خالد جاوید کی طرف سے ہے۔

فتح آباد لاہور کینٹ کے سکولوں پر ناجائز قبضہ

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فتح آباد لاہور کینٹ میں 1974ء میں قومی تحویل میں لیے گئے گورنمنٹ اتحاد گرلز مڈل سکول پر جولائی 1999ء میں گرمی کی چھٹیوں کے دوران سرگرم قبضہ گروپ نے مسلح ہو کر دن دہاڑے قبضہ کر لیا۔اور سکول کو تالے لگا دیے۔ ان کی اس کارروائی سے علاقے بھر میں بالعموم اور زیر تعلیم بچیوں کے والدین میں بالخصوص خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ بچیاں اور والدین عدم تحفظ کا شکار ہو گئے ہیں۔ بچیوں کا مستقبل تاریک کرنے والے ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ حالانکہ درد مند حکمرانوں سے والدین اور اہل علاقہ مسلسل درخواستیں اور اپیلیں کر رہے ہیں۔ لیکن اس قبضہ گروپ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ جس سے اس حکومت کا نعرہ کہ "ہر ایک کے لیے تعلیم عام" کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی۔ اب موجودہ صورت حال میں چھٹیوں کے بعد اس سکول میں زیر تعلیم بچیاں کہاں جائیں گی؟ فتح آباد لاہور کینٹ کے مکین اس صورت حال سے بے حد مایوس پریشان اور بے چین ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! جس سکول کا تذکرہ کیا گیا ہے فتح آباد لاہور کینٹ۔ یہ سکول ایک کرائے کی عمارت میں واقع ہے اور تھا۔ اور اس طرح سے لاہور شہر میں تقریباً 150 کے قریب ایسے سکول ہیں جو کرائے کی عمارات میں چل رہے ہیں۔ اور جس طرح سے اس سکول میں اسی طرح سے سارے شہر کے سکولوں میں ہمیں یہ دقت پیش آ رہی ہے کہ ان کی جو موجودہ عمارتیں ہیں وہ نہایت ہی خستہ حال ہیں اور یہاں تک کہ دیواروں اور چھتوں کا بھی کافی عمارتوں میں نقصان ہوا ہوا ہے۔ دستور اور قانون کے مطابق محکمہ ان کے اوپر کوئی رقم خرچ نہیں کر سکتا۔ یہ مالکان کی ذمے داری بنتی ہے کہ وہ اس کی مرمت کرائے جو وہ عموماً نہیں کراتے۔ کیونکہ وہ اس درپے ہیں کہ یہ عمارتیں خالی کی جائیں۔ لہذا یہ جو سکول کے مالک ہیں یہ عدالت میں گئے اور عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دیا اور محکمے کو ہدایت کی کہ یہ عمارت خالی کی جائے۔ لہذا اسی عدالت کے حکم کے تحت یہ عمارت خالی کی گئی اور مالکان نے خود اس پر قبضہ کیا ہے۔ کسی قبضہ گروپ نے آ کر اس کے اوپر کوئی قبضہ نہیں کیا۔ جہاں تک سکول کا تعلق ہے وہ ساتھ ہی ایک گنگا آئس فیکٹری ہے اس کے ساتھ معاملہ طے کر کے اس کے احاطے میں سکول شفٹ کیا ہے تاکہ ہم اس کو دوسری شفٹ یعنی سیکنڈ شفٹ میں چلا سکیں۔ وقتی طور پر ان بچیوں کی تعلیم کا پورا بندوبست کر دیا گیا ہے اور آئس فیکٹری بھی تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر ہے۔ اس طرح سے ان بچیوں کو بھی کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوئی' ان کی تعلیم میں بھی کوئی حرج نہیں ہوا اور ان کو location کی وجہ سے بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی اور اب ہم کوشش کریں گے کہ اگر کوئی متبادل جگہ مل جائے تو وہاں پر سکول بھی تعمیر کیا جا سکے۔ لہذا اس وضاحت کی بنیاد پر میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز وزیر تعلیم نے جو بات فرمائی ہے۔ مجھے اس میں اعتراض نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار اسی لیے ہوتی ہے کہ معاملے کو حکومت کے نوٹس میں لایا جائے۔ لیکن جیسے انھوں نے فرمایا کہ ان بچیوں کے سکول کا ایک اور متبادل انتظام کر دیا گیا ہے اور وہ دو شفٹوں میں ہو گا۔ جناب والا! اس چیز کو میرے خیال میں وزیر تعلیم اگر مد نظر رکھیں کہ یہ بچیوں کا معاملہ ہے اور مڈل سکول ہے۔ بچیوں کی age کے حساب سے اگر دیکھا جائے تو شام کا وقت آیا ان کے لیے موزوں رہے گا آیا وہ جگہ موزوں ہے جس کو انھوں نے متبادل بنایا ہے؟ ان دو چیزوں کو ضرور مد نظر رکھیں ۔ میں تو ان سے یہ گزارش کروں گا کہ جلد از جلد ایک ایسا انتظام کیا جائے کہ صبح کی شفٹ

میں ان بچوں کے سکول کا کوئی انتظام ہو جائے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! جیسے میں نے گزارش کی کہ لاہور شہر میں تقریباً ایسی 150 premises ہیں جن میں یہ معاملہ درپیش ہے۔ ہم تو ہر جگہ شہریوں سے بھی اپیل کر رہے ہیں کہ اگر آپ کوئی نہ کوئی ہمیں متبادل جگہ دیں تو ہم آپ کے لیے یہاں پر نئی عمارتیں تعمیر کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور اس عمارت کا بھی یہی معاملہ ہے۔ اس کے لیے جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ متبادل جگہ کا بندوبست کر رہے ہیں اور اگر اس میں اپوزیشن لیڈر کا بھی ادھر کوئی اثر و رسوخ ہے تو ہمیں یہ کوئی ایسی premises لے دیں جس کا کرایہ محکمہ دینے کے لیے تیار ہے۔ ہماری طرف سے ان شاء اللہ پوری کوشش ہوگی کہ ان بچوں کے لیے خاطر خواہ بندوبست کیا جائے۔ چونکہ ابھی اور کوئی بندوبست ہو نہیں رہا تھا تو وقتی طور پر آئس فیکٹری والے نے ہم سے کہا کہ میں accommodate کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: یہ disposed of تصور کی جاتی ہے اور تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔ اور اب legislation شروع کرنے سے پہلے رپورٹس کو لیتے ہیں۔ جی چودھری سعید احمد صاحب۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری سعید احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> "مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

> "مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حصول اراضی مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون، لاهور کالج برائے خواتین، مصدرہ، 1998ء

(---------جاری)

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی لیتے ہیں۔ منیس صاحب نے اس پر تقریر شروع کرنی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر تو آپ نے ہاؤس کو ساڑھے بارہ بجے ملتوی کرنا ہے تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کو اگلے دن پر لے جائیں کیوں کہ دس منٹ میں کیا بات ہونی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں، وقت ہے۔ آپ بولیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ سے suggest کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ کی suggestion کوئی اتنی اچھی نہیں لگی۔ وقت ہے اور ہم بیٹھے ہیں۔ ہم اس ترمیم پر آپ کی تقریر سنیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے جو ترمیم دی ہے۔ اس میں دیا ہوا ہے کہ۔

All persons serving the college in any capacity immediately before the commencement of this Act unless absorbed in the service of the college shall remain on deputation liable to be transferred to their parent department at any time.

جناب سپیکر! اس سے پہلے میں نے جو ترمیم دی تھی اس میں میں نے عرض کیا تھا کہ اس کو delete کر دیا جائے اور جس کو ہاؤس نے اکثریت سے رد کر دیا۔ اب میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ "at any time" جو رکھا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے سر پر ایک لٹکتی تلوار ہے' میرے خیال میں اسے ختم کر دینا چاہیے۔ ان کو کسی ایک طرف کھپا لیں۔ محکمے میں ان کو کھپا لیں یا اس ادارے میں ان کی سروسز کو absorb کر دیں۔ اگر اس میں "at any time" رکھا گیا تو پھر اساتذہ کرام ہیں' اہل کاران ہیں یا جو بھی متعلقہ بندہ ہے' اس کے سر پر ہمیشہ ایک تلوار لٹکتی رہے گی کہ پتا نہیں اس کو کس وقت کس طرف بھیج دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نہ تو صحیح طریقے سے اپنا پڑھانے کا کام سرانجام دے سکے گا اور نہ ہی بچوں کی طرف توجہ دے سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے سر پر ہمیشہ کے لیے ایک ذہنی پریشانی اور ٹارچر رہے گا۔ اس قانون سازی میں ایک ایسی چیز آ جانی چاہیے کہ وہ definite ہو۔ جیسے میں پہلے بھی ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں کہ اس اہل کار کے اوپر کوئی ایسی تلوار نہ لٹکی رہے کہ وہ صرف یہی دیکھتا رہے کہ پتا نہیں مجھے کب یہاں سے شفٹ کر دیا جاتا ہے اور مجھے کہاں بھیجا جاتا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس میں سے "at any time" والے الفاظ کو delete کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ اس کے اوپر بولیں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جی۔ جناب سپیکر! جب بھی کسی ادارے کو بہتر انداز میں چلانا ہو اور اس ادارے میں کام کرنے والوں کی کارکردگی کو بہتر کرنا ہو تو ہمیشہ ان کو جاب سکیورٹی مہیا کی جاتی ہے' کیوں کہ جب تک وہ ذہنی طور پر مطمئن نہیں ہوں گے' وہ سمجھیں گے کہ ہماری پوزیشن کیا ہے؟ انہوں نے اس ایکٹ میں جو لکھا ہے' اس میں ان کو تو کوئی سکیورٹی نہیں کہ وہ ڈیپوٹیشن پر ہوں گے' loan پر ہوں گے اور ان کے ساتھ کسی وقت بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس قانون سازی پر بحث کو آج تیسرا دن ہے اور ہر ترمیم پر وزیر تعلیم یہ فرماتے ہیں کہ ہم تعلیم اور اس ادارے کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے ان کو اٹانومی دے رہے ہیں۔ ان کا مقصد شاید یہی ہو کہ ان کی کارکردگی کو بہتر کیا جائے' وہاں ایجوکیشن سسٹم کو بہتر کیا جائے' وہاں جو تعلیم دی جاتی ہے اس کو بہتر کیا جائے' وہاں جو طالبات پڑھیں گی ان کو بہتر educate کیا جائے تو جو لوگ ان کو educate کریں گے' جب وہ روزانہ پریشان حال گھر جائیں گے اور اسی حالت میں گھر سے اپنے ادارے میں آئیں گے کہ کل شائد انچارج میری کسی بھی بات سے ناراض ہو جائے اور وہ مجھے وہاں سے نکال دے۔ جناب سپیکر! میں یہ

سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ادارے کو چلانے کے لیے جاب سکیورٹی سب سے زیادہ اہم ہے۔ ہم نے حکومت کے نوٹس میں لانے کے لیے یہ ترمیم دی کہ آپ وہاں کے انچارج کو اس طرح کے اختیارات نہ دیں کہ وہ جس وقت چاہے personal clash کی بناء پر کسی نہایت دیانت دار اور لائق استاد' لیکچرار یا پروفیسر کو اپنی ذاتی پسند و ناپسند پر نکال دے۔ اس کو جاب سکیورٹی مہیا کی جائے۔ ان کو جس طریقے سے بھی رکھنا ہے اس طریقے سے رکھا جائے جس سے وہ ذہنی طور پر مطمئن ہوں تا کہ وہ ادارے کے لیے contribute کر سکیں۔ اس ادارے میں اپنی کار کردگی کو بہتر انداز میں پہنچا سکیں۔ ہم نے اسی وجہ سے یہ ترمیم دی ہے۔ آپ کی وساطت سے میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم۔

MINISTER FOR LAW: Sir, job security at the cost of institutional discipline is not in public interest. And institutions are for the public interest, not for the individual interest.

تو اس لیے ادارہ ان کو باقاعدہ کھلی آپشن دے رہا ہے۔

Whether you want to stay here or not. And if you want to stay, you have to stay at your terms.

ہم جو جاب سکیورٹی مہیا کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں' ان کے لیے پورا محکمہ ہے۔

Come to us any time. We will give them the complete job security.

اور ادھر بھی سکیورٹی ہے۔

But all we are demanding is discipline, better discipline.

دوسرا یہ اس لیے بھی رکھا گیا ہے اور جیسے میرے بھائی نے اسے لٹکتی تلوار کہا' تو یہ اس لیے بھی رکھا گیا ہے

to shut any door for these people to go to the court.

اس لیے کہ جی' ابھی ہمارے امتحان ہو رہے ہیں' ہمیں ابھی مت حنفٹ کیا جائے۔ ابھی میں فلاں کام کر رہا ہوں تو مجھے مت حنفٹ کیا جائے اس لیے "at any time" ضروری ہو گیا ہے۔ تو اس

لیے میری گزارش ہوگی کہ یہ ترمیم مسترد کی جائے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:-

That in sub-clause (2) of cluase 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "at any time" appearing at the end, be deleted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the question is:-

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now we take up Clause 8. Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti and Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Akbar Khan may move

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

That in sub-cluase (2) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or defect

in the constitution of the Board" appearing at the end, be deleted.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in sub-clause (2) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or defect in the constitution of the Board" appearing at the end, be deleted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب oppose کرتے ہیں تو سید اکبر خان صاحب اس کے اوپر شروع کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کلاز 9 کی سب کلاز 2 میں دیا گیا ہے کہ:

No Act or proceeding of the Board shall be invalid by reason of any vacancy or defect in the constitution of the Board.

مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ اگر بورڈ کی کوئی کارروائی ہوتی ہے، اگر اس کے آٹھ ممبران میں سے ایک ممبر نہیں ہے اور سات ممبران بیٹھ کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو اس کو تو valid قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کو سمجھا جا سکتا ہے کہ valid ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ چاہتے ہیں کہ or defect in the constitution of the Board اگر بورڈ کے بنانے میں کوئی خرابی ہو تو اس بناء پر بھی کوئی کارروائی ہو جائے تو اس کو بھی valid قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! جب ایک بورڈ کو constitute کرتے ہوئے بھی اس میں کوئی خرابی ہے تو وہ میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ میں اس wording سے یہ سمجھ پایا ہوں کہ جو بورڈ constitute ہو، اس میں کوئی defect ہو اور اس کے بعد اس کی کوئی کارروائی ہو تو اس کو بھی valid قرار دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ جب ایک چیز کو بنایا گیا ہے۔ وہ بھی defective ہے اور اس کے بعد اس کی کوئی کارروائی ہوگی تو اس کو کیسے valid قرار دیا جا سکتا ہے؟ جب اس کی بنیاد ہی غلط ہے تو اس کے بعد جو کارروائی ہوگی وہ

غلط ہوگی۔ میری تجویز یہی ہے کہ اس کے constitute کرنے میں اگر کوئی defect ہو اور اس کے بعد کوئی کارروائی ہو تو اسے تو valid قرار نہیں دیا جانا چاہیے۔ اگر اس کی vacancy اس وقت نہیں ہے یا اس میں کسی آدمی کو نامزد نہیں کیا گیا اور بعد میں نامزدگی ہوتی ہے؛ اس دوران اگر کارروائی ہوتی ہے تو اسے تو valid قرار دیا جا سکتا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں یہی تجویز ہے کہ اس ترمیم کو ضرور منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! حکومت جب وعدہ کرتی ہے کہ بورڈ کی constitution جو composition ہے، وہ صحیح ہو گی تو گورنمنٹ ضرور صحیح کرے گی۔ The Government is obligated مگر اس میں کئی دفعہ کئی قدرتی طور پر ایسے عوامل آجاتے ہیں کہ اس میں کوئی بورڈ کا ممبر expire ہو جاتا ہے۔ It takes time to nominate the correct person again in the Board. یا کوئی بندہ استعفیٰ دے دیتا ہے تو اس صورت میں to avoid wrangling within the Board یہ چیز اس طرح کے خواہ مخواہ کے اعتراضات سے بچنے کے لیے ڈال دی گئی ہے تاکہ بورڈ اپنا کام جاری رکھ سکے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس میں اس چیز کے ڈالنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ لہذا اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب کی جو بات ہے اور یہ on the vacancy stress کر رہے ہیں۔ ہمیں vacancy پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کی جو composition اور constitution ہے، مقصد تو یہ ہے کہ اگر آپ نے کسی غلط آدمی کو بورڈ میں ڈال لیا ہے، جو کہ کوائف ہی پورے نہیں کرتا۔ اس کے بعد جو کارروائی ہوگی وہ تو valid قرار نہیں دی جا سکتی۔ میں صرف وزیر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ vacancy پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن اس کی composition پر ہمیں اعتراض ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں تو کوئی اعتراض والی بات ہی نہیں۔ اس چیز کو تو اس لیے ڈالا گیا ہے کہ اگر اس طرح سے کوئی vacancy ہو جائے تو کوئی بورڈ کا ممبر اعتراض نہ کرے۔ internal wrangling سے بچانے کے لیے ہم نے کیا ہے کہ اگر اس طرح سے کوئی defect ہو جاتا ہے تو اس

کی بنیاد نہ بنے کہ بورڈ کی کارروائی invalid ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in sub-clause (2) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or defect in the constitution of the Board" appearing at the end, be deleted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is.

That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. An amendmenthas has been received from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti and Mr Saeed Akbar Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS : Sir, I move:

That after sub-clause (2) of clause 11 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (3) be added.-

> "(3) The Government shall provide funds to the College for its secretariat and other necessary and incidental expenses."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That after sub-clause (2) of clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause (3) be added:-

> "(3) The Government shall provide funds to the College for its secretariat and other necessary and incidental expenses."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW : I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ کلاز نمبر 11 کالج فنڈ کی ہے۔ اس میں پہلے دو provisions گورنمنٹ نے propose کی ہیں کہ،

> "(1) There shall be a fund to be known as the Lahore College for Women Fund which shall vest in the College and to which shall be credited all sums received by the College".

> "(2) The fund shall be kept in such custody and shall be utilized and regulated in such manner as may be prescribed."

جناب سپیکر! ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ خودمختاری کے بعد ادارے فیسیں بڑھا دیں گے۔ وہ اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے فیسیں بہت زیادہ کر دیں گے۔ اس میں بہت سے ایسے طلباء و طالبات ہوں گے' جو کہ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں یا نچلے طبقے سے جن کا تعلق ہے۔ وہ

میرٹ پر تو آجائیں گے لیکن چونکہ فیس زیادہ ہوگی تو ان کو وہاں داخلہ لینا شاید ممکن نہ ہو۔

جناب سپیکر! اس طرح سے شاید آپ کے علم میں ہو اور میرے علم میں ایسی باتیں ہیں کہ جن کالجوں کو پہلے اٹانومی دے دی گئی ہے اور ان کا فیس سٹرکچر بڑھا دیا گیا ہے۔ تو کئی ایسی مثالیں ہیں کہ وہاں جو بچیاں میرٹ پر آرہی ہیں۔ لیکن جب فیس کی بات ہوتی ہے تو وہ اس قابل نہیں ہوتیں کہ وہ وہاں فیس ادا کر سکیں۔ تو ہم نے اس میں propose کیا ہے کہ حکومت فیس سٹرکچر کو کم کرنے کے لیے ایک فنڈ مہیا کر دے جو کہ secretariat and incidental expenses کے لیے ہو تاکہ وہ باقی فنڈز کی شرح دیکھیں تو فیس سٹرکچر کو کم کیا جا سکے۔ میری گزارش ہوگی کہ اس کو insert کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں پہلے بھی بل کی initial reading میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ حکومت نے جدھر یہ اٹانومی دی ہے اور فیس بڑھائی ہے یا فیس زیادہ ہے تو وہاں پر حکومت نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ آپ ایک خاص فی صد تک مستحق بچوں کو فیس میں رعایت دیں گے۔ تو میں محترم قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لیے گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کالج لاہور کو اٹانومی دی ہے تو اس کالج نے پچھلے سال 29 لاکھ 58 ہزار روپے کے قریب فیس میں رعایت دی ہے۔ اسی طرح سے لاہور کالج، جس کے لیے ہم آپ کے پاس اٹانومی کے لیے گزارش کر رہے ہیں، انہوں نے بھی پچھلے سال 9 لاکھ 85 ہزار اور 5 سو روپے مستحق بچوں کو فیس میں رعایت دی ہے۔ کنیئرڈ کالج، جس کو ہم نے اٹانومی دی ہے اس نے بھی پچھلے سال 12 لاکھ روپے فیس میں رعایت دی ہے۔

جناب سپیکر، دس منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔ وزیر تعلیم صاحب! ٹھیک ہے۔ ذرا مختصر کر لیں۔

وزیر تعلیم، تو میں ان کو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ حکومت کی پہلے ہی ان کے اوپر نظر ہے اور ہم مستحق بچوں کے حقوق کی پوری دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! ان کا یہ اندیشہ صرف اندیشے کی حد تک ہے اور آگے اس کی حقیقت کوئی نہیں۔ تو اس لیے میری گزارش ہے کہ ان کی اس ترمیم کو بھی مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That after sub-clause (2) of clause 11 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Education , the following new sub-caluse (3) be added".-.

"(3) The Government shall provide funds to the College for its secretariat and other necessary and incidental expenses."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the question is:-

That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Clause 12 of the Bill is under consideration and an amendment has been received from Mr Saeed Ahmad Khan Manais , Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo , Pir Shujaat Hasnain Qureshi , Syed Masood Alam Shah , Mr Mansoor Ahmad Khan , Ch Khalid Javed Warraich , Maulana Manzoor Ahmad Chnioti and Mr Saeed Akbar Khan . Mr Saeed Ahamd Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

"That clause 12 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Education , be re-numbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added thereafter".-

"(2) The Auditor General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be re-numbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added thereafter:-

"(2) The Auditor General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر! آڈٹ تو ہو گا اس لیے آپ question put کر دیں۔ میں گزارش کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، وزیر قانون صاحب یہاں میرے پاس تشریف لائے۔ وہ آج اس بل کو ختم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ approve ہو جائے۔ ہمیں اس کے approve ہونے پر کیا اعتراض ہونا ہے لیکن ہم نے جو موو کیا ہے اور معزز وزیر قانون صاحب خود تشریف لے آئے ہیں مجھے تو ویسے ہی ان کا بہت احترام ہے اور پھر یہ خود چل کر آئے ہیں۔ اس کو میں بالکل ہی شارٹ کر دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! اصل میں یہ کلازز ایسی ہیں کہ ان کے بغیر ہمارا کام نامکمل رہ جاتا ہے۔ فرائض منصبی کو انجام دینا ہم پر لازم ہے۔ لیکن میں اس کو شارٹ کرتے ہوئے جو معزز وزیر قانون صاحب نے آج فرمایا ہے اس کو آپ بے شک آج approve کر لیں۔ لیکن جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ ادارہ پہلے بغیر کسی قانون سازی کے چل رہا تھا۔ ہم جو بھی ترامیم دے رہے ہیں تو ان کا جواب آتا ہے کہ We have already taken care of it. تو جب یہ قانون سازی ہو رہی ہے اور قانون سازی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ You have taken care of it, may be لیکن That was without any legislation. آج جب قانون سازی ہو رہی ہے تو ہم نے اس کے مطابق اس کی care کرنی ہے۔ جب پہلے کلاز 11 میں defect تھا تو کہنے لگے کہ ہم اس defect کا بھی خیال رکھیں گے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کالج کو 12 لاکھ دے دیا' فلاں کو اتنا دے دیا۔ آپ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ دے رہے ہیں تو اچھا کر رہے ہیں لیکن یہ قانون سازی تو اب ہو رہی ہے۔ You should take care of it in the legislation پہلے تو آپ نے ہوا میں ہی سارے گھوڑے دوڑائے ہوئے تھے۔ آڈیٹر جنرل کی بات بھی میں احتساب کے حوالے سے کر رہا ہوں اور میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں۔ اور میں معزز وزیر قانون صاحب کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گا کہ احتساب نہایت ہی ضروری ہے

اور اگر آڈیٹر جنرل کا یہ شامل کر دیا جائے۔ اب یہ کہیں گے کہ جناب! محکمہ پہلے ہی احتساب کر رہا ہے۔ لیکن آپ سب کو پتا ہے کہ محکمہ اپنے ملازمین کا کیا احتساب کرتا ہے۔ ان کی طرف سے کوئی احتساب نہیں ہو رہا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ شفاف احتساب کا عمل، جس پر ہم ہمیشہ زور دیتے رہے ہیں اور میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں آڈیٹر جنرل کی شق شامل کر لی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ میں چل کر گیا ہوں۔ تو میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا تھا کہ جب یہ تعاون کی بات کرتے ہیں کہ ہم سے مشورہ کر لیا کریں تو اگر ان سے مشورہ کیا جائے تو آگے سے ان کا attitude یہ ہوتا ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا کہ اگر ہم آپ کے حکم سے ان سے مشورہ کرنے کے لیے رابطہ کرتے ہیں تو اس کو کس taste میں لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں تو حکم کی تعمیل میں یہ بات کر رہا ہوں۔

وزیرصحت، میں معزز وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ ان پر اعتماد کرنا چھوڑ دیں کیوں کہ مجھے اس حوالے سے بڑا bad impression ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، چھوڑیں اس بات کو۔ جی، وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! منیس صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے۔ Wherever the government money flows, the Auditor only follows. تو اس لیے آڈٹ کی ضروریات تو آئینی ضروریات ہیں تو اس لیے یہاں پر اس کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم ان کالجوں کا third party audit بھی کروا رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں حکومت اپنی obligations بہت اچھی طرح سے جانتی ہے اور اس کو پورا کر رہی ہے، لہٰذا اس کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be renumbered as sub-clause (1) and

the following new sub-clause (2) be added thereafter":-

"(2) That Auditor General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the question is:-

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there

is no amendment in it, the question is:-

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration An amendment has been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move the amendment.

PARLIAMENTARY SECRETAY FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That for Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted":-

"17. **Repeal.**— The Lahore College for Women Ordinance 1999 (VIII of 1999) is hereby repealed."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

That for Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted:-

"17. **Repeal.**— The Lahore College for Women Ordinance 1999 (VIII of 1999) is hereby repealed."

MR SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

That for Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted:-

"17. **Repeal.**— The Lahore College for Women Ordinance

1999(VIII of 1999) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:-

That Clause 17 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Premable of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is:-

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, we take up the Third Reading of the Bill.

Minister for Law and Parliamentary Affairs.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Mr Speaker Sir I move:-

That the Lahore College for Women Bill, 1998, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the Lahore College for Women Bill, 1998, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the Lahore College for Women Bill, 1998, be passed

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR SPEAKER: The House is adjourned to meet on Monday at 3.00 p.m